کانگریس
آر۔ایس۔ایس
کی
ماں!



تعارف:
جناب وامن مشرام
صدر بام سیف و بھارت مکتی مورچہ، نئی دہلی

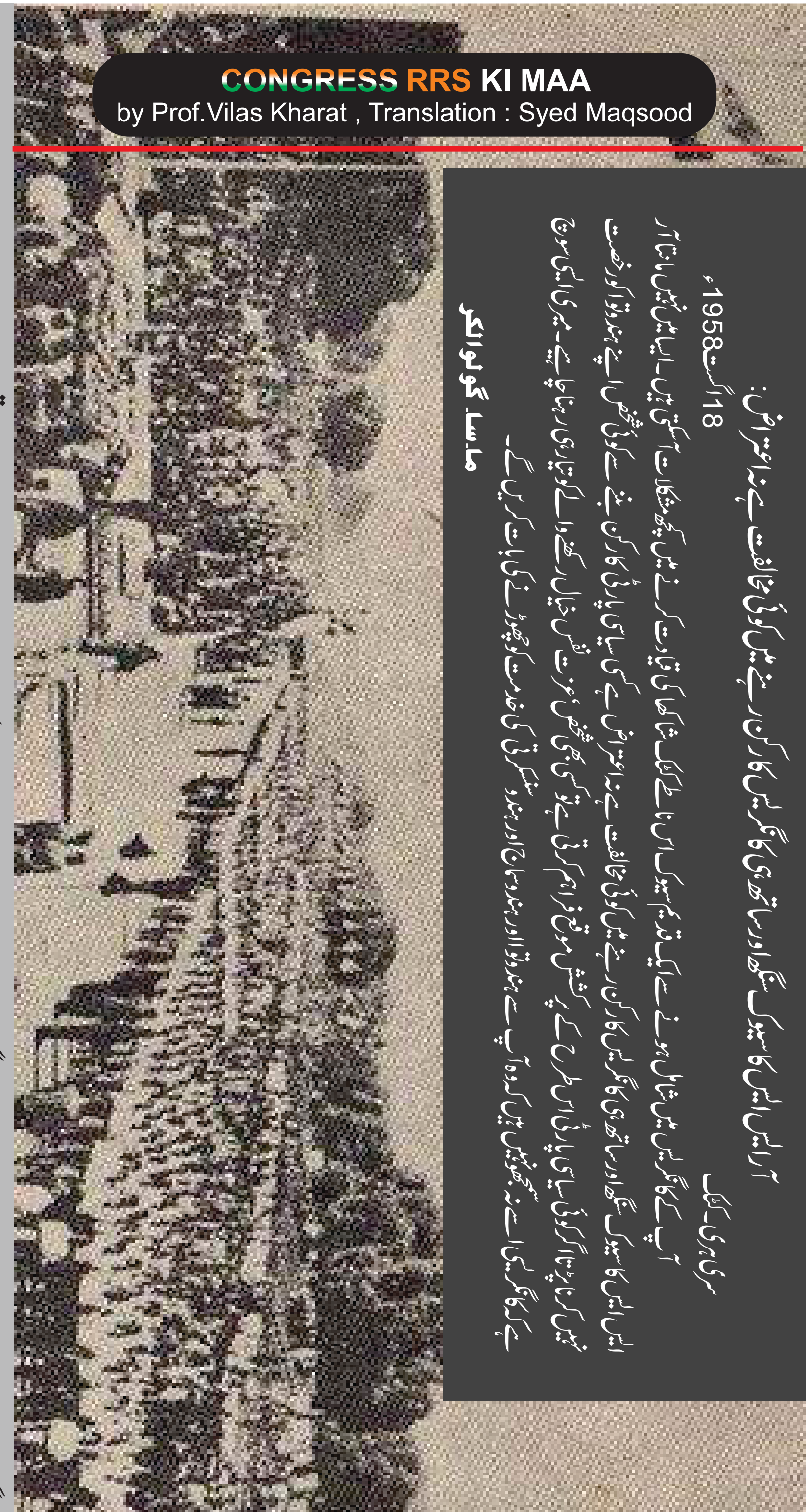
مصنف:
پروفیسر ولاس کھرات
ڈائرکٹر بابا صاحب ریسرچ سنٹر، نئی دہلی

مترجم:
سید مقصود
سکریٹری بام سیف تلنگانہ

پبلشر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ریسرچ سنٹر‘ نئی دہلی

کانگریس ‘ آر۔ ایس۔ یس کی ماں!   مصنف : پروفیسر ولاس کھرات ‘   مترجم:سید مقصود

CONGRESS RRS KI MAA
by Prof.Vilas Kharat , Translation : Syed Maqsood



آر ایس ایس کا سیوک سنگھ اور ساتھ ہی کانگریس کا رکن رہنے میں کوئی مخالفت ہے نہ اعتراض:

سری ہری۔کٹک   18 اگست 1958ء

آپ کے کانگریس میں شامل ہونے سے ایک قدیم سیوک اس ناطے کٹک شاکھا کی قیادت کرنے میں کچھ مشکلات آسکتی ہیں۔ ایسا میں نہیں مانتا آر ایس ایس کا سیوک سنگھ اور ساتھ ہی کانگریس کا رکن رہنے میں کوئی مخالفت ہے نہ اعتراض ہے کسی سیاسی پارٹی کا رکن بننے سے کوئی شخص اپنے ہندوتوا کو رخصت نہیں کرنا پڑتا اگر کوئی سیاسی پارٹی اس طرح کے پرکشش موقع فراہم کرتی ہے تو کسی بھی شخص عزت نفس خیال رکھنے والے کو تیار ہی رہنا چاہیے۔ میری ایسی سوچ ہے کہ کانگریسی اسے نہ سمجھو نہیں ہیں کہ وہ آپ سے ہندوتوا اور ہندو سماج اور ہندو سنسکرتی کی خدمت کو چھوڑنے کی بات کریں گے۔

ما۔سا۔ گولوالکر

کانگریس اور آر ایس ایس کے تعلوقات ہمیشہ سے خوشگوار رہے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی زمانے ہی میں یوم جمہوریہ کے موقع پر 1963ء میں ساڑھے تین ہزار (3500) سیوک سنگھوں کو دلی کی نہرو سرکار نے قومی پریڈ میں شامل ہونے کو کہا۔ کانگریس اور آر ایس ایس کا رشتہ دکھانے والی یہ تصویر ہے۔ گولوالکر ہمیشہ نہرو کے ساتھ تھے۔ برہمن ہمیشہ داؤ پیچ میں تبدیل کرتا ہے مگر مقصد میں نہیں۔

پبلشر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ریسرچ سنٹر‘ نئی دہلی

کانگریس، آر۔ایس۔ایس کی ماں

لاک ڈاؤن سے فائدہ اٹھانے کے لیے پروفیسر ولاس کھرات، ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ریسرچ سنٹر، نئی دلی صدر راشٹریہ مائینا ریٹی مورچہ کی ہندی کتاب کا اُردو ترجمہ جس کو سید مقصود، سکریٹری بام سیف تلنگانہ نے کیا ہے اس کا PDF گوگل ڈرائیو میں لوڈ کیا جارہا ہے۔ تاکہ اُردو قارائین تک پہنچے۔

آپ سب مسلم بھائیوں کو یہ سب جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ اس دیش میں برہمن واد کس شکل اور کس روپ میں آگے آتا ہے۔ کانگریس نے ہی RSS کو پیدا کیا ہے۔ جب یہ بات لوگوں کو بتائی جاتی ہے تو اُن کو یقین نہیں ہوتا اور اس پر تعجب کرتے ہیں جیسے کوئی پریوں کی کہانی سنائی جارہی ہو۔ اس کتاب میں کانگریس RSS کی ماں ہے ثبوت، دلیل و حوالے سے ثابت کیا گیا ہے تا کہ ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ ہوجائے۔ کانگریس ایک سیکولر پارٹی ہے۔ مسلمانوں کا ایک خاص طبقہ ہو یا عام، سب یہی سمجھتے ہیں۔ RSS اور اس قبیل کی جتنی تنظیمیں ہیں جیسے BJP وغیرہ یہ سب کمیونل ہیں۔ اسی نقطہ نظر سے ہم ہر مسئلہ کو دیکھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں۔ اُس کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیکولر اور کمیونل ان دو نظریوں سے ہٹ کر کبھی سوچا ہی نہیں۔ جب کہ ان میں دونوں کمیونل ہیں۔ نام اور انداز کارکردگی الگ الگ ہے۔ اگر ہم ظالم و مظلوم کے نقطہ نظر سے دیکھیں گے تو تیسرے محاذ کے بارے میں غور و فکر کریں گے۔ مظلوموں کا محاذ بننے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ اگر اس جانب ایک قدم بڑھتا ہے تو ہمارا قدم، قدم صحیح ہوگا۔ اسی اُمید اور آشا کے ساتھ اس کتاب کا PDF گوگل ڈرایو میں لوڈ کیا جارہا ہے۔ اس کو آپ پڑھیں گے، پڑھائیں گے اور اس بات کو آگے بڑھائیں گے۔ اس پر کامنٹ کرنا اگر ہو تو مصنف کتاب ہذا، ولاس کھرات کا ای میل دیا جارہا ہے۔

vilaskharat1818@gmail.com

فقط آپ کا

ولاس کھرات

7972487088

کانگریس، آر۔ایس۔ایس کی ماں!

مصنف :

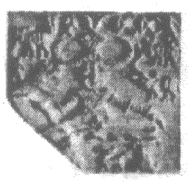
پروفیسر ولاس کھرات

ڈائرکٹر باباصاحب ریسرچ سنٹر، نئی دہلی

مترجم:

سید مقصود

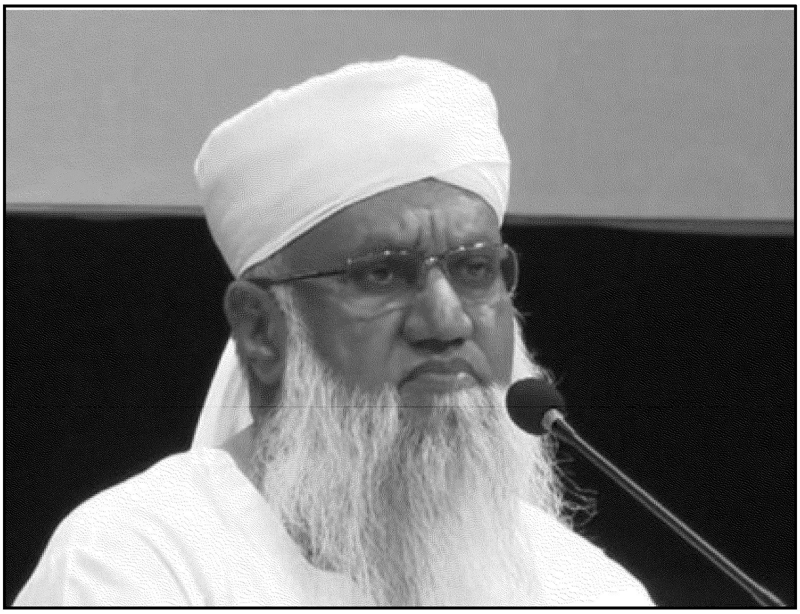
سکریٹری بام سیف تلنگانہ



پبلشر ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر ریسرچ سنٹر، نئی دہلی

Email: drambedkarrc@gmail.com

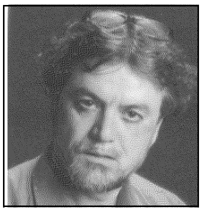
مصنف	:	پروفیسر ولاس کھرات
مترجم	:	سید مقصود
پہلا ایڈیشن	:	24/اپریل 2018ء ناگپور۔ بہوجن کرانتی مورچہ پریروتن یاترا کے موقع پر
پہلا اردو ایڈیشن	:	فروری 2019
پبلشر	:	ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ریسرچ سنٹر مکان نمبر 52/1، گلی نمبر 2 فیض روڈ جوشی اوڑ کر کارل باغ، نئی دہلی 110004
قیمت	:	-/100 روپے
سرورق	:	شیوراج پاٹل
ڈی ٹی پی	:	اسٹار کمپیوٹر پونہ مہاراشٹر
پرنٹر	:	چھتراپتی پرنٹرس سروے نمبر 5-4/311 کے۔ شیونگر موڈوا پونہ، مہاراشٹر 411036



انتساب

مظلوموں میں اتحاد قائم کرنے
اور ظالموں کے خلاف آواز اٹھانے کے
عظیم کام کو دیکھتے ہوئے
حضرت مولانا **سجاد نعمانی** صاحب کو
اس کتاب کا انتساب حق بہ حق رسید

فہرست مضامین



مترجم کی بات

کانگریس کا پول کھول دینے والی پروفیسر ولاس کھرات نیشنل سکریٹری بام سیف کی ہندی کتاب ''کانگریس آر ایس ایس کی ماں!'' کا اردو ترجمہ قارئین کی نظر ہے۔ جو خاص مقصد کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس دیش کے پسماندہ قبائل ST، پسماندہ ذاتیں SC ، پسماندہ طبقات BC ، مذہبی اقلیتیں ایک عظیم غلط فہمی میں ایک زمانہ سے مبتلا ہیں۔ کانگریس ایک سیکولر پارٹی ہے اس کے ذریعہ سے ہی سیکولر ازم زندہ رہ سکتا ہے، آر ایس ایس اور بی جے پی اس قبیل کی تنظیمیں کمیونل ہیں۔ اس بات پر ہماری ایقان کامل ہے اور ساتھ ساتھ استقامت بھی۔ یہ ایقان اور استقامت بڑے مسائل پیدا کر رہا ہے۔ کیونکہ ہم ہر مسئلہ کو سیکولر اور کمیونل کے پس منظر میں دیکھتے ہیں، سمجھتے ہیں، اس کے بجائے ہم کو ظالم و مظلوم، استحصال کرنے والے، استحصال کا شکار گروہوں کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ اس وقت امید کی جاسکتی ہے کہ ہمارا انفرادی و اجتماعی رویہ تبدیل ہوسکے گا اور ہم مستضعفین (محکمو، مجبور، کمزور) کو ساتھ لے کر چلنے یا ساتھ ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں گے۔ جس سے مستضعفین کا تیسرا قومی محاذ کھڑا کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ ایسا اگر ہوا تو ہمارا یہ اقدام ایک نئے انقلاب کی طرف ایک قدم اور ہوگا۔

قارئین کو جان کر بڑا تعجب ہوگا مجھے ہندی تحریر پڑھنے نہیں آتی مگر اس کمی کا آسان حل اس طرح نکالا گیا، میرے فرزند سید صعیب اور میرے بھانجے محمد اسلم اور محمد علیم نے میری مدد کی۔ اس کے علاوہ محمد نصیرالدین صاحب ٹیچر نے اس کی تصحیح کی۔ ڈی ٹی پی کے لیے محمد ارشد' حیدرآباد نے کافی وقت لیا مگر کام اچھا ہوا۔ پروفیسر ولاس کھرات سے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کی اجازت چاہی تو وہ فوراً اجازت دے دی اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا، اسی لیے ان سب کا شکریہ ادا نہ کرنا ناشکری ہوگی۔

فقط

مترجم کتاب ہذا

سید مقصود

syedmaqsood5403@gmail.com

Syed Maqsood

Qtr No. 8/6, Mahindra Nagar,

Technicion Colony, Zaheerabad,

Sanga reddy Dist. Telangana

Cell : 9440836492



پیش لفظ

جناب وامن مشرام صدر بام سیف و بھارت مکتی مورچہ

کچھ دن پہلے پروفیسر ولات کھرات کی لکھی ایک کتاب بھیما کورے گاؤں (جو اہم جنگ تاریخی جنگ یکم جنوری 1818ء کولڑی گئی تھی) کی تاریخ کے کئی سوالات اور اس کے جوابات کتاب لکھ کر ایک بڑے متنازعہ مسئلہ کا جواب دیا اسی سلسلہ کی ایک اور کتاب پروفیسر ولات کھرات کے ذریعہ لکھی جارہی ہے کتاب کا نام ''کانگریس آر ایس ایس کی ماں'' ہے۔ یہ ایک اہم کتاب موضوع کے لحاظ سے بہت ہی اہم ہے اس کے بارے میں مصنف کے ذریعہ مجھے تبصرہ لکھنے کے لئے کہا گیا۔ اس کے بارے میں لکھنے کے لئے میں نے جو سوچ بنائی ہے وہ اس طرح ہے۔

کانگریس کا قیام 1885ء کو ہوا۔ اس کی ضرورت و اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ 1857 کا برہمنوں کے ذریعہ برپا کیا گیا۔ غدر انگریزوں کو عوامی تائید کی وجہ سے اُس کو کچلنے میں کامیاب ہوگئے۔ اُس کے بعد انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم کردی۔ اور بھارت کو رانی نے اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ 1860ء بھارت پر منوسمرتی قانون کے بجائے IPC انڈین پینل کوڈ لاگو کیا جس کی وجہ سے برہمن بہت ڈرے ہوئے تھے۔ 1860ء سے 1870ء دس سالوں تک یہ چپ رہے۔ پندرہ سال چپ رہنے کے بعد راجکوٹ گجرات کے دیانندسرسوتی آریا سماج نامی ایک تنظیم قائم کی برہمنوں نے سونچا اب انگریز دیانندسرسوتی کو پکڑیں گے اور جیل میں ڈال کر اُن کو پھانسی دے دیں گے۔ برہمنوں نے 10 سالوں تک ایسا ہونے کی راہ دیکھتے رہے۔ مگر ایسا نہیں ہوا آخرکار برہمنوں نے 1885ء کو کانگریس کی بنیاد ڈالی مگر وہ ڈرے ہوئے تھے اُن کو ڈر تھا کہیں انگریز کانگریس کو

قائم کرنے والوں کو پکڑ کر پھانسی نہ دے دیں۔ اس ڈر کو ذہن میں رکھتے ہوئے برہمنوں نے اُس کا پہلا صدر سابق ICS آفیسر (Allan Octavian Home) کو بنایا۔

ایسا کرنے کے پیچھے ان کے دو مقصد تھے۔ انہوں نے یہ سوچا او۔یو۔ہوم A-O-Home انگریز ہونے کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا نہیں جاسکتا۔ دوسرا مقصد یہ تھا 1860ء کے بعد انگریزوں کے ساتھ برہمنوں کے تعلقات کے ذریعہ انگریزوں کے ساتھ کچھ لین دین ہوسکے یہ 1885ء سے پہلے کے حالات کا تجزیہ ہے، کبھی وقت ملے تو تفصیل سے لکھوں گا۔

1922ء کو مہاراشٹرا کے کوکنی برہمن گوداوری ندی کے کنارے ناسک میں جمع ہوئے اور انہوں نے ہندومہاسبھا کی بنیاد ڈالی پھر ان کے بیچ میں لڑائی جھگڑا شروع ہوا۔ ان میں سے ایک گروپ 1925ء میں آر ایس ایس نام کی تنظیم بنائی اگر ہم باریک بینی سے تجزیہ کریں تو ان تنظیموں کے قیام کی کوشش میں چاہے کانگریس ہو یا ہندومہاسبھا، کمیونسٹ پارٹی ہو یا کنڑپنتی آر ایس ایس ان سب کو برہمنوں نے ایک دوسرے کی مدد سے آگے بڑھایا اس بات کو بھی سمجھنا ضروری ہے ایک اور وجہ 1818ء کو پونہ میں پیشوائی ختم ہونا بھی ہے جس پر کنڑپنتی برہمنوں کا مکمل اقتدار تھا حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سارے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے چٹے بٹے ہیں۔

جب 1920ء میں بالا گنگا دھر کی موت ہوئی۔ ان کی موت کے بعد گاندھی جی کانگریس کے قائد بنے۔ گاندھی نے سیاست میں عوامی تائید حاصل کرنے کے لئے کانگریس کی ''چار آنے'' والے ممبر شپ کا پروگرام چلایا۔ اس کے ساتھ ساتھ گاندھی نے کانگریس کا اندرونی طور پر مذہبی رنگ دینا شروع کردیا تا کہ دھرم کی بنیاد پر کانگریس کے ساتھ عوام کو جوڑا جاسکے۔ کانگریس کے ذریعہ گاندھی نے کئی ہتھیار ایجاد کئے اور استعمال

کئے۔مون برت، ستیہ گرہ، پرارتھانہ سبھا''۔

ہندو مہا سبھا پہلے ہی مذہبی تنظیم تھی آر ایس ایس نے راشٹرواد کا سہارا لے کر ڈاکٹر ہیڈ گیوار کی قیادت میں اپنا کام شروع کیا جبکہ وہ مہاراشٹرا کے ودربھا میں کانگریس کے جنرل سکریٹری بھی تھے۔گاندھی کے حکم پر وہ جنگل ستیہ گرہ میں ذاتی طور پر پیش پیش رہے اور اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کانگریس کے آر ایس ایس کے ساتھ پرانے تعلقات ہیں ڈاکٹر ہیڈ گیوار کانگریس میں رہ کر آر ایس ایس کو بنایا۔اس سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کانگریس اپنی ضرورت کے لئے آر ایس ایس کو قائم کیا۔ضرورت یہ تھی کہ فساد کروانا ہو تو آر ایس ایس کا استعمال کیا جاسکے اور مسلمانوں میں ڈر اور خوف پیدا کیا جائے ڈرے ہوئے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل کرلیا جائے یہ کھیل آج بھی چل رہا ہے کانگریس بی جے پی آر ایس ایس آپسی سمجھداری سے یہ کام انجام دیتے ہیں۔اسی لئے ہم اب کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ مل جل کر کام کرتے ہیں۔جو کام کھل کر نا مشکل ہے ناممکن ہے وہ کام آر ایس ایس کے ذریعہ کرواتے ہیں کانگریس کا قیام 1885ء میں ہوا۔ آر ایس ایس 1925ء میں بنی آر ایس ایس کو کانگریس کی ماں نہیں کہا جاسکتا؟ کانگریس کو آر ایس ایس کی ماں ضرور کہا جاسکتا ہے۔اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے مضبوط ثبوتوں کی بنیاد پر پروفیسر ولات کھرات نے یہ کتاب لکھی یہ بہت ہی اچھی کتاب ہے۔ اور اس کی بہت زیادہ اہمیت وضرورت تھی اس سے زیادہ سے زیادہ جان کاری قارئین کو ملے گی۔امید ہے کہ لوگ اس بات سے آگاہ ہوکر ایک نئی سوچ پیدا ہوگئی۔آنے والے دنوں میں کتاب کا نیا ایڈیشن جاری ہوگا اور زیادہ جان کاری دینے کی کوشش کی جائے گی۔

فقط

وامن مشرام صدر آل انڈیا بام سیف و بھارت مکتی مورچہ



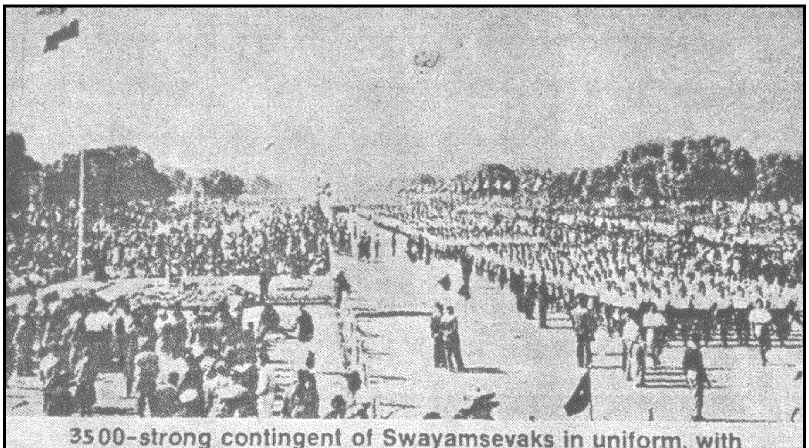
مقدمہ

پروفیسر ولاس کھرات

آر ایس ایس ہی سرکار چلا رہی ہے۔ موہن بھاگوت کے سامنے نریندر مودی جھک جاتے ہیں تو آر ایس ایس ہے کیا اسے کس نے بنایا۔ طالب علمی کے زمانے ہی سے مجھے اس کی تشویش تھی جب سے تاریخ کا یہ سچ معلوم ہوا آر ایس ایس کو کانگریس نے بنایا اُس وقت سے میں نے ضروری سمجھا کہ اس بات کو عوام کے سامنے رکھا جائے حال کے کچھ واقعات کو دیکھنے سے میرے اس خیال کی تصویر صاف ہوگئی۔ گجرات کے حالیہ چناؤ میں راہول گاندھی اور نریندر مودی کے مندروں میں جانے کا مقابلہ شروع ہوگیا صدر کانگریس راہول گاندھی نے اپنے آپ کو برہمن بنا کر اپنا زنار (مقدس دھاگہ جو برہمن اپنے گلے میں ڈالتے ہیں) تک دکھایا۔ راہول گاندھی نے یوپی الیکشن کے وقت بھی اب کئی بار کیا گیا اور کہا میں برہمن ہوں اور کانگریس کا صدر بھی اس پر مجھے فخر ہے گجرات چناؤ میں EVM گھوٹالہ آپسی سمجھوتے سے کیا گیا تھا۔

10/جنوری 2018ء کو اخبار جن ستا میں ایک خبر آئی۔ گجرات لیکشن میں راہول گاندھی جہاں جہاں پرچار کے لئے گئے وہاں وہاں کہا کہ رام مندر بنائے گی کانگریس۔ یہ پڑھنے کے بعد اب محسوس ہوا کانگریس اور بی جے پی مذہبی جذبات کو اُبھا کر ووٹ حاصل کرنا چاہتی ہے اب EVM اُن کے تحفظ میں ہونے کی وجہ سے وکاس کے نام پر ووٹ نہیں مانگا جا رہا ہے۔ EVM گھوٹالے پر پردہ ڈالنے کے لئے پھر سے رام مندر بابری مسجد جیسے مسئلہ کو اُچھالا جا سکتا ہے۔

2019ء کے چناؤ میں اُس کو ضرور اُچھالا جائے گا اسی لئے ہم نے سونچا کہ کانگریس کیوں بنی کیسے بنی اور کس مقصد کے لئے بنی۔ کانگریس کا مقصد کیا ہے آر ایس ایس کا مقصد کیا ہے، حقیقت میں دونوں کا مقصد ایک ہی ہے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ناٹک رچایا گیا ہے۔ ایک سیکولر اور دوسرا فرقہ پرست اس بات کا پردہ فاش کرنے کے لیے یہ کتاب دستیاب ہے۔ خود نہرو سنگھ کی شاکھ میں جاتے تھے۔ جس میں نہرو سنگھ ڈریس میں ہے گاندھی بھی کئی بار سنگھ کی شاکھا میں گئے تھے۔ 1963ء میں یوم جمہوریہ کے موقع پر 35ہزار آر ایس ایس کے والینٹرس کی انڈیا گیٹ پر پریڈ کروائی گئی تھی خاص بات یہ ہے کہ یہ والینٹرس نہرو کی گذارش پر پریڈ میں شامل ہوئے اُس کی تصویر نیچے دی گئی ہے۔



3500-strong contingent of Swayamsevaks in uniform, with Band, forming a colourful part of the Republic Day Parade, Delhi, 1963.

گائے کا مسئلہ کانگریس کا رام راج کا مسئلہ کانگریس بھارت کی تقسیم کا مسئلہ جو جو کانگریس کے مسئلہ تھے وہ آج بی جے پی اپنا رہی ہے۔ اب کانگریس اپنے اصلی روپ میں آنا چاہتی ہے، ہم نے سونچا کانگرس اور آر ایس ایس کو ننگا کر دیا جائے یہ کتاب سچ اور ثبوت کی بنیاد پر لکھی گئی ہے۔ اسی لئے اس کو کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ خود بدھا نے کہا

''چاند سورج اور سچے زیادہ دیر تک چھپے نہیں رہ سکتے''۔ مجھے اس مسئلہ پر کتاب لکھنا چاہئے اب کئی بار محسوس ہوا مگر اسکے لئے وقت نہیں مل پا رہا تھا۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ درس گاہوں میں جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے وہاں سب جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔نیشنلزم بھارت میں تھا ہی نہیں کانگریس کو برہمنوں نے آگے بڑھایا۔ کیوں کہ برہمن اور کانگریس اقتدار کے لئے برسر پیکار تھے۔ بھارت کے مولنیواسیوں کو گمراہ کرنے کے لئے برہمنوں نے اپنی لڑائی نیشنلزم سے جوڑ دیا آج بھی قوم پرستی دیش بھکتی دیش پریمی کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب آر ایس ایس کسی کی مخالفت کرتی ہے تو اُس کو دیش کا دشمن اور اپنے آپ کو دیش پریمی کہتی ہے۔ برہمنوں کی تاریخ اوران کے رویہ کو ذہن میں رکھ کر ڈاکٹر امبیڈکر صاحب نے کہا تھا ''دش بھکتی بزدل لوگوں کا آخری سہارا ہوتا ہے'' اور آج جھل کپٹ دھوکہ دہی بدخواہی کی جارہی ہے۔اس کو دیش بھکتی کے نام سے موسوم کیا جارہاہے۔ ہندو راشٹر واد کی باتیں کی جارہی ہیں آر ایس ایس کے سرسنچا لک موہن بھاگوت آئے دن نئے نئے بیانات دے رہے ہیں۔لفٹنٹ کرنل پرسار پروہیت نے دیش بھر میں بم دھماکے کئے۔اس کے لئے خفیہ میٹنگ 2008ء کوفریدآباد میں ہوئی اُس میں اس نے کہا''راشٹر برہمنوں کانہیں ہے اسی لئے بھارت کے دستور کے خلاف بھارتیوں کے خلاف راشٹر کے خلاف ہم کولڑنا ہوگا'' اس سے برہمنوں کی دیش بھکتی دیش پریمی قومی پرستی کس قسم کی ہے ظاہر ہوجاتا ہے۔

4رنومبر 1948ء کو برہمنوں نے پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ اٹھایا تھا بھارت کا دستور رام راجیہ کا دستور ہونا چاہئے وید پرمہارا (ویدوں کی طرز) پرہونا چاہئے یہ مسئلہ کانگریس کے برہمنوں نے اٹھایا تھا آج جو آر ایس ایس اور بی جے پی کے لوگ وہی

کام کررہے ہیں اس وقت کانگریس کے لوگوں نے جو کام کیا تھا ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے اُس وقت برہمنوں کے نیچ خیالات پر حملہ کرتے ہوئے کہا تھا ''میرا ماننا ہے کہ گرام پنچایت ہی بھارت کی بربادی کی اصل وجہ ہے اس لئے مجھے تعجب ہوتا ہے جولوگ علاقہ واریت اور مذہبی تعصب پر تنقید کرتے ہیں وہی گرام پنچایتوں کی اتنی تعریف و تائید کررہے ہیں ہمارے گاؤں میں کیا ہے بے عقلی کی روایات مذہبی منافرت کے کال کوٹھیڑ یاں ہیں ایسے پرنالے ہیں جس سے گندگی رستی رہتی'' اسی لئے تو دستور کے مسودہ میں گرام کو نکال پھینک دیا ہے۔ اور شخصیت کو ریاست کی بنیاد مانا گیا ہے۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے دستور پر ستر سال بھی نہیں چلے کہ آج موہن بھگوت جیسے برہمن دستور تبدیل کرنے کی بات کررہے ہیں یہ مختلف خانون میں تقسیم ہوکر ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کانگریس اور آر ایس ایس ایک ہی ہیں۔

اس کتاب سے کئی تنازعات کا حل نکلے گا یہ میرا یقین ہے یہ لڑائی اپنے راشٹرواد کی بھی ہے اور مولینواسیوں کے راشٹرواد کی بھی برہمنوں کا ڈی این اے ودیشیوں سے ملنے کی وجہ سے وہ ودیشی ہیں اسی لئے دیش کی عوام کو مختلف مسائل میں گھیر کر رکھے ہیں مگر اس کا جواب نہیں ڈھونڈتے بلکہ لوگوں کو اُلجھائے رکھتے ہیں بھارت میں جو سیاسی حالات بنے ہوئے ہیں غیر دستوری ہیں کانگریس اور آر ایس ایس کا پردہ فاش کرنا ضروری ہے۔

اس کتاب کا بام سیف اور بھارت مکتی مورچہ کے صدر وامن مشرام جی نے پیشن لفظ لکھا ہے جو اس کتاب کی شان اور جان ہے اُن کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اس کتاب کو جلد سے جلد عوام میں لانے کے لئے میں اپنے سب تحریکی ساتھیوں ڈاکٹر

پربھات چٹا سے ایم ڈی، راشد علی، وانتی نلہ گوڑے اور جرنلسٹ عبدالقدیر حیدرآباد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں میرے عزیز دوست شیواجی پاٹل جنہوں نے کتاب کا سرورق بہت ہی پُرمغز اور بامعنی بنایا ہے۔

پروفیسر ولاس کھرات
ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر ریسرچ سنٹر نئی دہلی
drambedkarrc@gmail.com

باب۔ 1

قیام کانگریس کی تاریخ اور اس کا مقصد

کانگریس کے پیچھے ایک تاریخ ہے۔ بھارت کے تعلیمی اداروں میں جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے وہ جھوٹی تاریخ ہے۔ قیام کانگریس سے پہلے کچھ اہم واقعات وقوع پذیر ہوئے جیسے نند کمار دیو (1705، سے 15/اگست 1775ء)۔ یہ ایک بنگالی برہمن تھا 1756ء فوجدار کے طور پر کام کرتا تھا کچھ دنوں کے لئے وہ رابرٹ کلیو کے وکیل کے طور پر کام کیا نواب میر قاسم نے اُسے شاہ عالم کا ایجنٹ کہہ کر اُس پر شک بھی کیا تھا 1763ء میں میر قاسم کے خلاف اُس نے میر جعفر کی مدد کی تھی اسی لئے شاہ عالم اُسے 1764ء میں مہاراج کا خطاب عطا کیا ایسٹ انڈیا کمپنی نے Governer General Warren Hastings (1772-1785ء) وارن ہسٹنگز گورنر جنرل بنگال ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا تقریر کیا تھا ''نند کمار دیو رشوت خور خودغرض اور چاپلوس آدمی ہے۔ وہ لارڈ ہسٹنگز کا مخالف بن گیا۔ 1775ء میں نند کمار نے لارڈ ہسٹنگز کے خلاف بہت ہی سنگین الزامات لگائے تحقیقات ہوئی مگر نند کمار دیو جالی دستاویز بنانے کے معاملے میں مجرم ٹھہرائے گئے۔ 6/مئی 1775ء کو نند کمار پر کیس درج ہوا یکم جون سے 16/جون 1775ء کو ان کو سزائے موت سنائی گئی۔

لارڈ ہسٹنگز کے دشمنوں سے مل کر نند کمار نے سازش کی تھی اسی لئے نند کمار دیو کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''وہ انسانیت کا قاتل ہے''۔ 5/اگست 1775ء کو جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی گئی اس وقت ان کی عمر 70 سال تھی

اس وقت کے ایک قابل جج (Justice Henry Nevirch) جسٹس ہنری نیورچ اس فیصلہ پر اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ ''نندکمار کے لیے موت کی سزا۔ یہ ایک قتل کے برابر ہے۔ جسے قانون کی منظوری ہے(The death sentence to Nand Kumar was a murder with the consent of Law) کو انگریز افسروں نے اس طرح کہا اس سے برہمنوں میں ناراضگی پیدا ہوگئی'' جرم ثابت ہونے اور سزائے موت کے صادر ہونے کے پچاس دن بعد اس پر عمل ہوا۔ نندکمار کی تائید میں برہمن سڑکوں پر جمع ہونا شروع ہوگئے تھے 8/جون سے 16/جون تک آٹھ دن قانونی کاروائی ہوتی رہی سنوائی کے دوران عدالت کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں برہمن جمع ہوتے تھے اسی لئے ان کی سزا پر صبح 4 بجے کے وقت عمل کیا گیا۔

نندکمار پھانسی پر جانے سے پہلے نندکمار سے پوچھا گیا آپ کی آخری خواہش کیا ہے۔ تب اس نے کہا برہمنوں کی مذہبی کتاب منوسمرتی دی جائے وہ منوسمرتی کو بہت چاہنے والا تھا۔ وہ انگریزوں کو بار بار یاد دلا رہا تھا ''برہمن کا قتل بڑا پاپ ہے'' ایسا مذہبی کتابوں میں لکھا ہے آخر کار نندکمار کو پھانسی دے دی گئی۔ برہمنوں میں اس سے ناراضگی پھیل گئی۔ ڈھائی ہزار سالہ تاریخ میں برہمن کو پھانسی دینے کا یہ پہلا واقعہ تھا اس وجہ سے برہمن آگ بگولہ ہوگئے اس کے اثرات دوسرے جگہوں پر محسوس ہونے لگے۔ بنگالی برہمن کی پھانسی سے پونہ کی پیشوا برہمن بھی ناراض ہوئے۔ نانا صاحب پیشواء کی قیادت میں 1857 کا غدر ہوا جو نندکمار دیو کے قتل کا نتیجہ تھا۔ برہمنوں نے اس کا بدلہ لینے کے لئے آخری مغل شاہ کو اپنا شہنشاہ تسلیم کیا اور ان سے مدد لی مگر اس غدر میں قیادت برہمنوں کے ہاتھ ہی میں تھی جو ناکام ہوا۔ 1857 کے غدر کو برپا کرنے والے کون ہیں

جب اس کی تحقیقات شروع ہوئی تو معلوم ہوا تخاور کے کلکٹر نے 1879ء کو ایک خط میں لکھا کہ ہم سے بے حد نفرت کرنے والے برہمنوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا آزادی کے لئے کوشش برہمنوں کی قیادت ہی میں ہورہی تھی اسی لئے اس بارے میں ان کی رائے پکی تھی۔

1857ء کے غدر کے بعد انگریزوں نے دو بڑے کام کئے ایک IPC (Indian Panel Code) کو لاگو کیا دوسرا کام ملکہ وکٹوریہ کا اعلان نامہ غدر کے ناکام ہونے کی وجہ مہارشٹرا اور بنگال کے برہمن بہت پریشان ہوئے انگریزوں کی تائید میں گووند نارائن منڈوکر (Govind Narayan Mondigokar) نے بمبئی ورنا(Bombay Varnan) نام کی کتاب لکھی اس میں انگریزوں کی مدح سرائی کی گئی۔ بمبئی میں دوسرے برہمن 1857ء غدر برپا کرنے کے لئے کام کیا تھا جب انگریزوں کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کو توپ کے منہ سے باندھ کر اڑادیا اس کے بعد برہمنوں نے چال بدلی اور انگریزوں کو میرے آقا کہنا شروع کردیا اور اس طرح کا پروپگنڈہ کرنے لگے''انگریزوں کو اس دیش پر حکومت کرنے کے لئے ایشور ہی نے بھیجا ہے'' جب 1857ء کی جنگ چل رہی تھی تب انگریزوں کے خوف کی وجہ سے برہمن دن میں بیس بار مندروں میں جاتے اور کہتے اے ایشور انگریزوں کو جتوا دینا دوسرا کام انگریزوں نے یہ کیا کہ 1857ء کے غدر میں پیشواء برہمن نانا صاحب کے اہم کردار کو بھی دیکھا تھا انگریز آفیسروں نے اپنی الگ الگ رپورٹ بنائی اور لندن کو اپنی سرکار کے پاس بھیجا جملہ حالات کا جائزہ لے کر ملکہ وکٹویہ کا اعلان نامہ کیا گیا اس میں یہ بات کہی گئی کہ بھارت میں جتنے قدیم رسم و رواج اور مقامی قانون پر توجہ دی جائے گی اس میں

کسی قسم کی دخل اندازی نہیں ہوگی اس بات کی ضمانت دی اس سے برہمن خوش ہوتے پھر کیا تھا برہمن کہنے لگے بھارت پرراج کرنے کے لئے برہما دیوا نے ان کو بھیجا ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار بابانگ دہل کرنے لگے یہاں تک کہ 1911ء کو جب شہزادہ جارج پنجم انڈیا آئے تو اُن کی تعریف میں رابندر ناتھ ٹائیگور نے جو گیت لکھا وہی آج قومی ترانہ ہے۔ بھارت میں انگریز حکومت کرنے کے لئے ایشور کی مرضی سے آئے ہیں۔ برہمنوں کی انگریزوں سے وفاداری کتنی تھی اُس کا ایک اہم ثبوت ہے گوپال کرشنا گوکھلے جو قیام کانگریس کے ایک اہم ستون سمجھے جاتے ہیں۔ 1910-1916ء بھارت کے وائس رائے لارڈ ہارڈنگ (Lord Harding) نے اپنی یادداشت میں لکھا کہ ایک موقع پر میں نے گوپال کرشن گوکھلے سے پوچھا اگر سارے برٹش افسران اور برٹش فوج ایک مہینہ میں بھارت چھوڑ دے تو آپ کیسا محسوس کریں گے؟ گوکھلے نے جواب دیا یہ بات سن کر میں بہت خوش ہوں مگر آپ برطانیہ پہنچنے سے پہلے اس بات کا تار (ٹیلی گرام) کروں گا فوری واپس آجاؤ، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ برہمن انگریزوں سے بہت ہی قربت بڑھائی اور دوستی کی بہت ہی سونچ وچار کے بعد 1884ء میں بمبئی کے گوکل داس تیج پال سنسکرت کالج میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا قیام پونہ میں ہونے والا تھا مگر وہاں پر وباء پھیلی ہوئی تھی اسی لئے یہ بمبئی میں کیا گیا۔ مہاراشٹرا کے برہمن گوکھلے، تلک آگھر کر رناڈلے جیسے برہمن اور بنگال کے چٹرجی بنرجی مکھرجی برہمنوں نے قیام کانگریس میں بہت اہم رول ادا کیا۔ رناڈلے کا کانگریس میں قیام' کیا دلچسپی تھی انگریزوں نے کانگریس کی مخالفت کیوں نہیں کی' بلکہ کانگریس کے قیام میں ایک انگریز آفیسر A.O.Home اے او ہیوم کا دماغ تھا۔ موہن داس کرم چند گاندھی نے

راونڈ ٹیبل کانفرنس میں اس بات کا اعتراف کیا۔ کانگریس کو انگریزوں نے ہی بنایا ہے۔ موہن داس کرم چندگاندھی نے کہا کہ ''میں یہ بات بتاتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کررہا ہوں کہ اس کی بنیاد ایک انگریز آفیسر کے دماغ کی اُپج تھی'' میں جانتا ہوں A. O. Hume کانگریس کے باپ ہیں۔

کانگریس سے جن کا قریبی رشتہ رہا ہے اور جو کانگریس کے صدر رہے ہیں وہ انگریز لوگ ہی ہیں۔ (1)اے او ہیوم A.O.Hume 1885 (2)جارج مول George Mule 1888 (3) مسرولیم وڈن برگ SirWilliam Weden Burg (4)آلفرڈ ویب 1894ء Alferd Web (5)سرہنری کاٹن Sir Henry Cotton 1904 اس میں اینٹی بیسن Ant Basen ایک عورت بھی 1917ء کانگریس کی صدر تھی۔ تلک کے ساتھ مل کر ہوم رول کی تحریک چلا رہی تھی۔

کانگریس کا قیام 1885ء کو ہوا مگر آزادی کے لئے ریزیولیشن Resulation پاس کروانے کیلئے نے کانگریس کو 1929ء تک کا کیوں انتظار کرنا پڑا یعنی کے پورے 45 سال لگے کیوں کہ قیام کانگریس کے پیچھے برہمی نظریات کارفرما تھے مہادیورناڈلے نے مہاتما پھولے کو کانگریس میں آنے کی دعوت دی تھی۔ مگر وہ اس میں شامل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے کہا کہ ''کانگریس بھٹ پنڈتوں کی تنظیم ہے'' اور زندگی بھر یہ کانگریس کے مخالف رہے (سرسید احمد خان کانگریس قیام کے بعد کوئی تیرہ سال زندہ رہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو کانگریس میں جانے سے روکتے رہے۔ وہ کہتے تھے کانگریس بنگالی بابوؤں کی تنظیم ہے'' (مترجم) کانگریس کا مطلب ہوتا ہے مہاسبھا، مگر مہاتما جیوتی راؤ پھلے نے اس کو برہمن سبھا کہا۔ یہ بات بڑی حقیقت پسندانہ معلوم ہوتی ہے

بھلے جی نے کہا اگر سکریٹری نیشنل کانگریس بھی بنایا جائے تو سمجھدار شدر اور آتی شدر کانگریس میں شامل نہیں ہوں گے۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں'' کانگریس بھٹ پنڈتوں کی جماعت ہے اس لئے مہاراشٹرا کی کانگریس بہت ہی کمزور حالت میں تھی۔ جب شیر شودھک تحریک فیض پور کانفرنس میں 1937ء میں کانگریس میں ضم کردیا گیا ہے۔ تو کانگریس کی طاقت بڑی 1935ء مہاراشٹرا میں کانگریس کی ممبرشپ 28,295 تھی جب جادھے کو صدر مہاراشٹرا کانگریس بنایا گیا تو کانگریس کی ممبرشپ 1,63,880 ہوگئی گاندھی کا یہ کمال نہیں تھا بلکہ برہمن مخالف تحریک کوضم کرنے کا نتیجہ تھا۔

کانگریس پر شروع ہی سے برہمنوں کا قبضہ تھا آج تک دائم و قائم ہے' کانگریس کا مقصد دیش کی آزادی کبھی بھی نہیں تھا بلکہ برہمنوں کا اقتدار بھارت پرقائم کرنا تھا بالا گنگا دھر تلک نے کھل کر کہا تھا'' سوراج کا مطلب انگریزوں کو بھارت سے بھگانا نہیں بلکہ بھارت میں ہی رہے اور برہمنوں کو اقتدار انتظامیہ میں حصہ دار دے مکمل اقتدار انگریزوں کے پاس رہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں، تلک جونعرہ لگاتے تھے سوراج ہمارا حق ہے جس کو انگریزی میں ہوم رول کہا جاتا ہے۔ اس کا یہی مطلب تھا تلک مرنے کے بعد گوکھلے کے شاگرد خاں سوراشٹرا (گجرات) کے بنیہ گاندھی کا کانگریس میں ظہور ہوتا ہے۔ گاندھی نے مہاراشٹرا میں تلک کے نظریات کا پرچار کرنے کے لئے '' تلک سوراج فنڈ'' کے نام سے پیسہ جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ جس کی وجہ سے گاندھی برہمنوں کے چہیتے بن گئے۔ گاندھی نے سودیشی تحریک چلا کر عام جنتا میں ہیجان پیدا کیا مگر اس سے فائدہ بھی برہمنوں کو ہی ہوا ودیشی کپڑے کا بائیکاٹ کا فائدہ کس کو ہوا؟ ایک نئے سرمایہ داروں کا گروپ اُبھار کر آیا ودیشی کپڑے کے نام پر بنیوں نے

خوب پیسہ کمایا۔ ودیشی تعلیم کے بائیکاٹ کے نتیجہ میں برہمنوں کو ہی فائدہ ہوا گاندھی نے مالویہ کو آگے کر کے ہندو بنارس یونیورسٹی قائم کیا۔ دیسی تعلیم کے نام پر ورن آشرم جاتی ویوستھا (ذات پات کا نظام کو مضبوط کیا۔ اسی لئے برہمنوں نے گاندھی کی قیادت کو قبول کیا گاندھی نے بھارت کی بھولی بھالی عوام کو جذباتی بنا کر برہمن واد کو طاقت بخشی گاندھی ورن ویوستھا (ذات پات کے نظام) کو اتنا مانتے تھے اس کو وہ حقیقت پسندانہ نظریہ کہتے تھے اگر ورن ویوستھا نہ ہوتی میں کبھی کے مرجاتا کہا کرتے تھے۔

پسماندہ طبقات کا استعمال:

گاندھی نے برہمن لوگوں کا دیش پر اقتدار قائم کر کے لیے پچھڑے ذاتوں اور کاسٹ لوگوں کا استعما ل کیا فیض پور کانفرنس 1937ء کو کیشو راؤ جیدھے Kishav Rao Jedhey کے ذریعہ ستیہ شودھکر سماج کو کانگریس میں ضم کردیا وٹھل رام جی شندھے Vittal Ramji Shinde نے مرٹھا لیڈروں کو سمجھا بوجھانے کا کام کیا اور ایسے حالات پیدا کئے گئے کانگریس کا مخالفت دیش کی آزادی کا مخالفت کا ماحول بنایا گیا جیدھے جوالکر Jedhey Javalker کو کانگریس میں شامل کیا گیا جوالکر اور بھاسکر راؤ جادھو کے بیچ مخالفت کے بیج بوئے گئے اور ان دونوں کے بیچ جھگڑے بھی ہوئے راشٹر پتا مہاتما جیوتی باپھلے کے برہمن مخالفت نظریات کو ختم کرنے کے لئے پہلے انہیں کانگریس میں ضم کیا گیا اس کے بعد نظریات کو ختم کردیا گیا تعجب اس بات پر ہے کہ کانگریس آزادی کی تحریک چلا رہی تھی۔ دوسری گول میز کانفرنس کے بعد گاندھی کو یہ احساس ہو چکا تھا جس سماج کو ہم نے ہزاروں سالوں سے دبا کر رکھا ہے اُن لوگوں میں ذات پات کے نظام کے خلاف جو شعور پیدا ہوا ہے اب یہ اس نظام کے لئے پیغام موت

بن کر آیا ہے گاندھی کو باباصاحب امبیڈکر کی عظیم صلاحیتوں کا اندازہ ہو گیا تھا۔

ایرواڑہ ستیہ گرہ کے بعد گاندھی نے سونچا ڈاکٹر امبیڈکر پورے دیش کے قائد بن جائیں گے اسی لئے سازش کے تحت گاندھی نے ''ہریجن سیوک سنگھ'' نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی تا کہ اچھوت بابا صاحب کی طرف نہ جائیں بلکہ وہ کانگریس سے ہی جڑے رہیں گاندھی نے ڈاکٹر امبیڈکر سے ہریجن سیوک سنگھ کے بارے میں رائے پوچھی تا کہ اُسے اپنے اخبار ہریجن میں چھپایا جاسکے۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنی رائے اظہار کیا جو انسانی بم جیسا تھا ''اچھوت لوک ذات پات کے نظام کی پیداوار ہیں۔ جب تک ذاتیں ہیں تب تک اچھوت بھی ہیں۔ ذات پات کا نشہ اترے بغیر اچھوتوں کا آزاد ہونا ناممکن ہے۔

ہندو دھرم سے جب تک پاپ پُن' اور کرم سدھانتھ ختم نہیں کیا جاتا آنے والے وقت میں ہندوؤں کو کوئی چیز بچانہیں سکتی اور نا ہندودھرم زندہ رہے گا'' ڈاکٹر امبیڈکر نے 7رفروری 1933ء کو اپنی رائے بھیجی گاندھی جی نے فوراً اس کو اپنے اخبار میں چھاپا اور اس کے ساتھ یہ رائے بھی لکھی ''اچھوتوں کی وجہ ذات بات کے نظام کو ختم کرنا اس طرح کی غلطی ہوگئی جس طرح جسم کے سڑے ہوئے عضو کو کاٹ دینا مرض کے ڈر سے مریض کو ہی ختم کر دینا''۔

گاندھی نے ورن آشرم ذات پات کی کھل کر تائید کی تھی ڈاکٹر امبیڈکر نے گندگی کے مرکز پر سیدھے حملہ کیا اس سے پورے بھارت میں ہنگامہ مچ گیا اُس وقت گاندھی کو مجبور ہوکر اسوپیش سروس کے نمائندے کے سامنے 14رفروری کو صفائی دینی پڑی اور انہوں نے اچھوتوں کو مندر میں داخلہ کی تحریک چلانے کا اعلان جب کہ ڈاکٹر امبیڈکر ذات پات کے نظام کو ختم کرنا چاہتے تھے داخلہ مندر ان کا مقصد نہیں تھا گاندھی

نے مجبور ہوکر اعلان کیا جب ڈاکٹر امبیڈکر ذات پات کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں تو میں ان کا ساتھ نہیں دے سکتا کیوں کہ ذات پات کے نظام کو میں ہندو دھرم کا اٹوٹ حصہ مانتا ہوں اس طرح گاندھی نے ذات پات کے نظام کو چھوڑے بغیر اور ورن ویوستھا کو چھیڑے بغیر یعنی برہمن واد کو بڑھاوا دے کر آزادی کی جنگ لڑنا چاہتے تھے مگر ڈاکٹر امبیڈکر گاندھی کے سامنے جھکے نہیں اور گاندھی کو منہ توڑ جواب دیا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا راشٹر پتا مہاتما جوتی باپھلے' شاہو مہاراج کے ذریعہ چلائے تحریک انگریزوں کے دور اقتدار میں برہمنوں کی غلامی سے آزادی کی تحریک تھی میں اُس کو آگے بڑھاؤں گا۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ستیہ شودھک تحریک کا ایک حصہ تھے اُسی طرح کیشو راؤ جیدھے اور گاندھی اچھوتوں کے داخلہ مندر کی تحریک میں ڈاکٹر امبیڈکر کو شامل کرنا چاہتے تھے مگر ڈاکٹر امبیڈکر نے گاندھی اور برہمن واد کو ایک دم ننگا کردیا تھا۔ گاندھی نے اس وقت ستیہ شودھک سماج کے قائد کیشو راؤ جیدھے کو 9/فروری 1933ء کو ایک خط لکھا مضمون خط سے معلوم ہوتا ہے۔ گاندھی نے اُن کو کس طرح ڈرایا دھمکایا تھا اور کہا تھا ہم برہمنوں کو ناراض کر کے کوئی بھی تحریک نہیں چلا سکتے۔ برہمن واد کے خلاف جو کوئی اٹھا اس کو دبا دیا گیا مگر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کب دینے والے تھے۔ جیدھے کا گاندھی کے سامنے ہتھیار ڈالنا یہ ستیہ شودھک تحریک کو ختم کرنا ہی نہیں بلکہ مراٹھا لوگوں کا برہمن واد کو مضبوط کرنا اور ان کا برہمن واد کے لئے استعمال کرنا تھا گاندھی کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے آزادی کی تحریک برہمنوں کی آزادی کی تحریک تھی نا کہ دیش کے سب ہی عوام کے لئے تھی۔

9/فروری 1933ء گاندھی جی کا خط جیدھے کے نام

پیارے دوست

ہماری 7/تاریخ کو بات چیت ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ ستیہ شودھک سماج کے ارکان ہریجن سیوک سنگھ کے ذریعہ چلائے جانیوالی اس تحریک میں ستیہ شودھک سماج کے کارکن اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اس اچھوت پن کو دور کرنے کی طرف تحریک میں تن من دھن سے کود پڑیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ ستیہ شودھک سماج برہمن واد اور ذات پات کے نظام کے خلاف ہے ہماری تحریک کا ذات پات کے نظام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ برہمن واد کے خلاف ہے۔

یہ صرف اچھوت پن کو دور کرنے کی تحریک ہے کیوں کہ ہریجن سیوک سنگھ اس بات کو نہیں مانتا کہ چھوت چھات برہمنزم کا حصہ ہے ہمیں برہمن واد کو برہمنزم کو نہیں ملانا چاہئے۔ جو چھوت چھات کے طرف دار نہیں ہیں سارے برہمن ہمارے اس تحریک میں شامل ہیں، تحریک اور ان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے جو چھوت چھات کی آئین ہی کے مخالف ہیں۔

جنے آپ اور میں دل سے آپ۔۔۔۔ دل سے آپ کا۔۔۔۔ باپو۔۔۔

کیشو راؤ جادھو پونہ کے نام

جیدھے کو گاندھی نے صاف صاف بتادیا کہ برہمنوں کا تم ستیہ شودھک کے لوگ مخالفت کرتے ہیں ان اچھوتوں کے لئے جو داخلہ مندر کے لئے چلائی جائے گی اس میں آپ جیسے شودروں کو ذات پات کے نظام کو مضبوط کرنے کے کام پر لگایا جائے گا گاندھی نے داخلہ مندر کے نام پر شودروں (پسماندہ طبقات) کے اندر زہر بھردیا اور

برہمنوں و پیغام دیا کہ جتنا جلد ہو سکے ستیہ شودھک تحریک کو ختم کر دیا جائے گاندھی آزادی صرف برہمنوں کو ہی دلانا چاہتے تھے۔ گاندھی ذات پات کے نظام اور طبقاتی نظام کے بڑے پکے طرف دار تھے پر یار راما سوامی کو بھی اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے سمجھا بجھا کر ان کو بھی اپنے ساتھ کر لینا چاہتے تھے مگر پریار راما سوامی نے گاندھی کے منہ پر ہی کہا ''اونچ نیچ والے ویدک دھرم کو ہی ختم کرنا میری زندگی کا مقصد ہے' گاندھی نے ان کی بات کا انکار کیا آخر کار پریار کانگریس کو لات مار کر باہر آئے اور زندگی بھر کانگریس کے مخالف رہے۔

سبھاس چندر بوس کے ساتھ گاندھی اور نہرو نے سازش کی اس پر ہم آگے لکھیں گے۔ یہ یہاں صرف ذمہ دار پوری کرنے کے لئے اتنا کافی ہے۔ کانگریس برہمنوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ جدید بھارت میں برہمن واد کو کانگریس نے جتنا مضبوط کیا اور کسی نے نہیں کہا کانگریس کا اصلی روپ اس کتاب میں آگے پڑھنے کو ملے گا۔

باب ۔ 2

کانگریس، آر ایس ایس کی ماں!

آج تک ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ کانگریس اور آر ایس ایس ایک دوسرے کے دشمن ہیں یہ بہت بڑا جھوٹ ہے کانگریس نے 1925ء سے 1935 تک کئی تنظیموں کو جنم دیا 1927ء میں کانگریس نے سائمن کمیشن کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ برہمن بہت ہی چالاک ہوتے ہیں یہ رنگ برنگ چہرے اختیار کرتے رہتے ہیں، یکہ امروت ڈانگے اور تلک ان کے نمائندے تھے۔ وہ دہشت گردانہ اقدامات میں ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ ابتداء میں ڈانگے کانگریس ہی میں تھے۔ آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ایک دہے (دس سال) تک معزز رکن بھی رہے۔ تلک کے گذر جانے کے بعد کانگریس سے علیحدہ ہوکر 1925ء میں بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی یہ کام بہت جلدی میں کیا گیا 1959ء کو جب وہ 60 برس کے ہوگئے تو اس وقت ایک تقریب منعقد کی گئی اور تہنیتی جلسہ ہوا اس جلسہ میں ڈانگے نے کہا تلک وادی کانگریسی ہوں اور اس لئے میں نے کئی بم پھینکے بندوقیں چلائی دہشت گردانہ کام کرتے کرتے اب میں 60 سال تک پہنچا ہوں' ڈانگے آخری تک مجرد ہی رہے ڈانگے کورے گاؤں برہمن مہاسبھا میں گیتا کا درس دیتے تھے تلک پنتھی ہونے کے ناطے انہوں نے نئی تنظیم بنائی تھی اس کے پیچھے بھی داؤ پیچ تھا۔

کیشو بلی رام ہیڈ گیوار ودربھا کانگریس کے جنرل سکریٹری تھے۔ یہ علاقہ تلنگانہ بودھن تحصیل کے کندکورتی گاؤں کے رہنے والے تھے جواب ناندیڑ کے دھرم آباد تحصیل میں آتا ہے ہیڈ گیوار کے والد پجاری بن کر ناگپور آئے تھے۔ ان کی سوانح

حیات کے مطابق 1910-9-1ء سے 1915ء کے درمیان وہ دہشت گردانہ اقدامات میں شامل تھے ہیڈ گیوار جب بھی ناگ پور آتے اپنے ساتھ ہتھیار لاتے تھے۔ بی ایس مونجے (1872-1948ء)۔ B.S.Moonge کے بہت ہی قریبی تھے اُس کے ساتھ ساتھ وہ کانگریس کے چہیتے بھی تھے۔ وہ کانگریس ہی کے لئے کام کرتے تھے ودربھا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری بھی کئی سالوں تک رہے۔ 1925ء آر ایس ایس قائم کرنے کے باوجود ان کے ایک عزیز دوست ہری کرشنا جوشی ودربھا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری بنائے گئے تھے تب سے لے کر 1928ء تک وہ کانگریس سے جوڑے رہے۔ ڈاکٹر ہیڈ گیوار پر مئی 1921ء مخالف حکومت تقریر کرنے کی وجہ سے ان پر حکومت نے غداری کا مقدمہ چلایا تھا یہ کانگریس کے اہم قائد کے روپ میں ان کی پہچان تھی۔ اس سے پہلے 1920ء میں بھی مقدم چلایا گیا تھا اور انہیں ایک سال کی سزاء قید بھی ہوئی تھی۔ ہیڈ گیوار جب رہا ہوکر ناگ پور آئے تو ان کے استقبال میں چھنٹیر پارک (Chitnees Park) ایک جلسہ رکھا گیا تھا اس استقبالیہ جلسہ میں مرکزی قائد پنڈت موتی لال نہرو راج گوپال چاری ڈاکٹر انصاری ولبھ بھائی پٹیل کے علاوہ ریاستی قائدین بھی شریک ہوئے ان سب کی شرکت یہ بتاتی ہے کہ ہیڈ گیوار کا کانگریس میں کیا مقام تھا۔

1920ء سے 1925ء کے درمیان ودربھا کے علاقہ میں بڑے پیانہ پر ہندو مسلم فسادات ہوئے تھے۔ ہیڈ گیوار گاندھی کے پیارے شاگردوں میں ایک تھے۔ کھادی، سودیشی، گرام پنچایت، گاؤ رکھشا جیسے معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے جو گاندھی کے پسندیدہ مسئلے تھے آر ایس ایس کے دستاویزوں کے مطابق ہیڈوارکر

کانگریس کے ایک پائے کے قائد تھے۔ اس کا ذکر اس میں موجود ہے۔

1925ء وجئے دشمی کے موقع پر ہیڈگیوار نے اپنے گھر پر ہی بھوجی کاروے Bhuji Karve، اننت گنیش Anant Ganesh، اَنا سوہونی Anna Sohone، وشواناتھ کیلکر B-25 Vishvanath Kelkar بالاجی ہوڈر Balaji Hudar، باپوراؤ بیڈی Bapu Rao Bidi ایسے پندرہ بیس ایک ہی ذات کے لوگوں کو لے کر کانگریس سے الگ تنظیم بنائی' 18/فروری 1926ء کو ودربھا میں پہلی سنگھ کی شاکھی بنائی گئی۔ 17/اپریل 1925ء کو تنظیم کا نام راشٹرسیوم سیوک سنگھ کا اعلان کیا گیا۔ سنگھ کے کارکنوں کی وردی فنڈ کو جمع کرنے کے لئے رکھشا بندھن وکھشنا یہ سب تنظیم کے اثاثہ طئے ہوئے شروع کے چھ ماہ یہ تنظیم بغیر نام کے چلائی گئی' چھ ماہ لیڈروں کے عہدوں کے نام اور بہت سی تنظیمی چیزیں طئے ہوئی سنگھ، سرسنچا لک، کارواہ، سرسیناپتی وغیرہ دسمبر، 1926ء میں ہیڈوارکر کو بااتفاق رائے صدر چن لیا گیا ناگپور میں جوفساد ہوا تھا اس میں سنگھ کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ ان کے قریبی دوست ایس این موہرر S.N. Mohrir نے فساد میں حصہ لیا تھا اسی لئے ان کو سات برس کی سزا ہوئی۔ 1927ء ستمبر کے شروع میں ناگپور میں بھی فساد ہوا دھونڈی راج لیگوکر Dhunde Raj Lehbavkar سنگھ کا سیوک مارا گیا تھا۔ 1927ء کے بعد دہن کوئی کے علاقہ میں سنگھ کی دوسری شاخ قائم ہوئی سنگھ بنانے سے پہلے ساورکر سے ہیڈگیوار اُن سے رائے مشورہ کیا کرتے تھے وہ رتنا گیری کے تھے جنوری 1925ء کے درمیان سوامی ستیا دیو Swami Satya Dev اس علاقہ کا دورہ کیا تھا۔ اس دورہ میں ہیڈگیوار ان کے ساتھ تھے۔ سوامی ستیادیو اور ہیڈوارکر کو کانگریس ہی نے ایک الگ تنظیم بنانے کا موقع دیا تھا۔

گاندھی کی تحریک میں راشٹریہ سیوک سنگھ اور ہیڈ گیوار

گاندھی نے ترک موالات کی تحریک چلائی اس کی تائید ہیڈ گیوار نے کی تھی ہیڈ گیوار، گاندھی کے بڑے معتقد تھے جب سائمن کمیشن بھارت کو 1928ء میں آیا تو کانگریس نے اُس کی پُر زور مخالفت کرنے کی قرارداد منظور کی لاہور میں لالہ لاجپت رائے''، جواہر لال نہرو، گووبند ولبھ پنت کی قیادت میں سائمن کمیشن کے خلاف احتجاج کیا۔ اس احتجاج میں لاٹھیوں کی مار تاب نہ لا کر لالہ لاجپت رائے کا انتقال ہوا۔ اتنی سخت مخالفت سائمن کمیشن کی کیوں کی جارہی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ دس سال پہلے ساؤتھ بروہ کمیشن South Brough Commission جب بھارت آیا اُس وقت یہ طئے کیا گیا تھا آنے والے دنوں میں بھارت کی عوام کو کیا مرعات دی جائیں اور جو دی گئی ان پر کہاں تک عمل آوری ہوئی' یہ معلوم کرنا تھا اور سائمن کمیشن یہ طئے کرنے والا تھا دستور کو بنانے کے لئے نمائندہ کا کس طرح انتخاب کیا جائے اور طریقہ کار کیسا ہو طے کرنا تھا کانگریس برہمنوں کی جماعت تھی گاندھی نے بڑی ہوشیاری سے بھارت کی بھولی بھالی عوام کو سائمن کمیشن کی مخالفت کرنے کے لئے اُکسایا اور کانگریس میدان میں کود پڑی۔ سائمن کمیشن کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے ہیڈ وارکر کو ذمہ داری سونپی گئی ناگپور کے آس پاس میں آر ایس ایس کی کوئی 18 شاکھائیں تھیں ناگپور میں کانگریس نے جگہ جگہ جلسہ کرکے سائمن کمیشن کی مخالفت کرنے کی قراردادیں منظور کروائیں تھی۔

اب یہ سوال یہ ہے کہ آر ایس ایس نے کانگریس کے ساتھ مل کر سیمن کمیشن کی مخالفت کیوں کررہی تھی اس وقت ہیڈ گیوار آر ایس ایس کے صدر تھے اور کانگریس کے ممبر بھی۔ آر ایس ایس' کانگریس کے اشاروں پر چل رہی تھی وودربھا میں جو ہندو مسلم فساد

ہوئے اس میں کانگریس کا ہاتھ اور ساتھ تھا۔ جس سے مسلم مخالفت کو پروان چڑھنے کا موقع ملا اس سے آر ایس ایس کو فائدہ ہوا۔ آر ایس ایس کا خوب پرچار ہوا، ہیڈ گیوار آر ایس ایس اور کانگریس دونوں مضبوط ہوئے گاندھی نے جب نمک ستیہ گرہ 6/اپریل 1930ء میں ڈنڈی مارچ کر کے نمک قانون توڑا تو ان کی تائید میں پورا دیش کھڑا ہوگیا۔ آر ایس ایس نے بھی اس کی تائید کی وہ بھی اس میں شامل ہوئے۔ کانگریس نے ودربھا علاقہ میں ساحلی سمندر نہ ہونے کی وجہ سے نمک ستیہ گرہ زیادہ اثر نہ دکھا سکا اسی وجہ سے جنگل ستیہ گرہ کرنا طے کیا ودربھا کے درمیانی علاقہ 19618 ہزار میل کا جنگل تھا۔ اس پر سرکار کو جو آمدنی ہوتی تھی اُس کو بھی نشانہ بنانا طئے کیا۔ 1929ء اور 1930ء کے درمیان سرکار کو جو آمدنی ہوئی وہ 20210566.00 تھی۔ گھانس اور جنگل کے جھاڑ کاٹ کر سرکاری قانون کی مخالفت کی گئی۔ آر ایس ایس نے تین دن میٹنگ کرنے کے بعد کانگریس کی کھل کر تائید کرنے کا فیصلہ کیا۔ 1930ء تک آر ایس ایس کی شاکھاؤں کی تعداد 52 تھی۔ اس کے بعد شاکھا کی تعداد دو سے ڈھائی ہزار ہوگئی۔

سنگھ نے کانگریس کی تائید کرتے ہوئے یہ بھی کہا اگلی جو بھی جنگ لڑی جائے گی وہ مل کر ہی لڑی جائے گی۔ سنگھ اپنا کام جاری رکھا۔ 1930ء گرو داس کا آنہ مہاتو اس میں سنگھ کا کام اور طریقہ کار پر اپنی نگرانی میں دیکھنا طئے کیا۔ ہیڈ گیوار کی قیادت میں کئی سنگھ والینٹرس نے جنگل ستیہ گرہ میں حصہ لیا۔ 21/جولائی 1930ء کو ہیڈ گیوار کو جنگل ستیہ گرہ میں حصہ لینے کی وجہ ان کے 125 ساتھیوں کو دفعہ 117.1 کے تحت چھ ماہ کی جیل دفعہ 371 کے تحت کچھ کو تین ماہ کی سزا ہوئی۔ خاص بات یہ تھی کہ 21/جولائی کو ہی کانگریس نے سنگھیوں کی تائید میں احتجاجی جلوس نکالا اس سے یہ بات صاف طے

ہو جاتی ہے کہ آر ایس ایس کو کانگریس نے بنایا۔ اسی لئے اس کے فائدہ کی تائید میں جلوس تک نکالا جاتا ہے۔

کانگریس اور آر ایس ایس کا رشتہ ماں بیٹے جیسا ہے۔ 21/جنوری 1930ء کو ہیڈ گیوار آر ایس ایس کے صدر رہنے کے باوجود کانگریس کی طرف ایک سے پمفلٹ نکلا جس میں 26/جنوری کو یوم جمہوریہ منانے کی گزارش کی اس کے ساتھ ساتھ کانگریس اور آر ایس ایس ملکر جلسہ کرنا طئے کئے۔ کانگریس نے حکم جاری کیا ان کے ساتھ پروگرام کرو اور رپورٹ روانہ کرو۔

ہیڈ گیوار نے سنگھ کی شاکھا کھیل کے نام پر طلبہ کو بنیاد بنا کر کیا آزادی ملنے تک آر ایس ایس میں برہمنوں کی تعداد زیادہ تھی اسی لئے ہیڈ گیوار گولوالکر کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی اس میں برہمن سنگھیوں کی تعداد زیادہ نظر آئی تھی اور دکھشنا کے نام پر فنڈ جمع کیا جاتا تھا۔ کانگریس اور آر ایس ایس ایک جسم کے مانند ہیں۔ یہ بات ہیڈ گیوار مرتے دم تک کہا کرتے تھے۔ یکم/دسمبر 1935ء کو ایک خط میں جس میں لکھا تھا کانگریس اور آر ایس ایس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نہ کوئی اختلا ہے۔ ہیڈ گیوار نے ایک خط لکھا تھا اس کا پتہ نہیں چلتا کس کو لکھا ہے مگر اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط کانگریس اور آر ایس ایس کے تعلقات پہ لکھا گیا تھا۔ ’سنگھ کبھی بھی کانگریس کا مخالف نہیں تھا اور نہ رہے گا‘‘۔ کانگریس سے ہمارا اور ہم سے کانگریس کا کسی قسم کا اختلاف نہیں آج ہر جگہ ہر سنگھ کے کارکن کانگریس میں نظر آتے اور کانگریس کے کارکن سنگھ میں۔

سنگھ کے لوگ کانگریس میں بھی کام کرتے ہیں اور کانگریس کے لوگ سنگھ کے کاموں میں اہم رول ادا کرتے تھے۔ سنگھ اپنے آپ کو غیر سیاسی کہتا تھا یہ مذہبی کام ہے

کہا کرتے تھے۔سنگھ کے پروگرام بڑے رازدارانہ رکھے جاتے تھے۔ ہیڈ گیوار نے سنگھ کو تربیت اور تنظیم کے ذریعہ آگے بڑھایا یہ تنظیم جو حکم شاہی کے طریقہ پر کام کرتی ہے سرسنگھ چالک یہ عہدہ اس تنظیم کا مقتدر اعلیٰ ہوتا ہے۔

ہیڈ گیوار جب تک زندہ تھے تب تک وہ کانگریس سے قربت بنائے رکھا۔ 1934ء کے ایک خط کی بنیاد پر ہمیں یہ معلوم ہوات ہے کانگریسی حکومت کے تیئں آر ایس ایس کا کیا رویہ تھا۔ 1933ء کانگریس کے ایک سرکولر میں یہ کہا گیا ''یہ جماعت (آر ایس ایس) فرقہ پرست ہے اور آہستہ آہستہ سیاسی تحریک میں حصہ لینے والی تنظیم ہے اسی لئے ہیڈ گیوار نے کہا سنگھ ہندوؤں کو متحد کرنے کا کام کرنے کا نظریہ ہندوتوا ہندو ہندو سنسکرتی ہندو کلچر ہندو راشٹر کے تخلیق کی سنگھ میں مسلمانوں کو داخلہ کی پابندی تھی۔ مسلمانوں کو نشانہ بنا کر کام کرنا تھا اس کے لئے ایسا ادب اور تاریخ تخلیق کی گئی جو مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلتا تھی گولواکر اور کانگریس میں کیا تعلق تھا؟ یہ ہم آگے بتانے والے ہیں۔ بات واضح ہوگئی کہ آر ایس ایس کو کانگریس نے ہی بنایا ہے۔ اس کو پال پوس کر بڑا کیا ہے مگر داؤ پیچ کے تحت ہیڈ گیوار کے بعد ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے رہتے ہیں یہ بتانے کے لئے کانگریس اور آر ایس ایس دونوں ایک دوسرے کے مخالف میں یہ کام آج بھی جاری ہے۔

گولوالکر اور کانگریس کے تعلقات:

گولوالکر اور کانگریس کے تعلقات کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دیکھا جاسکتا ہے ایک آزادی سے پہلے دوسرا آزادی کے بعد گاندھی اس بات کو جانتے تھے کہ ہندو لفظ ودیشی لوگوں کی دی ہوئی گالی ہے۔ مگر ہندوتوا کو ترقی دینے کا کام وہ خود کرتے تھے۔

18 راگست 1932ء کو جب Ramsay McDonald رامس میک ڈونالڈ نے کمیونل ایوارڈ کا اعلان کیا۔ Communal Award اُس وقت گاندھی نے دھمکی دی ''اگر آپ اچھوتوں کو مخصوص انتخابی حلقہ دیتے ہیں تو میں اپنی جان کی بازی لگادوں گا'' اس کے ساتھ ہی گاندھی نے یہ بھی کہا ''میرا یہ فیصلہ اگر غلط ہے تو اچھوتوں کا ہندوؤں سے الگ رہنا خود ان کے لئے اور ہندوؤں کے لئے بڑا نقصاندہ ہے'' گاندھی کے ان خیالات کو سننے کے بعد مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ دھوتی پہنتے تھے۔ مگر اس کے اندر چڈی آر ایس ایس کی ہوتی تھی۔ ہندوؤں کو خطرہ سے آگاہ کر کے ایسی ہوا کھڑا کرنا چاہتے تھے تاکہ اچھوتوں کو غلام بنا کر رکھا جائے اسی لئے جان بھی داؤ پر لگانے تیار تھے''۔ جب گاندھی بھوک ہڑتال پر تھے اس وقت سب سے زیادہ تکلیف ہیڈگیوار (یکم اپریل 1889ء تا 21رجون 1940ء) کو ہوئی تھی کیوں کہ وہ کہا کرتے تھے وید کے ذریعہ ہم نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ بھنگی اس کو نہیں پڑھ سکتا وہ ذات پات کو ماننے والے تھے۔

گاندھی آرایس ایس کے تائیدی تھے

آر ایس ایس اور گاندھی کے تعلقات ہت گہرے تھے۔ کانگریس گاندھی کے نظریات پر چل رہی تھی۔ گاندھی کے نظریات آر ایس ایس کے ہی تھے صرف کچھ الفاظ کا پھیر تھا نسلی بالادستی و اقتدار کے معاملہ میں آر ایس ایس اور کانگریس دونوں کا اس پر مساویانہ ایقان تھا۔ میرا یہاں پر یہ اندازہ ہے کہ دیش بھگتی کے نام پر مسلمانوں کا استعمال کیا جب کام پورا ہوتا نظر آیا تو گاندھی نے آر ایس ایس کو قائم کیا تاکہ مسلمانوں کو آسانی سے علیحدہ کر کے عوام کو ہندو اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ٹھیک سے تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے بعد گاندھی سنت ہونے کا ناٹک شروع کردیا

سنت کے بھیس میں وہ بڑی گندی سیاست کر رہے تھے۔ وہ 1937ء میں انتخابات ہونے والے تھے۔ اس کو ذہن میں رکھ کر داؤ پیچ کھیل رہے تھے۔ 1928ء کو بھی کانگریس پارٹی کے اندر ایک اور پارٹی بنائی گئی تھی۔ آل انڈیا لیگ فار انڈی پنڈنٹس All India League for Indipendent جس کی صدارت سرینواس آئینگر سبھاش چندرا بوس نہرو اس کے ممبر تھے۔ کانگریس کے ہمدرد لفٹ گروپ کانگریس والوں نے ہی تیار کیا تھا 1934ء سوشلسٹ پارٹی بنائی گئی تھی جس کا پورا نام آل انڈیا کانگریس سوشلسٹ پارٹی تھا۔ گاندھی اور نہرو نے سماج وادی پارٹی بنائی تھی نہرو نے کہا تھا کانگریس کے اندر سماج وادی گروپ کا استقبال کروں گا کانگریس نے ہی الگ الگ نظریات پیدا کئے۔ سناتن واد ہندوتوا واد مارکس واد کمیونسٹ واد سوراج واد لوک تانترک واد گاندھی کے مطابق ذات پات کا نظام بھی سوراج واد ہے۔ کانگریس کے اندر نظریاتی جنگ چل رہی تھی۔ گاندھی نہرو کو ہی اپنا نمائندہ مانتے تھے۔ سبھاس چندر بوس کائسٹ ہونے کی وجہ سے ان کو نظر انداز کیا گیا۔ جبکہ وہ معاملہ فہم سیاسی داؤ پیچ سیاسی سمجھ بوجھ ہوشیار مخلص قربانی دینے کے معاملہ میں نہرو سے ہمیشہ آگے رہی رہتے تھے۔ گاندھی جب سنکٹ میں پڑ جاتے تو اپنے آپ کو بچانے کے لئے بڑی ہوشیاری سے کہتے ''میں تو کانگریس کا چار آنے کا ممبر تک نہیں ہوں'' مگر کانگریس ہی گاندھی تھے۔ گاندھی ہی کانگریس گاندھی اور نہرو انگریزوں کے خلاف الگ الگ گروپوں کا استعمال کرتے تھے اُسی طرح آر ایس ایس کا بھی۔

گولوالکر (9/فروری 1966ء تا 5/جون 1973ء Madhu Sadashiv Golwalkar) آر ایس ایس کے دوسرے گروہوئے ان کے اور گاندھی کے بیچ کئی

ملاقاتیں ہوئیں ملاقاتیں آزادی کے بعد ہوئیں ان کو میں جوں کا توں آپ کے سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ 12/ستمبر 1947ء کو گاندھی نے پرارتھنا سبھا میں تقریر کی اس دن کی پرارتھنا سبھا کی آخر میں آرایس ایس اور گولوالکر کی خوب تعریف کی۔ آخر میں گاندھی نے کہا گولوالکر اور ڈاکٹر مہاتے کی بات چیت کا ذکر کرتے ہوئے میں نے سونچا اس تنظیم کے ہاتھ خوں سے رنگے ہوے ہیں۔ گروجی نے مجھے اطمینان دلایا یہ بات جھوٹی ہے۔ ان کی تنظیم کسی کی دشمنی نہیں ہے اس کا مقصد مسلمانوں کا قتل کرنا نہیں ہے وہ تو صرف اپنے مذہب اور ہندوستان کو طاقت کے ذریعہ حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے امن قائم رکھنا ضروری ہے اس بات کا آپ اعلان کرد۔

اس طرح گاندھی اور گولوالکر کے بیچ بات چیت ہوئی تھی گاندھی نے پرارتھنا سبھا میں یہ بھی کہا قارئین کے لئے جوں کا توں پیش کیا جارہا ہے۔ گاندھی ہیڈ گیوار سے ملاقات کی تھی اور وہ آرایس ایس کے کیمپ میں گئے تھے۔ برسوں سے پہلے علاقہ وودربھا مہاراشٹرا میں آرایس ایس کے ایک کیمپ میں آگیا تھا اس وقت کے پہلے گرو ہیڈ گیوار زندہ تھے۔ سرخمبالال بجاج مجھے کیمپ میں لے گئے اور میں ان کا (آرایس ایس) نظم ضبط سادگی چھوا چھات سے دوری دیکھ کر بڑا متاثر ہوا۔ میں اس بات پر یقین کرتا ہوں جو بھی تحریک قربانی اور خدمت ہے وہ ضرور آگے بڑھتی ہے۔

لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ سچے خیالات دل کی پاکی ضروری ہے ایسی قربانی جس میں یہ دو چیزیں شامل نہ ہوں وہ کارعبس ہے۔

شروع میں جو پرارتھانا کی گئی اس میں بھارت ماتا ہندو ثقافت وکلچر ہندو دھرم کی تائید میں ہے میں یہاں واضح کرتا ہوں میں سناتھنی ہندو ہوں۔ سناتھن کا اصل معنی

یعنی میری نظر میں یہ ہے ہندو لفظ کا صحیح مطلب کیا ہے یہ کوئی نہیں جانتا یہاں یہ نام دوسروں نے دیا اور ہم نے اسے فراغ دلی سے قبول کرلیا۔

گاندھی نے یہ بات قبول کی ان کا تعلق ہیڈگیوار کے زمانے ہی سے ہے۔ دوسری بات آر ایس ایس کی تعریف کی اس لیے کہ بھارت کو آزادی مل گئی تھی اور برہمنوں کا راج لانے کے لیے اس تنظیم کا ہونا ضروری تھا۔ تیسری خاص بات یہ ہے کہ گاندھی اپنے آپ کو سناتھنی ہندو کہتے تھے۔ اس بات کو بھی قبول کیا ہندو دوسروں کا دیا ہوا لفظ ہے مگر اسے خوشی سے اپنایا گیا۔ سنگھ کے بارے میں کہا ان کی اپنی جو پرارتھانا سبھا ہوتی تھی کئی بار اس کا ذکر کرتے تھے اور اس پر آر ایس ایس کے سر سنچا لک کو کوئی اعتراض نہ تھا۔

گاندھی، سنگھ کی دہشت گردی کے تائید میں

گاندھی نے جو کچھ کہا وہ چوکا دینے والا ہے، کچھ دن پہلے گولوالکر سے ملاقات ہوئی تھی میں نے انہیں بتایا کہ کلکتہ اور دہلی سنگھ کے بارے میں بہت ساری شکایتیں آئیں گروجی نے مجھے یقین دلایا سنگھ کا یہ کارسیوک اس شکایت کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ دوسروں کو نقصان پہنچنا اچھا ہے؟ سنگھ حملہ کرنے پر یقین نہیں رکھتا ہندووں کا اس پر یقین نہیں ہے وہ حفاظت خود اختیاری پر یقین رکھتا ہے بدلہ لینا اس نے کبھی نہیں سکھا۔ آگے گاندھی نے یہ بھی کہا سنگھ ایک منظّم اور مضبوط نظم وضبط رکھنے والی تنظیم ہے۔ اس طاقت کو بھارت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سنگھ کے خلاف جو الزامات لگائے جاتے ہیں اس میں حقیقت ہے یا نہیں میں نہیں جانتا سنگھ کا کام اپنے کردار سے ان الزامات کو غلط ثابت کردے۔

گولوالکر سے جو بات گاندھی نے کہی اس کی بنیاد پر دہلی کےمنتروسی جوآر ایس ایس کی سبھا ہوئی تھی آر ایس ایس ہتھیاروں کا استعمال تشدد کے لیےنہیں بلکہ حفاظت خود اختیاری کے لیے کرتی ہے اس بات کو بھولے گاندھی نے اتنی آسانی سے مان لیا یہ غور کرنے والی بات ہے۔ کیا گاندھی آر ایس ایس کو فساد کرنے کے لیے اکسا رہے تھے جیسا کہ تقسیم ملک کے بعد ہوا تھا اس میں سنگھ کا ہاتھ تھا۔ ہمیں یقین ہوجاتا ہے کہ گاندھی کا بھی ہاتھ اور پیچھے سے ان کا ساتھ بھی تھا۔ گاندھی نے آر ایس ایس کی تائید میں تعریف میں کہا یہ بڑی منظّم اور تربیت یافتہ تنظیم ہے یعنی سنگھ پر کے الزمات سے بری کردیا۔ گاندھی آر ایس ایس کے چہیتے تھے۔ دونوں کا مقصد ایک ہی تھا یعنی رام راج۔

گاندھی کے رام راج کا مطلب منوسمرتی کا راج

اس تقریر میں سردار پٹیل کے بارے میں کہا وہ بوڑھے ہوگئے برہمن جواہر لال نہرو بوڑھےنہیں ہیں کام کے بوجھ کی وجہ سے بوڑھے نظر آرہے ہیں پرارتھنا مہاسبھا میں اشاروں ہی میں کہہ دیا۔ اے برہمنوں تم ناراض کیوں ہوتے ہو اب آزادی مل گئی ہے۔ سردار پٹیل کو کمزور کردے گا اور برہمن نہرو کے ہاتھ مضبوط گاندھی کا نظریہ صاف ہوگیا۔ کانگریس کے اندر چل رہے اقتدار کی لڑائی کو آر ایس ایس کے سامنے کیوں بیان کیا۔ گاندھی نے بیان کیا گاندھی نے پٹیل کی بےعزتی کی ہوگی۔

16/نومبر 1947ء کو پرارتھنا سبھا میں پھر ایک بار آر ایس ایس کا ذکر کرتے ہوئے کہا، مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ میں نے ہندومہاسبھا اور آر ایس ایس کے بارے میں جو کچھ کہنا پڑا مجھے ایسی غلطی جان کر خوشی ہوگی میں آر ایس ایس کا گرو سے ملا ہوں سنگھ کی ایک میٹنگ میں بھی شامل ہوا تھا تب سے مجھے ڈانٹا جارہا ہے اور ایسے کئی خطوط

وصول ہوئے ہیں۔

گاندھی نے یہاں پر مسلمانوں کو ناراض کیا وہ آر ایس ایس کو کیوں بچانا چاہتے تھے جبکہ وہ فسادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی قتل و غارت گیری کا بازار گرم کی ہوئی تھی ایسا کرنے پر بھی گاندھی نے آر ایس ایس کی کھل کر تائید کی کیونکہ گاندھی سناتھنی ہندو تھے۔

3دسمبر 1947ء کو پرارتھنا سبھا میں گاندھی نے ہندومہا سبھا اور آر ایس ایس کی مخالفت میں مسلمان مبالغہ سے کام لے کر بتاتے ہیں ان کا مکان جلادیا۔ ان کو زبردستی ہندو بنادیا ان کی لڑکی کو بھگالایا، سب الزمات ہیں اگر یہ سب ہندومہاسبھا آر ایس ایس نے نہیں کیا ہے تو میں ان کو مبارکباد وں گا بڑی اچھی بات ہے صحیح کیا ہے جھوٹ کیا ہے میں نہیں جانتا اس کو جاننے کی کوشش جاری ہے از خود میں وہاں جا کر جاننا چاہتا ہوں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گاندھی ہندومہاسبھا اور سنگھ کو بے گناہ بتا کر فساد قتل و غارت گیری کو ہوا دے رہے تھے یعنی یہ کہ گاندھی ہی کی سرپرستی میں انجام دیا جارہا تھا مسلمانوں کو آج بھی سادھو، مہاتما نظر آتے ہیں یہاں دیکھو ان کا اصلی چہرہ گاندھی نے ایک موقع پر کہا تھا ''ان مسلمان غنڈوں کو اگر آزادی ملتی تو میں اس آزادی کو قربان کردوں گا۔ گاندھی سادھو یا مہاتما نہیں تھے وہ تو سادھو کے روپ میں شیطان تھے۔ آزادی حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں اور پسماندہ طبقات کا استعمال کیا بعد میں اُن کو نظر انداز کردیا۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے ان پر تنقید کرتے ہوئے کہا'' گاندھی اہنسا وادی نہیں ہنسا وادی تھے۔ جئے پرکاش نارائن کے خطوط ضبط کئے گئے تو گاندھی کا راض

کھل گیا۔ گاندھی ہنسا ہی کے تائیدی تھے۔

گاندھی بھارت کے راشٹر پتا نہیں پاکستان کے راشٹر پتا ہیں

گاندھی کی اصلیت لوگوں سے چھپائی جاتی ہے۔ گاندھی نہ کوئی مہاتما تھے نہ راشٹرا پتا گاندھی۔ غیر قانونی طریقہ سے راشٹر پتا بنایا گیا۔ قانون حق معلومات کے تحت مرکزی سرکار سے پوچھا گیا تھا تو اصلیت سامنے آئی۔ یہ سوال بار بار اٹھایا جاتا ہے ملک کو تقسیم کس نے کیا اس کے لیے مسلمانوں کو خوب کوسا بھی جاتا ہے۔ لارڈ ویل Lord Wavill نے ریڈیو سے اعلان کیا تھا ''اب انگریز بھارت چھوڑ کر جائیں گے۔ بھارت کو تقسیم کر کے نہیں بھارت کا اقتدار بھارت واسیاوں میں تقسیم ہوگا۔ (۱) ہندو گاندھی و نہرو (۲) مسلمان مسلم لیگ اور جناح (۳) آل انڈیا شیڈول کاسٹ فیڈریشن ڈاکٹر امبیڈکر۔ گاندھی نے فوراً انگریزوں کو خط لکھ کر بتایا کہ ڈاکٹر امبیڈکر کو حصہ ملنا نہیں چاہیے اس کے تمام ثبوت بابا صاحب امبیڈکر نے اپنی مشہور زمانہ کتاب کانگریس اور گاندھی اچھوتوں کے لیے کیا کیا میں لارڈ ویل اور گاندھی کے بیچ خط و کتابتیں ہوئی اس میں شامل کیا۔ (What Congress and Gandhi have a done to untouchables) گاندھی نے وائس رائے لارڈ مونٹ بیٹن Lord Mount Battin سے خفیہ میٹنگ کی، کیتھرینا سلیمنٹ Catherine Celementh نے اس خفیہ میٹنگ کا ذکر اپنی کتاب ایڈونیا انڈ نہرو Edwinaad Nehru میں کیا ہے۔ گاندھی بڑے چالاک انسان تھے جب وہ لارڈ مونٹ بٹین سے ملاقات کر کے باہر نکلے تو اخبار نویسوں سے کہا کہ ''میرے شریر کے ٹکڑے ہوسکتے ہیں مگر ملک کے نہیں'' ۔ مگر گاندھی نے اس کا الٹا کیا 15 رجون 1947ء کو آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ

لائی گئی جو تقسیم ملک کے مسئلہ میں فیصلہ کرنے کے لیے تھی۔ گاندھی، نہرو پٹیل، مولانا آزاد کی موجودگی میں ملک کی تقسیم کا فیصلہ کیا گیا 172 موجود معزز ممبران میں ایک 157 معزز ممبران تقسیم کی تائید میں ووٹ دیا اور صرف 15 نے اس کے خلاف نہرو اور گاندھی پہلے ہی یہ بات طے کر چکے تھے اس طرح تقسیم ملک کی راہ صاف ہوگئی۔

گاندھی، تقسیم ملک کے ذمہ دار تھے

یہ بات ان کے شاگرد رام منوہر لوہیا Ram Monohar Lohiya بھی مانتے تھے مگر ان کو دوسرے نمبر کا مجرم، تقسیم ملک کے جرم سے گاندھی کو بری نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں گاندھی کو تقسیم ملک سے ہونے والے خوفناک اور برے نتائج کا اندازہ تھا پھر بھی وہ تقسیم کی تائید میں تھے، گاندھی اور نہرو تقسیم ملک کے ذمہ دار ہیں یہ ایک سچائی ہے۔ مولانا آزاد نے اپنی سوانح حیات انڈیا ونس فریڈم (India Wins Freedom) میں لکھا جس کے 60 صفحات آج تک شائع نہیں کیے گئے۔ مولانا آزاد نے نہرو کو انتباہ دیتے ہوئے کہا تھا، اگر ہم تقسیم کے لیے راضی ہوئے تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ تاریخ کہے گی تقسیم ملک مسلم لیگ نے نہیں کانگریس نے کیا بالکل ایسا ہی ہوا۔ کانگریس نے ملک کو تقسیم کیا۔ گاندھی نے اس کو تسلیم کیا، اس کی مخالفت بھی نہیں کی۔ بھارت کی تقسیم کا فیصلہ کانگریس پہلے ہی کر چکی تھی۔

کانگریس برہمنوں کی پارٹی ہے۔ بھارت پر بلا شرکت غیر برہمنوں کا قبضہ کروانے کے لیے ہی ملک کو تقسیم کیا گیا ایسا ہم مانتے ہیں۔ حال ہی میں مسلم علیگڑھ یونیورسٹی گیا تھا وہاں مجھے ایک کتاب ملی ''شہاب نامہ'' جس کو قدرت اللہ شاہاب نامی مسلم IAS عہدیدار غیر منقسم بھارت اور پاکستان میں کئی عہدوں پر رہ چکے تھے لکھی۔

یہ بہت سارے حقائق کے چشم دید گواہ تھے، اسی کی بنیاد پر انہوں نے جو کچھ دیکھا اس کو لکھ دیا۔ اس میں انہوں نے کہا تقسیم کی ساری ذمہ داری کانگریس پر ہے۔ تقسیم کے ساتھ ساتھ فسادات کرنے، قتل عام کرنے کی خفیہ سازش نہرو اور گاندھی کی تھی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی کانگریسی وزراء اعلیٰ کے نام خفیہ خطوط لکھے اس کا ذکر شہاب نامہ میں آیا ہے۔ بہت سارے رازدارانہ دستاویز جب ان کے ہاتھ لگے تو پڑھ کر ان کو بڑا صدمہ ہوا۔

کانگریس کا اور گاندھی کا اہنسا واد بے نقاب ہوا۔ کانگریس پہلے ہی طے کرچکی تھی قتل خون فسادات اور ملک کو تقسیم کیا جائے اس دستاویز کو جوں کا توں قارئین کے سامنے رکھا جارہا ہے۔

''اڑیسہ کے چیف منسٹر شری ہری کرشن مہتاب کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ ایک بار دہلی سے وہ کانگریس کی کسی میٹنگ سے واپس آئے، تو اپنے معمول کے مطابق انہوں نے کاغذات کی کالی صندوقچی میرے حوالے کردی۔ ہمارا طریق کار یہ تھا، کہ سیاسی کاغذات چھانٹ کر میں ان کے پرسنل پرائیوٹ سکریٹری کے سپرد کردیتا تھا، اور سرکاری کاغذات متعلقہ محکموں کو بھیج دیتا تھا۔ ان کا پرسنل پرائیویٹ سکریٹری بڑا متعصب ہندو تھا۔ وہ اکثر اس بات پر سر پیٹتا تھا، کہ مہتاب صاحب کے سیاسی کاغذات میرے ہاتھ سے کیوں گزرتے ہیں۔ چند بار اس نے چیف منسٹر کے پاس اس طریق کار کے خلاف بڑا سخت احتجاج بھی کیا، لیکن مہتاب صاحب نے کبھی سنجیدگی سے اس کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ جب کبھی میں سیاسی نوعیت کے کاغذات کا پلندا پرسنل پرائیویٹ سکریٹری کے حوالے کرتا تھا تو وہ ماتھے پر ہاتھ مار مار کر بڑی فول فاں کیا کرتا تھا۔

''غضب ہوگیا۔غضب ہوگیا۔ اپن نے تو سینت سینت کر ایک ایک کاغذ ضرور پڑھ لیا ہوگیا۔اپن نے تو ایک ایک کاغذ کی نقل بھی رکھ لی ہوگی۔ بڑے غضب کی بات ہے۔ مہتاب جی کی بدھی تو بالکل ماری گئی ہے''۔

اس بار جو میں نے چیف منسٹر کے کاغذات کا جائزہ لیا، تو ان میں ایک عجیب دستاویز ہاتھ آئی۔ یہ چھ سات صفحات کا سائیکلو سٹائلڈ انتہائی خفیہ (Top Secret) حکم نامہ تھا، جو کانگریسی چیف منسٹروں کے نام اس ہدایت کے ساتھ جاری کیا گیا تھا کہ ہر چیف منسٹر اسے اپنی ذاتی تحویل میں رکھے۔ اس میں لکھا تھا کہ تقسیم ہند کا معاملہ تقریباً طے پاچکا ہے۔اس لیے جن صوبوں میں کانگریس کی وزارتیں قائم ہیں۔ وہاں پر مسلمان افسروں کو کلیدی عہدوں سے تبدیل کر دیا جائے۔ خاص طور پر ہوم ڈپارٹمنٹ، فینانس ڈپارٹمنٹ اور پریس ڈپارٹمنٹ میں با اعتماد ہندو افسروں کو تعینات کیا جائے۔ ڈی۔سی، آئی۔ جی اور ایس۔ پی عموماً ہندو ہوں۔ تھانوں کے انچارج بھی زیادہ سے زیادہ ہندو ہوں۔محکمہ پولیس اور ضلعی انتظامیہ میں مسلمانوں کو فیلڈ ورک سے ہٹا کر بے ضرر قسم کے دفتری کام کاج پر لگا دیا جائے۔ پولیس کی نفری میں مسلمان سپاہیوں کو بتدریج غیر مسلح کر کے پولیس لائن اور تھانوں کے اندر معمولی فرائض پر مامور کیا جائے۔ جن صوبوں میں سرحدی مسلمانوں سے بھرتی شدہ ماؤنٹڈ ملٹری پولیس ہے، اسے فوراً توڑ دیا جائے اور افسروں اور نفری کو اختتام ملازمت کی مناسب رقم یکمشت ادا کر کے رخصت کر دیا جائے۔سرکاری خزانوں، اسلحہ خانوں اور محکمہ مال کے ریکارڈ آفسوں کی حفاظت کے لیے ہندو گارڈ تعینات کیے جائیں۔ اسلحہ رکھنے والے مسلمان لائسنس ہولڈرز کی نقل و حرکت کی نگرانی کی جائے۔ ایسے ہنگامی منصوبے تیار رکھے جائیں جن کے تحت ان لائسنس

داروں سے قلیل ترین نوٹس پر ہر قسم کا اسلحہ قریبی تھانے میں جمع کروایا جاسکے۔ کاروں، بسوں، ٹیکسیوں اور ٹرکوں کے مسلمان مالکوں کی فہرستیں بنا کر ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔ مسلمان آتشبازوں کے لائسنس معطل کردیئے جائیں اور ان کا آتش گیر سٹاک فوری طور پر پولیس کی حفاظت میں لے لیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ ہر چیف منسٹر کو نہایت سخت تاکید کی گئی تھی کہ وہ ان ہدایات پر ایسی خوش اسلوبی سے عملدرآمد کرے کہ اس سے آبادی کے کسی فرقے کے خلاف کسی قسم کے امتیازی سلوک کا پہلو مترشح نہ ہو! بغل میں چھری اور منہ میں رام رام کا اس سے بہتر ظہور چشم تصور میں لانا محال ہے۔

یہ حکمنامہ پڑھ کر مجھے شدید ذہنی دھچکا لگا۔ مہاتما گاندھی کی نام نہاد بے تعصبی کی لنگوٹی بادِ مخالف کے جھونکوں میں اڑ کر دور جاپڑی اور وہ اپنے اصلی رنگ و روغن میں بالکل برہنہ ہوگئے۔ اہنسا پرم دھرم کے اس جھوٹے پجاری کے اشاروں پر ناچنے والی انڈین نیشنل کانگریس کے عزائم مسلمانوں کے خلاف اتنے ہی خطرناک اور سنگین نکلے جتنے کہ ہندو مہاسبھا یا راشٹریہ سیوک سنگ کے سمجھے جاتے تھے۔ بلکہ کانگریس کے سازشانہ منصوبے دوسری فرقہ وارانہ جماعتوں سے بھی زیادہ پرخطر اور ہولناک تھے، کیونکہ ہندوستان کے کئی صوبوں میں کانگریس کی حکومت تھی اور مرکز کی عبوری گورنمنٹ میں 14 میں سے چھ کانگریسی اور دو مزید غیر مسلم وزیر تھے۔ فوج کا محکمہ سردار بلدیو سنگھ کے قبضے میں تھا اور سارے ہندوستان کی پولیس، سی آئی ڈی، ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ کی مشین سردار ولبھ بھائی پٹیل کے متعصّبانہ ہاتھوں میں تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کانگریس اپنی قوت کے تمام وسائل مسلمانوں کا سر کچلنے کے لیے ہر طرح کے کیل کانٹے سے لیس ہورہی تھی۔''

(شہاب نامہ۔قدرت اللہ شاہاب۔صفحہ 264-266)

تقسیم کے مسئلہ پر لارڈ مونٹ بیٹن کے ساتھ خفیہ خط و کتابت ہوئی تھی، انگریز بھارت چھوڑنے سے پہلے کانگریس سے کافی لین دین کیا۔ مشہور صحافی کلدیپ نیر نے جب نہرو لائبریری سے نہرو اور لیڈی مونٹ بٹین کے بیچ ہوئی خط و کتابت دیکھنا چاہا تو لائبریری کے ذمہ داروں نے کہا کہ آپ کو سونیا جی سے اجازت لینی پڑے گی۔ انہوں نے سونیا گاندھی کو خط لکھا کوئی جواب نہیں آیا۔ بہت دنوں بعد عارضی وزیر خارجہ مسٹر نٹور سنگھ نے کہا کہ آپ لائبریری جا کے خطوط دیکھ سکتے ہیں، جب انہوں نے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہاں پر اہم خطوط غائب ہیں۔ وہ اہم دستاویز و خطوط سونیا جی کی حفاظت میں ہیں یہ حاصل کرنے کے لیے سونیا جی سے اجازت لینی ضروری ہے۔ نائیر نے اس پر اپنی رائے لکھی،

''میں نے انہیں (سونیا گاندھی) کو خط لکھا اس بارے میں نٹور سنگھ کی طرف سے جواب آیا، انہوں نے کہا وہ کاغذات نہیں دیکھے جا سکتے کوئی وجہ بھی نہیں بتائی صرف اتنا کہا یہ کاغذات سونیا جی کی ملکیت میں ہیں ان کاغذات کے بارے میں وہی فیصلہ کرسکتی ہیں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ نہرو کے خطوط دیش کی ملکیت ہے جو جنتا تک پہنچنے چاہیے کیونکہ یہ ہماری تاریخی متنازعہ مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ بات ضروری ہے کہ نہرو کے دستاویز سب ہی عوام کے لیے ہونے چاہیے تقسیم ملک کے دنوں کے دستاویز جان بوجھ کر چھپائے گئے ہیں۔ تقسیم بھارت پر غیر جانبدارانہ طور پر ایک کتاب لکھنے والا ہوں۔

آر ایس ایس کے لوگ تقسیم کے مسئلہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تقسیم ملک کے لیے گاندھی کے ذریعہ پاکستان کو کثیر زر دیئے جانے کی کہانی سناتے ہیں۔ گاندھی پہلے ہی تقسیم کو قبول کر چکے تھے۔ ساورکر انگریزوں سے معافی نامہ لکھ کر

خاموش تھے مگر وہ ہندومہاسبھا اور آر ایس ایس سے جڑے ہوئے تھے۔ ودربھا اکولہ ناگپور کو جب ساورکر جاتے تو تب ہیڈگیوار ان کے ساتھ ہوتے تھے اور ان کی حفاظت کے لیے سیوم سیوک بھی رہتے تھے اب تک ملے ثبوتوں سے ثابت ہوتا ہے گاندھی اور آر ایس ایس میں بہت گہرا تعلق تھا، گاندھی اور آر ایس ایس کے درمیان اتنا گہرا تعلق ہونے کے باوجود آر ایس ایس والوں نے گاندھی کا قتل کیوں کیا اس سوال کا جواب دینا بھی ضروری ہے اور نہرو نے آر ایس ایس کو کیسے بچایا یہ جاننا بھی ضروری ہے۔

باب۔ 3

گاندھی کا قتل، آر ایس ایس، نہرو اور گولوالکر

گولوالکر اور گاندھی کی ملاقات، گاندھی کے دستاویز کے مطابق 11، 12 ستمبر 1947ء کے درمیان ہوئی۔ گولوالکر کی باتوں کا گاندھی پر بڑا اثر پڑا اور یہ گولوالکر ہی کی طرح اپنے آپ کو سناتھنی ہندو مانتے تھے۔ آر ایس ایس اس نظم ضبط والی تنظیم ہے۔ یہ بات وہ پہلے ہی بہت ساری پرارتھنا سبھاوں میں بتا چکے تھے۔ آزادی وتقسیم ملک کے بعد آر ایس ایس کے صدر سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ گاندھی نے 12، 16 ستمبر کی پرارتھنا سبھا میں آر ایس ایس کی تائید میں بڑا لمبا بیان دیا۔ پچھلے باب میں اس کے اقتباسات دیئے جا چکے ہیں۔ 3/دسمبر 1947ء گاندھی نے پھر آر ایس ایس کا ذکر کیا وہ فسادات کے لیے آر ایس ایس کو قصوروار نہیں مانتے تھے ایسا کیوں؟ آر ایس ایس جو مقصد لے کر چل رہی تھی کانگریس کا بھی وہی مقصد تھا۔ دونوں کی سوچ وفکر ایک ہی تھی۔ سچ بتایا جائے تو ڈاکٹر امبیڈکر کو لارڈ وویل کی پالیسی کے مطابق سیاسی حصہ داری جو ملنے والی تھی وہ نا ملے اس کے لیے بھارت کو تقسیم کیا گیا۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر گاندھی کے تعلقات کبھی بھی بہتر نہیں رہے۔ گاندھی کے قتل پر ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنا رد عمل اس طرح ظاہر کیا ''ذات پات کے نظام نے ہی گاندھی کا قتل کیا ہے گاندھی گہن بھارت کو لگا، آج اس سے آزاد ہوا ہے'' ڈاکٹر امبیڈکر گاندھی کے انتم سنسکار میں تو گئے تھے مگر کچھ دور جانے کے بعد پیر کے درد کا بہانہ بتا کر واپس لوٹے۔

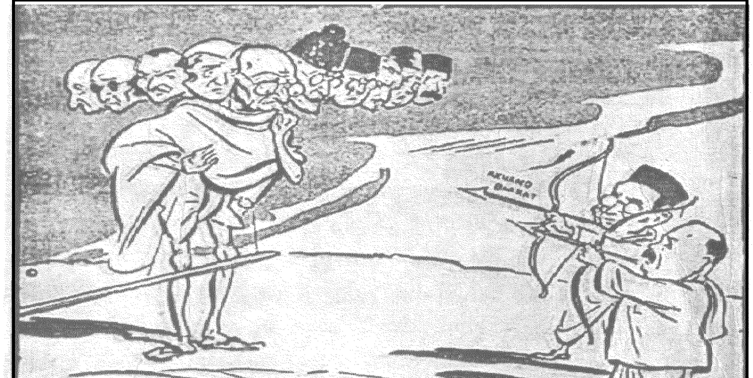
گاندھی کو 30 جنوری 1948ء کو ناتھورام گوڈسے نے تین گولیاں ماری تھیں یہ

بھی بتایا جاتا۔ ناتھورام گوڈسے نے پہلے اپنی ختنہ کروائی تھی تا کہ پرچار کیا جاسکے گاندھی کومسلمان نے مارا ہے۔ گاندھی کے قتل کے بعد جو افواہ اٹھی اس کو ذہن میں رکھ کر لارڈ مونٹ بٹین نے ریڈیو سے اعلان کیا کہ گاندھی کا قتل مسلمان نے نہیں کیا ہے دراصل گاندھی کو مارنے آئے گوڈسے کو منیو بین (Manu Ben) پہچان لیا تھا۔ گوڈسے کے ساتھ نارائن آپٹے Narayan Apte اور کرکرے نے بھی گاندھی کو 9 ایم ایم پستول سے مارا گیا تھا۔ تو شار گاندھی کے مطابق گاندھی کے قتل کی ذمہ داری حکومت کی بھی ہے۔ محکمہ پولیس نے ان قاتلوں کی کھل کر مدد کی۔ ہوم ڈپارٹمنٹ میں آر ایس ایس کے کارکن کی کافی تعداد جمع ہوگئی تھی تو شار گاندھی نے پیارے لال کی مہاتما گاندھی نامی کتاب کے باب نمبر دس کا حوالہ دے کر کہا گاندھی کا قتل بڑا منظّم تھا اس کی جانکاری سردار پٹیل کو بھی تھی۔ قتل کے لیے آر ایس ایس کے ایک لیڈر نے پٹیل کو خط لکھا گاندھی کے قتل کے بعد آر ایس ایس والوں نے مٹھایاں بانٹی مگر آر ایس ایس بار بار گاندھی کے قتل سے اپنی برأت کا اعلان کرتی رہی مگر حقیقت میں ونائیکر ساورکر کا ناتھورام گوڈسے سے بڑا تعلق خاطر تھا۔ گاندھی کے قتل کے بعد جو تحقیقات ہوئی اس کے مطابق ساورکر کو 147 خطوط لکھے گئے۔ ان میں گوڈسے کے 79 خطوط تھے۔ خطوط 1938 سے 1943ء تک ہیں۔ 1946 اور 1947 کے دور کے خطوط غائب کئے گئے۔

گاندھی کے قتل کے بعد مہاراشٹرا میں بڑے پیمانے پر برہمنوں کے گھر جلائے گئے۔ برہمنوں پر حملے بھی ہوئے۔ 1948ء کے درمیان ہی کیشو راو جیدھے کے خلاف گاڈگل ہوگئے۔ قتل گاندھی کا جو ردعمل ہوا اس کو بنیاد مان کر خاص کر مغربی مہاراشٹرا ستیا شودھک کے کارکنوں کو مجرم مانا گیا۔ گاڈگل نے گاندھی کے قتل کے سلسلہ شر پسندانہ بیان دیا۔ اس نے کہا ''مجھے بتایا گیا تھا پونہ (یعنی شیہ شودھک سماج) کے لوگ کچھ تو خطرناک

کرنے والے ہیں''۔اس بنیاد پر بے وجہ شیبوشودھک لوگوں کونشانہ بنایا گیا۔جس میں رعیت سیکھشا (تعلیمی ادارہ) کے کرم ویر بھاؤ راؤ پاٹل بھی تھے ان کے امرا کا گرانٹ بھی بند کردیا گیا۔قتل گاندھی کے معاملہ میں بہت کچھ راز میں رکھا گیا ہے جو آج تک راز ہی ہے۔

4رفروری 1948ء کو آر ایس ایس پر پابندی لگائی گئی،نہرو، پٹیل، گولوالکر کے خفیہ ملاقاتوں اور خط وکتابت کی بنیاد کا سہارا لے کر ہم کچھ ڈھکے ہوئے رازوں کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔قتل گاندھی کے بعد ہر طرف سے یہ آوازیں اٹھنی شروع ہوگئی تھیں اور گرما گرم بحث بھی ہورہی تھی اس میں آر ایس ایس کا ہاتھ ہے۔یم۔ایس۔گولوالکر نے 31رجنوری 1948ء کو یعنی قتل کے دوسرے ہی دن وزیراعظم نہرو کو ایک خط لکھا انہوں نے گوڈسے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اپنے ہی دیش واسی کے ہاتھوں، ناقابل شعور پرغم کام انجام دیا۔ انہوں نے ایسا لکھا خاص بات یہ کہ پورے خط میں قاتل گوڈسے کا کہیں پر بھی ذکر نہیں ہے۔گاندھی جیسے اعظم شخص کا قتل ایک محسن کا قتل ہے۔ایسا محسن جس کا احسان پوری قوم پر ہے۔گاندھی کے قتل کی اطلاع مجھے مدراس میں ملی ایسا انہوں نے لکھا ہے مگر خط 31 جنوری کو ناگپور سے لکھا گیا تھا ایک اور بات نوٹ کرنے والی ہے، گوگل پر ایک کارٹون ملا۔



यतो धर्मस्ततो जयः

1945ء کو بتایا گیا تھا اگر ہانی مہانامہ جو گوڈسے کی نگرانی میں دی ہندو راشٹر پبلیکیشن سے نکلتا تھا اس کارٹون میں گاندھی کو راون بتایا گیا تھا اور اس کے دس سر جس میں پٹیل، نہرو، راجہ گوپال چاری، مولانا آزاد، جناح، سبھاش چندرا بوس ہیں کارٹون میں تیر مارنے والے دو لوگوں کو بتایا گیا ہے جس میں ایک ساورکر ہے۔ کارٹون کے نیچے مہا بھارت کا ایک سنسکرت شلوک لکھا ہے ''جو دھرم سے پیار کرتا ہے اسی کی وجئے ہوتی ہے، گاندھی کو دس سروں والا راون اور ساورکر کو رام کے روپ میں دکھایا گیا ہے۔

یہ کارٹون اپنے آپ میں ایک ثبوت ہے۔ گاندھی کے قتل کا پہلے ہی سے نظریہ اور منصوبہ طے ہو چکا تھا مگر اسے انجام اس وقت دیا گیا جب گاندھی کے ذریعہ بھارت کی آزادی کے نام پر برہمن آزاد ہو گئے۔ ان کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اسی لیے گاندھی کا ہائے! رام کر دیا گیا۔ 20 جنوری 1948ء کو دہلی کے برلا بھون میں ایک بم بلاسٹ ہوا تھا مدن لال نام کے ایک شخص کو گرفتار کیا گیا تھا اس کی تحقیقات کے لیے دہلی کے پولیس سپرنٹنڈنٹ جسونت سنگھ اور بالا کشن بمبئی گئے۔ 22/جنوری کو ڈپٹی کمشنر پولیس بمبئی سے ملے۔ دو مشکوک اشخاص کے نام آئے اس میں ایک مہانامہ اگرنی کے ایڈیٹر گوڈسے اور دوسرے کرکرے تھا اس کا مطلب کیس ڈائری میں اس کا ذکر ہے۔ سرکار کو پتہ تھا گاندھی کی جان کو خطرہ ہے مگر نظر انداز کر دیا گیا۔

قتل گاندھی کے بعد بھارت میں عوام غم و غصہ میں ڈوب گئی۔ مجبور ہو کر گولوالکر اور سنگھ کے بہت سارے لوگوں کو حراست میں لینا پڑا۔

سنگھ پر پابندی لگانے اور گولوالکر کو جیل میں ڈالنے سے عوام کا غصہ کم ہوا مگر ایک خاص بات نوٹ کرنے والی ہے گولوالکر اور ساورکر نا کافی ثبوت کی بنیاد پر قتل گاندھی سے بری کر دیا گیا۔ آر ایس ایس پر جو پابندی لگائی گئی تھی وہ ایک محض ناٹک تھا۔ نہرو اور

پٹیل کے درمیان اقتدار کی جنگ میں گاندھی کو قربانی کا بکرا بنایا گیا جہاں مرنا تھا برہمن نہرو کو وہاں ایک بنیہ کو مار دیا گیا۔ ذات پات کو قائم رکھنے کے لیے لڑی جانے والی جنگ کی یہ بے رحمی اس سے ظاہر ہوتی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے نہرو کو سب کچھ معلوم تھا گاندھی کا قتل ہونے والا ہے اور اس بات کو سردار پٹیل بھی جانتے تھے پٹیل کو سردار کہنے والے گاندھی اور گاندھی کو بابو کہنے والے پٹیل مطلب گاندھی نے پٹیل کو وزیراعظم بننے نہیں دیا صرف نام کا سردار ہی رکھا اس کا بدلہ لینے کی بھاونا پٹیل کے ذہن میں بھی رہی ہوگی ۔قتل گاندھی کے بعد پٹیل نے ہوم منسٹری سے استعفیٰ دے دیا۔ آگے کی جانچ کی کارروائی لمبی چلتی رہی اس میں سنگھ پریوار کو بچانے کے لیے کانگریس نے ہر طرح سے بھرپور کوشش کی ۔

سنگھ پریوار پر نہرو نے سردار پٹیل کی رائے مانگی تھی ۔ دوسری طرف نہرو گولوالکر کی کئی ملاقاتیں ہوچکی تھیں ۔ پٹیل نے 26 فروری کو نہرو کے نام خط لکھ کر کہا ''میں آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا ہوں باپو کا قتل معمولی واقعہ نہیں ہے بلکہ آر ایس ایس کے ذریعہ اپنی تحریک کو قائم کرنے کا ایک حصہ ہے'' ۔ نہرو نے بھی کہا دہلی پولیس آر ایس ایس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اس میں ایسے لوگوں کی بڑی تعداد ان کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے ان سب سے نمٹنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اب تک جو کچھ کیا ہے اور کچھ کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ آر ایس ایس ابھی کافی مضبوط ہے موقع ملتے ہی پھر حرکت میں آجائے گی ۔ سنگھ کو دبا دیا گیا ایسا سوچ لینا آگے چل کر تباہی و بربادی کی وجہ بن سکتی ہے مجھے یہ بتایا گیا ہے سنگھ کے لوگ باہر سے معصوم نظر آتے ہیں مگر وہ بڑے سازشی ہیں۔ اور اپنی سازش بڑے منظّم انداز سے چلا رہے ہیں بلکہ سنگھ کو ٹھیک ٹھاک کیا جائے میں یہ نہیں جانتا کہ صحیح ڈھنگ سے کیا کیا جاسکتا ہے یہ بتانے سے قاصر ہوں ۔

سردار پٹیل نے 27/فروری 1948ء کو اس خط کا جواب دیا۔ پٹیل دہلی پولیس کی تائید کرنے لگے تھے۔ آر ایس ایس کو گاندھی کے قتل میں راست ملوث نہیں کیا جاسکتا۔ اس خط میں لکھا ہندو مہا سبھا اور آر ایس ایس نے گاندھی کے قتل کا استقبال کیا تھا۔ اس بات کو پٹیل بھی مانا۔ بے شک آر ایس ایس کو اپنے ایسے گناہوں اور اپنے جرائم کا جواب دینا ہوگا مگر گاندھی ہتھیا میں اور جانچ اسی نہج پر کی گئی۔ آر ایس ایس کو بچانے کا کام کیا گیا۔

جواہر لال نہرو نے سردار پٹیل کو 27/اکتوبر 1948ء کو انہیں آر ایس ایس پر اگلی کارروائی کس طرح ہو بتایا مگر اس سے پہلے ہی 6/اگست 1948ء کو گولوالکر کو رہا کر دیا گیا۔ اسی لیے گولوالکر نے نہرو کو شکریہ کا خط لکھا۔ گولوالکر کو اس شرط پر رہا کیا گیا تھا وہ ناگپور کے باہر نہ جائیں اس مسلہ پر گولوالکر بڑے پیار و محبت اور وقار سے نہرو کو خط لکھا، اس دوران آپ اور میرے درمیان دوریاں بڑھیں مگر ہم دونوں پھر ایک بار قریب ہوسکتے ہیں ایسی میں امید کرتا ہوں'' گولوالکر نے سرکار کو پورا پورا تعاون دینے کا وعدہ کیا اور لکھتے ہیں'' پائیدار اور دل کی گہرائیوں سے ہمارا پیار و محبت قائم رہے کچھ دنوں پہلے ہمارے درمیان جو شیطانی وسوسوں نے دوریاں بڑھائیں تھیں اب آئندہ رکاوٹ نہیں بنیں گی۔

اس طرح سے پیار کا اظہار کر رہے تھے اسی دن پٹیل کو بھی خط لکھا اور بتایا کہ دیش کے موجودہ مشکل حالات میں آپ لوگوں سے یعنی آپ کی سرکار سے مدد کرنا میرا فرض بنتا ہے مگر کیا کروں آپ ہی کی لگائی ہوئی پابندی کی وجہ سے میں کچھ نہیں کرسکتا۔

گولوالکر نے نہرو سے بہت ہی نزدیکیاں بڑھائی۔ نہرو نے کچھ وقت گزرنے

کے بعد ان کی شبیہ بڑی اچھی بنائی۔ گولوالکر ہو یا نہرو ان کے دلوں میں برہمنوں کی ہزاروں برسوں سے چلی آتی ظالمانہ سوچ چھپی ہوئی تھی۔ نہرو سنگھ پر سے پابندی ہٹانا چاہتے تھے مگر انہیں یہ ڈر بھی ستائے جارہا تھا کہیں کانگریس اور سنگھ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں عوام پر افشاء نہ ہوجائے۔

نہرو نے پٹیل کو 27 اکتوبر کو خط لکھا، اگر آج کے حالات میں ہم سنگھ پر لگی پابندی اٹھا دیتے ہیں تو عوام میں یہ تاثر پیدا ہوگا بھارت میں فاشسٹ نظریات کو فروغ دے رہے ہیں۔ نہرو نے اس خط میں گاندھی اور گولوالکر کی ملاقات کا بھی ذکر کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے گولوالکر اور گاندھی کی ملاقات ہوئی تھی یہ ایک دوسرے کو جانتے تھے سنگھ کا گاندھی کے قتل میں ہاتھ تھا اس کے باوجود نہرو نے اسے بچایا اور پٹیل کو رائے تھی کہ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ موجودہ حالات میں آر ایس ایس کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے پہلے ہم کو بہت احتیاط برتنی چاہیے۔ نہرو نے سنگھ پر پابندی اٹھانے کے من ہی من میں فیصلہ کرلیا تھا مگر عوامی رائے کے پیش نظر پابندی نہیں ہٹا رہے تھے۔ نہرو کو گولوالکر کتنا جانتے تھے اس کے کافی ثبوت ہمارے پاس ہیں، سنگھ اور گولوالکر کے ہاتھ سے گاندھی کا قتل ہونے کے باوجود نہرو نے گولوالکر اور ان کی تنظیم کو زندہ رکھا اس کی کیا وجہ ہے اس کی بہت سارے وجوہات میں سے کانگریس کا سب سے بڑا مخالف گروپ تھا بابا صاحب امبیڈکر اور ان کی سیاسی تنظیم اس کو دھیان میں رکھ کر سنگھ کو زندہ رکھا اس کا یہی انجام ہوا جو گولوالکر نے نہرو کے ساتھ معاہدہ کر کے طے کیا تھا۔ کانگریس کی مخالف پارٹی کے روپ میں جن سنگھ کی بنیاد 1950ء میں ڈالی گئی۔ آہستہ آہستہ بھارت کے دستوری طریقہ کار پر بھی برہمنوں کا ہی کنٹرول ہوا اور بابا صاحب کا پتہ صاف۔

نہرو کو گولوالکر نے دوبارہ 24/ستمبر 1948 کو یاد دلایا سنگھ پر جو پابندی لگائی گئی ہے اسے ہٹادیں اور اس طرح کا قانونی انتظام کریں سنگھ پر کوئی پابندی نہ لگے۔ گولوالکر نے 25/ستمبر 1948 کو پٹیل کو بھی خط لکھا اور کہا سنگھ پر سے پابندی نہیں ہٹائی گئی تو نوجوان ہندو دھرم سے کٹ جائیں گے۔ انہیں روکنے کے لیے سنگھ کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔

اس بیچ وزیراعلیٰ گووندولبھ بنت کے چیف سکریٹری نے ہندی میں ایک کتاب لکھی جو ''نازی ٹیکنیک اور آر ایس ایس'' نام سے تھی اس کا جنوبی ہند میں خوب پرچار ہورہا تھا جس سے سنگھ کی بدنامی ہورہی تھی اسی لیے کتاب کا پرچار روکنا ضروری تھا ایک امید بھرا خط گولوالکر نے 3/نومبر 1948ء کو لکھا اس خط میں وزیراعظم نہرو کو آپ جیسے معزز وزیراعظم اور شریف انسان سے گذارش کرنا چاہتا ہوں اس سے خط میں جو زبان استعمال ہوئی ہے نہرو اور گولوالکر کے تعلقات کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے نہرو اور گولوالکر ایک ہی سکہ کے دو رخ تھے جب یہ خط لکھا تو وہ دہلی ہی میں تھے۔ 5/نومبر 1948ء پھر ایک بار گولوالکر نے سردار پٹیل کو کہا صرف مجھ پر سے پابندی اٹھانے سے کام نہیں چلے گا بلکہ آر ایس ایس غیر قانونی تنظیم نہیں ہے سرکاری طور پر اس کا اعلان ہو گولوالکر کے اس خط سے پتہ چلتا ہے۔ سنگھ پر سے پابندی ہٹانے کے پس منظر میں مختلف لوگوں سے رائے مانگی گئی ہے۔

یہ معلومات پٹیل نے گولوالکر کو بتائی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ پٹیل ہو یا نہرو سنگھ اور قتل گاندھی کی جانچ کے درمیان ہی ایسا کیوں کررہے تھے اس خط میں گوللوالکر پٹیل اور نہرو سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تھی۔

نہرو کو 8/نومبر 1948ء کو گولوالکر سے ملاقات کی خواہش کا خط لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا دیش کے ایسے نازک حالات میں سرکار کو ہماری پوری طاقت سے آپ کا ساتھ دیں گے۔ اکٹوبر 1947ء کو جو یقین دلایا تھا اس کو دہرانے کا موقع دیں گے اس کے لیے میں گزارش گزار ہوں نہرو اور پٹیل گولوالکر سے ملاقاتیں کرتے تھے۔ نہرو اور گولوالکر بہت ہی خطرناک تھے۔ بھارت کے دستور کے گولوالکر بہت ہی مخالف تھے۔ اسی لیے انہوں نے بھارت کے آئین کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا جہاں تک میری معلومات ہیں وہ سنگھ کے مقصد کی تائید میں ذرا بھی نہیں ہیں آج تک شائع شدہ دستور کے فلسفہ کے متعلق کل بھی ہمارے خلاف ہی رہے گا۔ آپ نے لکھا ہے کہ لاگو شدہ دستور جواب فراہم ہے ہمارے پنتھ پرادھان نے نہیں لکھا ہوتا تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ جس کا ابھی تک جنم ہی نہ ہو شائد سال بھر بعد ہو اس شخص کی خون کرنے کی کوشش کی گئی، ایسا کہہ کر کسی شخص کو سزا دیں بڑا تعجب خیز ہے آگے ہم دیکھتے ہیں کہ گولوالکر اور آر ایس ایس نے 11 دسمبر 1949ء ہندو کورٹ بل کے خلاف ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی شبیہ جلائی تھی اور اسے نہرو کی پس پردہ تائید تھی آج تک دیکھا جاسکے تو آر ایس ایس بھارتیا دستور کے خلاف رہی ہے خطرناک سازش میں برہمن ہمیشہ آگے رہے ہیں۔ آخری دنوں میں گولوالکر ناگپور سے منتقل ہوکر دہلی ہی میں نہرو کے زیر سایہ رہے۔

نہرو نے ایک منصوبہ بنایا تھا سنگھ پر پابندی ہٹانا ہو تو سنگھ کا تحریری دستور سرکار کو پیش کرنا ہوگا۔ پٹیل ایک خط میں نہرو کو لکھتے ہیں کہ سنگھ کے کارکنوں کی تعداد کی صحیح گنتی ہمارے پاس نہیں ہے۔ گولوالکر نے قانون سے بچنے کے لیے کہا کہ سنگھ کا دستور ہے مگر چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ مسودہ کی شکل میں ہے۔ گولوالکر کو کسی بھی طرح گھوما پھرا کر گاندھی

کے بھوت سے آزاد ہونا تھا پھر وہی کام کرنا تھا جو ہندوتوا کو قائم کرنے کے لیے کرنا ہے۔ آخر میں بڑے منصوبہ بندی کے ساتھ ٹی۔آر۔ وینکٹ رام شاستری (T.R. Venkat Rama Shastre) کو ہی سنگھ کا دستور لکھنے کے لیے کہا گیا کیونکہ وہ سنگھ کی پابندی ہٹانے کے لیے ثالثی کا کردار ادا کر رہے تھے۔

25/مارچ 1949ء سے پہلے ٹی۔آر۔شاستری گولوالکر سے جیل میں ملاقات کی تھی۔سنگھ کا دستور کس طرح ہو اس پر دونوں نے غور وفکر تبادلہ خیال کیا اس بات کی معلومات سنگھ کے دستاویزوں سے ہوتی ہے۔

سنگھ کے دستور پر اتفاق رائے گروجی سے کرنے کے بعد شاستری جی نے جب جیل سے باہر آئے ہم لوگوں نے سنگھ کے دستور کے بارے میں ان سے کئی باتیں دریافت کیں۔آپ کے گروجی کو کسی بات پر اپنا موقف بنانا بڑا مشکل ہے وہ اپنا نظریہ چھوڑتے ہی نہیں تھے اس طرح سے سنگھ کا دستور ثالثی سے طے کیا گیا یہ رائے نہرو کی تھی کیونکہ نہرو بھی سنگھ کو زندہ رکھنا چاہتے تھے۔

نہرو۔گولوالکر معاہدہ

نہرو اور گولوالکر نے برہمن راج قائم کرنے کے لیے ایک معاہدہ کیا یہ معاہدہ پٹیل کے ذریعہ ہوا سنگھ کے ساتھ کانگریس رہے گی اس کا سربراہ برہمن ہی رہے گا۔پٹیل نے 16/اگست 1949ء کو نہرو کو خط لکھ کر بتایا کہ گولوالکر وہی کریں گے جو آپ کہیں گے اور وہ ہماری ساری شرطیں مان گئے ہیں اس کا ذکر اس خط میں لیا گیا ہے نہرو گولوالکر میں معاہدہ کیا ہے۔

گولوالکر آئے اور مجھ سے ملے اس ملاقات میں گولوالکر نے بتایا کہ سنگھ کو اپنے

مقصد کے لیے اور دیش کی تائید میں اسے بچانا چاہئے، میں نے اس سے کہا کہ سنگھ اپنے خطرناک پر سازشی حرکات چھوڑ کر تعمیری طریقے کو اپنائے ان کو ساورکر کے خیالات کی دہائی دے کر سمجھایا۔ گوڈسے گاندھی کا قاتل ساورکر کا شاگرد خاص تھا میں نے دیکھا کے وہ پوری طرح اس بات کو سمجھ گئے ہیں اور مجھے اپنی ذمہ داری کا بھی خیال ہے کہ وہ ہمیں کسی مصیبت میں نہیں ڈالیں گے اور سنگھ کو نئے طرز پر ڈھالیں گے اس طرح نہرو اور گولوالکر کے بیچ معاہدہ طے ہوا تھا۔ گولوالکر نہرو کو ملک کو ایسے عظیم انسان پھر کبھی نہیں ملیں گے کہا کرتے تھے۔ وہ ان کی بیٹی اندرا گاندھی کی مرتے دم تک تائید کرتے رہے۔ سنگھ اور کانگریس ایک دوسرے سے کبھی الگ نہیں رہے بعد میں وہ اتنے قریب ہوئے جس کی کوئی حد نہیں۔ یہ معاہدہ طے ہونے کے بعد رام للا ئیں 23/دسمبر 1949ء کو بابری مسجد میں رکھوائی تھی اور اس کام کو گولوالکر نے کھل کر تائید کی تھی۔ یہ بات سب کو معلوم ہے ایک مقامی افسر کے کے۔ نائیر نے 22/ 23 کی شب ڈسمبر 1949 کو وہاں پر مورتیاں رکھی تھیں۔ آر ایس ایس کے ترجمان آرگنائزر نے اس بارے میں لکھا تھا 23/ڈسمبر 1949 کی تاریخ صبح کو رام جنم اشٹمی کے موقع پر سری رام چندر اور سیتا دیوی کی مورتیاں مسجد میں پرکٹ ہوئی ہیں۔ آر ایس ایس نے کے کے نائیر کو تہنیت کے طور پر ان کی بیوی شکنتلا کو 1951ء میں لوک سبھا ٹکٹ دیا اور وہ جیت بھی گئی۔ مجھے یہ گولوالکر اور نہرو کی سوچی سمجھی سازش معلوم ہوتی ہے۔ 23/ڈسمبر 1949ء سے اب تک رام مندر بابری مسجد کا مسئلہ الیکشن کے وقت مذہبی منافرت پھیلانے کا کام کر رہا ہے۔ نہرو نے مورتیاں رکھوائی اور گولوالکر نے اس کی تائید کی۔ نہرو پنچ جنیہ Panchjanaya میں جو خبر چھپی اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے نہرو اور گولوالکر نے

مل کر یہ سازش کی ہے کیونکہ اگلے ماہ سے دستور لاگو ہونے والا تھا اکثیرت کی تائید کے بغیر کوئی بھی قانون منظور نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی لیے دستور کے نافذ ہونے سے پہلے ہی اس کام کو انجام دیا گیا اور اسی کی بنیاد پر برہمن صرف ساڑھے تین فیصد ہیں آبادی کے اس تناسب کی بنیاد پر وہ گاؤں کا سرپنچ بھی نہیں بن سکتا ایم ایل اے یم پی بنا تو دور کی بات ہے اگر یم۔ ایل۔ اے، ایم پی نہیں بن سکتا تو PM, CM کیسے بن پائے گا اس بات کی فکر نہرو و گولوالکر کو ستائے جارہی تھی انہوں نے سازش کر کے مسجد میں مورتیاں رکھوائی اور اس کو ایک مذہبی مسئلہ بنادیا جس سے مذہبی منافرت پیدا ہوئی ۔ بھارت میں جمہوریت رہتے ہوئے بھی برہمن راج قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اقلیت میں رہے برہمن اکثریت نہیں بن سکتے تو انہوں نے اس طرح سے سازش کی اور اسے انجام دیا۔

گولوالکر نے سنگھ کے کارکنوں کو کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑایا

کانگریس سنگھ سے کبھی الگ نہیں رہی دونوں کا مقصد اور سوچ ایک ہی ہے۔ سنگھ کانگریس کی ہمیشہ وفادار رہی لوگوں کو بڑی ہوشیاری سے گمراہ کیا۔ انہوں نے کبھی اپنا مقصد و نشانہ نہیں بدلا مگر داؤ پیچ کھیلتے رہے۔ گولوالکر نہرو سے کتنی وفاداری کرتے تھے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔''ان کے بارے میں میرے دل میں بڑی دوستی اور عزت ہے۔ یہ عزت ان کے وزیراعظم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بہت سارے خصوصیات اور اچھی صلاحیتیں ہیں اسی لیے اگر کوئی ان کی برائی کرتا ہے تو مجھے کافی تکلیف ہوتی ہے'' گولوالکر نہرو کے تیئں ہمدردی بہت پیار جتا رہے ہیں آپ کو سمجھ میں آیا ہوگا یہ اس معاہدے کا نتیجہ ہے گولوالکر سے سیکولر کہے جانے والے نہرو کو بھی آشیرواد دیتے ہیں فرقہ وارانہ

آشیرواد نہرو تک آتے آتے سیکولر ہو جاتا ہے۔ اگست 1956ء میں نہرو کار حادثہ کا شکار ہوئے تھے اس میں نہرو بچ گئے تھے۔ 10 اگست 1956ء کو گولوالکر نے نہرو کے نام خط لکھا اور کہا ''یہ تو عظیم مہربانی خدا کی مہربانی ہے کوئی شدید زخم نہیں آئے۔ آپ پر پربھو ہمیشہ مہربان رہے۔ آپ کو صحت مند زندگی اور عمر دراز عطا کرے۔ کوئی بھی حادثہ آپ کے قریب نہ آئے میں اس دیالو پربھو سے پرارتھانہ کرتا ہوں آپ ہمیشہ اس راشٹر کی خدمت بہتر طریقے سے انجام دیتے رہیں''۔

ویسے دیکھا جائے تو نہرو اور گولوالکر میں ایک بات مشترکہ تھی وہ منوسمرتی اور گیتا سے پیار گولوالکر اپنے برہمن شاگردوں کو گیانیشوری گیتا داس بھود پڑھنے کے لیے کہا کرتے تھے۔

نہرو سیکولر نہیں کمیونل تھے

نہرو اپنے نام کے ساتھ پنڈت کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ نہرو بھی اپنے آپ کو کشمیری برہمن بنانے کے لیے پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے تھے۔ پنڈت سے پنڈا لفظ بنا۔ فخر سے اپنے آپ کو برہمن کہنے والا شخص لوگوں کو کیسے سیکولر نظر آیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے سبھاش چندرا بوس کو اپنی جماعت میں رہتے ہوئے ان کو بہت ذلیل کیا۔ ان کو شور کہہ کر ان کی بے عزتی کی تھی۔ سبھاش چندر بوس کی جگہ ڈاکٹر راجندر پرساد کو لایا گیا جبکہ ڈاکٹر راجندر پرساد کو صدر جمہوریہ بنایا ان کو کاشی لے جایا گیا اور وہاں پر دوسو برہمنوں کے پیر دھوئے۔ یہ سب نہرو کے سیکولر وزیراعظم ہوتے ہوئے ہوا۔ نہرو یہ ثابت کرنا چاہتے تھے بھارت میں قانوناً سیکولر راج مگر حقیقت میں برہمن راج قائم ہو چکا ہے۔

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ نہرو نے اقتدار کی منتقلی کے وقت کا تعین پنجانگ اور جوتشوں کے مشوروں سے طے کیا۔ وہ تھا رات کے 12 بجے۔ اس لیے بھارت کی آزادی کو آدھی رات کی آزادی کہا جاتا ہے۔ نہرو کے سیکولر ہونے پر سے پردہ اُٹھ جاتا ہے نہرو سب سے زیادہ سناتھنی اور کمیونل تھے۔ نہرو اپنے بریف کیس میں گیتا اور منوسمرتی رکھا کرتے تھے۔ نہرو اپنے آپ کو ترقی پسند دکھانے کا ناٹک کرتے تھے مگر حقیقت میں سب سے زیادہ مکار اور برہمن واد کے کٹر تائیدی تھے اپنی بیٹی کو لکھے خطوط میں کہتے ہیں ویدمہان ہے (وید عظیم ہے) وید سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ نہرو اسی لیے عظیم ہے کیونکہ وہ برہمن ہے وہ تو وید کی تعریف کرنے والے جبکہ وید ورن ویوستھا (ذات پات کا نظام) کی تائید میں ہے اور سیکولر پنڈت نہرو ویدوں کی تائید میں یہ بچوں کا چاچا تو 420 نکلا۔

نہرو کو ادی شنکر آچاریہ اس لیے اچھے لگتے تھے انہوں نے بدھ دھرم کو ختم کر کے پھر سے ویدک دھرم کو زندہ کیا تھا۔ نہرو کتنے سناتنی تھے اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کاکا کالیرکر نے نہرو سے دریافت کیا ''جب ہم اپنی تاریخ میں بدھا اور مہاوویر کو جو مقام دیتے ہیں ان کے مقابلہ میں شنکر آچاریہ کا کیا مقام ہے''؟ نہرو نے جواب دیا ''سچ پوچھو تو شنکر آچاریہ کا مقام بدھ اور مہاویر سے اونچا ہے شنکر آچاریہ کی تاریخ میں جو جھگڑالو پن ہے وہ مجھے پسند نہیں مگر وہ بڑے تنظیمی صلاحیت کے مالک تھے انہوں نے چار مٹھ قائم کیے وہ صرف مٹھ نہیں تھے بلکہ ہماری روحانی مراکز تھے۔ انہوں نے ہی بدھا کو اوتار کے روپ میں پیش کیا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

شنکر آچاریہ کے مشن کی تکمیل منظم طریقہ سے نہیں ہوئی یہ ہونا چاہیے اور تاریخ

میں انہیں جوعزت و وقار کا مقام ان کو ملنا چاہیے، نہروشنکر آچاریہ کے ذریعہ بھیکشوؤں کا قتل عام ہوا اس کے وہ بڑے تائیدی تھے۔ بدھ دھرم کو ختم کر کے بدھ کے مراکز اور مرکزوں کو ڈھا کر چار مٹھ قائم کرنے والا شنکر آچاریہ عظیم تنظیمی صلاحیتوں کا مالک کہتے تھے وہ عظیم صلاحیتیں کیا ہیں، بدھ دھرم کو ختم کرنے کے لیے دہشت گردانہ طریقہ اسی لیے شنکر آچاریہ نہیں بلکہ وہ اپنے دور کا سب سے بڑا دہشت گرد تھا جس نے بدھا کی عظمت کو ذہن میں رکھ کر بدھ کو ہی وشنو کا اوتار بنادیا۔ سازشی نہرو کا سازشی شنکر آچاریہ کو اپنا مثالی رہنما ماننا کیا معنی رکھتا ہے۔ شنکر آچاریہ کے ذکر کے ساتھ ہی کمار بھٹ کی Kumar Bhatta دہشت گردانہ اقدامات کی داستان ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ کمار بھٹ نے شنکرا ڈگ وجۓ Shankar Dig Vijay میں اس بات کو قبول کرتے ہیں میں نے کئی بدھ بھیکشوؤں کو قتل کیا ہے یہ دھرتی بدھسٹوں سے بھری پڑی ہے اور ویدوں کو مٹانے والے آہستہ آہستہ مٹتے جارہے ہیں اسی لیے میں ان بدھسٹوں پر جیت حاصل کرنے اور ویدک دھرم پھر سے قائم کروں گا اس کے لیے میں نے دستور عمل بنایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ بدھ بھیکشو سارے ملک میں اس بات کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں راجوں کا دھرم پرورتن کریں اور وہ ویدوں کی عظمت کا انکار کرے مجھے ان کے درشن (فلسفہ) وہ زبان پر کوئی قدرت حاصل نہیں تھی اور نہ میں نے ان کی ترک (منطق) کو رد کرنے کی قابلیت رکھتا تھا۔ میں نے چال بدل کر بھیکشوؤں کے روپ میں بدھ ویوہار میں گیا اور ان کے ساتھ رہا ان کا درشن سیکھا اور اس قابل ہوگیا ان کی نسل کی نسل کو نیست و نابوت کرنے کا انتظام کیا۔ ایسا جو کہتے تھے اور نہرو اس کی تائید کرتے تھے تو پھر مہا سیکولر ترقی پسند نہرو کے مثالی رہنما تھے گولوالکر بھی شنکر آچاریہ کو اپنا مثالی رہنما مانتے تھے

یعنی ایک گرو کے دو شاگرد تھے۔ گولوالکر نے شنکر آچاریہ سے متاثر ہوکر تحریک حاصل کی اور آر ایس ایس کو قائم کیا سنگھ، شنکر آچاریہ، پونہ کے پیشواء برہمن ان کے مقامی رہنما تھے۔ انہی کی سازشی طرز پر کام کیا۔ ایسا کرنے والا مہا سیکولر سماج وادی کہا جاتا ہے۔ کتنا بڑا مذاق ہے جواہر لال نہرو نے 21/جون 1954ء کو اپنی وصیت بنائی تھی وصیت میں انہوں نے ''میں پوری سنجیدگی کے ساتھ اعلان کرتا ہوں میرا مرنے کے بعد کسی طرح کی مذہبی رسمیں نہیں ہونا چاہیے، مرنے کے بعد کئے جانے والے رسومات پر میرا ایقان نہیں ہے اور ایک طور طریقہ کے روپ کرنا بھی اور اپنے آپ کو دھوکا دینا ہوگا'' ایسا لکھنے والے نہرو جب بیمار تھے تب انہوں نے عمر دراز کے لیے اپنے گھر پر چپ چاپ یگیا کروایا تھا۔ نہرو کے پرسنل سکریٹری یم۔ او۔ میتھائی نے اس بات کی تصدیق کی کہ نہرو نے مرنے سے پہلے جاپ کیا تھا اور جیوتشوں کو بلوایا تھا۔ مشہور جرنلسٹ کلدیپ نیر نے لکھا کہ جب میں مرکزی وزیر گلزاری لال نندا سے اس بارے میں معلوم کرنا چاہا تو انہوں نے کہا نہرو جی کی رضامندی سے ہی مرتیو جا منتر Mrityujaya Mantra موت پر فتح پانے کا منتر چار لاکھ پچیس ہزار 4,25,000 بار جاپ کیا گیا اور کئی بار جپ کے درمیان نہرو بہ نفس نفیس حاضر بھی رہے۔ بوقت مرگ ان کے سرہانے گیتا اور اوپنشد رکھے ہوئے تھے۔ اس طرح سے نہرو کے سیکولر ہونے کا پردہ فاش ہوجاتا ہے۔ نہرو کے جسم پر مجھے تو زنار نظر آتا ہے۔ نہرو بہت ہی سازشی برہمن تھے۔ سناتنی برہمن تھے وہ دیکھنے میں کچھ تھے اور نظر کچھ آتے تھے۔ حقیقت میں وہ سناتنی برہمن تھے۔ گولوالکر سچے سناتنی برہمن تھے یہ ورن ویوستھا ذات پات کو قائم رکھنے کے لیے دستور کو ذہن میں رکھ کر ہندو مسلم کا مسئلہ کھڑا کرتے تھے جس کا سیدھا فائدہ 3% فیصد برہمنوں کو ہوتا ہے۔

آر ایس ایس میں رامائن ومہابھارت گیتا جیسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ 20/اگست 1956ء کو گولوالکر نے پنڈت گوبند ولبھ پنت Pandit Govind Vallabh Pant کو خط لکھ کر گذارش کی کہ ''ہندو لفظ کا استعمال قانوناً سختی سے لاگو کرو ہم لوگ سنگھ بدھ اور جین ہندو سماج کے سنسکرتی کا اٹوٹ حصہ مان کر ایک لفظ ہندو میں سب کو شامل کرکے انہیں ایک جگہ کرنا چاہتے ہیں یہی ہماری گذارش ہے۔ آپ سرکار میں بیٹھے ہوئے ہو تو یہ کام سرکاری سطح پر کر سکتے ہو' یہ سب 1956ء کو ہی کیوں چلا جا رہا ہے اس کی وجہ ہے ڈاکٹر امبیڈکر کے ذریعہ بدھ دھرم قبول کرنے کی تیاری چل رہی تھی اسی لیے گولوالکر کی پریشانی اس خط میں دیکھی جاسکتی ہے۔ نہرو کے بعد جب لال بہادر شاستری وزیراعظم بنے اس وقت بھی 21/اگست 1961ء خط لکھ کر بدھ جین کو ہندوؤں میں شامل کروا ایسی گذارش کی تھی۔ شاستری جی نے ان کی بات کونظرانداز کردیا۔

نہرو نے قبل از مرگ جس طرح مرتیو جیون منتر (موت پر فتح پانے کا یگ) اسی طرح گولوالکر نے بھی 28/فروری 1963ء کو وارناسی پہنچے۔ گولوالکر نے بھاگوسماتا والے یعنی منوسمرتی پنڈت برہمن کو اپنی جنم پتری دکھائی اور اپنی حیات کے بارے میں پوچھا پھر کہا اس برہمن نے کہا ''66 ویں سال میں آپ بہت بری موت مریں گے اس کی روک تھام کے لیے رودڑ یگیا Rudr-Yagna کرنے کی سفارش کی۔ گولوالکر نے اپنے جنم دن پر یعنی 28/فروری کو یگیا کیا گیا تھا جس میں ان کے ساتھ بالا صاحب دیورس Bala Sahab Devras شامل تھے نہرو اور گولوالکر میں کتنی یکسانیت تھی اس سے معلوم ہوتا ہے۔

کانگریس نے آر ایس ایس کو مضبوط کیا

گولوالکر نے شاما پرساد مکر جی کے ذریعہ جن سنگھ کی بنیاد رکھی مگر وہ کانگریس کے ٹکٹ پر سنگھیوں کو الیکشن لڑوایا۔ کانگریس اور سنگھ میں کوئی فرق نہیں تھا دونوں ایک دوسرے کو سمجھے ہوئے تھے اس بات پر بہت سارے لوگوں کو یقین نہیں آتا اسی لیے اس کا ثبوت دینا ضروری سمجھتا ہوں سنگھ کے کاریا کرتا سداشیو واؤ جن کا تعلق منگلور سے تھا انہوں نے چینائی (مدراس) کانگریس کے ٹکٹ پر پہلا راجیہ سبھا کا الیکشن لڑا اس سے پہلے انہوں نے گولوالکر سے دریافت کیا۔ کیا مجھے سنگھ کی رکنیت چھوڑنی ضروری ہے؟ تو جواب دیا ''سنگھ کے سوائم سیوک کو کسی عہدے کے لیے الیکشن لڑنا یا نہ لڑنا سنگھ دستور میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر کسی سیاسی پارٹی کے عہدے پر رہ کر سنگھ کے رکن رہنے پر پابندی ہے اس کے باوجود کسی بھی سیاسی پارٹی کا رکن بننے کے لیے الیکشن لڑنے میں کوئی پابندی نہیں۔ سنگھ کی رکنیت چھوڑنے کے لیے مجھے خط لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ گولوالکر اس طرح سنگھ کے کارکن رہتے ہوئے کسی بھی سیاسی پارٹی سے الیکشن لڑنے کی اجازت دیتے تھے اور کانگریس کو مضبوط کرنے کا کام بھی کرتے تھے۔ بھاؤ صاحب کہرے Bhau Sahab Kare علاقہ ودربھا مہاراشٹرا 23/نومبر 1954ء خط لکھ کر دریافت کیا کچھ سوئم سیوک پہلے ہندومہاسبھا کانگریس اور دوسری تنظیموں میں کام کرتے تھے۔ اب ان کو صرف جن سنگھ ہی میں کام کریں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے اور نہ ہی زبردستی سنگھ کے رکن ہوتے ہوئے بھی کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ سکتے ہیں۔ ایسی آزادی دی گئی ہے آج جو لوگ کانگریس اور بی جے پی سے الگ الگ ہے ایسا کہہ کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ کانگریس اور آر ایس ایس ڈاکٹر امبیڈکر کو

اور ان کی پارٹی کو ہرانے کے کام پر لگے ہوئے تھے کیونکہ بھارت کے نئے دستور کے حساب سے ایس سی۔ ایس ٹی کے لیے دستوری مراعات حاصل ہو چکے اس وجہہ سے نہرو کو یہ ڈر ستا رہا تھا ڈاکٹر امبیڈکر زیادہ تعداد میں نشستیں جیتیں تو؟ وہ طاقتور ہو جائیں گے۔

کانگریس اور آر ایس ایس ایک ہی مقصد کے لیے کام کرتے تھے دونوں کا نشانہ ایک تھا۔ کانگریس کا مقصد بھی ہندوتوا تھا اسی لیے کانگریس کی رکنیت سنگھ کے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ 16/اگست 1958ء گولوالکر نے ہری بابو جو کٹک کے رہنے والے تھے ان کو خط لکھا ''آپ کے کانگریس میں شامل ہونے سے ایک سچے سیوک سنگھ ہونے کے ناطے کٹک شاکھا کی رہنمائی میں کوئی رکاوٹ آئے گی ایسا میں نہیں مانتا وجہہ آر ایس ایس کا سیوئم سیوک اور کانگریس کارکن رہنے میں اعتراض نہیں کسی سیاسی پارٹی کارکن بن جانے سے ہندوتوا کو قربان نہیں کرتا اگر کوئی سیاسی پارٹی اس طرح کا رویہ اختیار بھی کرتی ہے کسی بھی باعزت شخص کے لیے اس میں رہنا گری ہوئی حرکت ہوگی''۔ میرا ایسا خیال ہے کہ کانگریس اتنے نیچے سوچ کی نہیں ہے وہ آپ کو اپنا ہندوتوا ہندو سماج اور ہندو سنسکرتی کی خدمت کو چھوڑنے کی تاکید کریں گے۔ اس سے تو تصویر اور بھی صاف ہو جاتی ہے نہرو اور گولوالکر، ہندوتوا کو طاقت بخشنے کا کام کر رہے تھے۔ ڈاکٹر امبیڈکر جیسے گیانی شخص کو نہرو ہرا نہیں پائے گا اس لیے گولوالکر کانگریس کے ٹکٹ پر سنگھ کے کارکنوں کو الیکشن لڑوائے تھے جن سنگھ اور کانگریس ایک ہی تھے اس طرح کانگریس اصلی برہمن وادی چہرہ سامنے آجاتا ہے۔

یہ سب گولوالکر کیوں کرتے تھے اس کی وجہ صرف ایک ہے کانگریس آر ایس ایس کی ماں ہے۔

باب ۔ 4
پونہ پیکٹ کی وجہہ سے آر ایس ایس مضبوط ہوا

کانگریس نے اعلیٰ تعلیم یافتہ برہمنوں کو ہی کیوں ٹکٹ دینے کے لیے چنا؟ کانگریس نے غیر برہمنوں اور اچھوت ذاتوں میں سے کم سے کم قابلیت رکھنے والوں کی امیدوار کیوں بنایا ان سوالوں کا صرف ایک ہی جواب ہے اس کا مقصد غیر برہمنوں کو اور اچھوتوں کو کانگریس وزارتوں سے دور رکھنا ایسا معلوم ہوتا ہے کانگریس نے جان بوجھ کر اعلیٰ تعلیم یافتہ برہمنوں کے مقابلے میں غیر تعلیم یافتہ غیر برہمنوں کو اہمیت دی کیونکہ حکمراں گروہ کے خیالات کی روح سے اعلیٰ تعلیم یافتہ غیر برہمنوں سے زیادہ امید رکھ سکتے ہیں اس کے دو فائدے ہیں پہلا یہ کے غیر تعلیمی یافتہ برہمن تعلیم یافتہ غیر برہمنوں کے امیدوار بنانے پر کانگریس ہائی کمان کے بہت اچھے وفادار احسان مند رہیں گے اور کانگریس میں تعلیم یافتہ غیر برہمنوں سے ملکر حکمران گروہ سے کوئی بغاوت نہ کریں دوسرے یہ کہ اگر گریجویٹ سے کم قابلیت رکھنے والا غیر برہمن کے بجائے صرف گریجویٹ چنے جائیں تو اس کا مقصد غیر قابلیت والے غیر برہمن وزارتیں بنانا مقصد تھا کانگریس کے غیر برہمن لوگ یہ نہیں جانتے کانگریس نے انہیں کیسے دھوکا دیا اور ان کو کیسے کانگریس میں ضم کرلیا۔ کانگریس بڑی مضبوطی کے ساتھ حکمراں طبقہ کی حکومت جمع رہی تھی۔

(ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی بہت مشہور تاریخی کتاب کانگریس اور گاندھی نے اچھوتوں کے لیے کیا کیا) (What Congress and Gandhi Have Done to the Untouchable)

اگر شاہومہاراج اور چھتراپتی شیواجی مہاراج کا قتل پونہ کی برہمنوں نے نہیں کیا ہوتا بھارت کی سیاست کچھ اور ہی ہوتی۔ شاہو و چھترپتی مہاراج کے قتل کے معاملہ میں الگ سے ایک کتاب لکھنے والا ہوں گاندھی نے سازش کر کے ستیہ شودھک سماج کی تحریک کو ختم کر کے کانگریس میں ضم کرلیا تھا ہم نے پہلے ہی اس کا ذکر کیا ہے گاندھی صحیح معنی میں خطرناک سازشی، دھوکہ باز آدمی تھا ہم نے یہ بھی دیکھا گاندھی نے ڈاکٹر امبیڈکر کو اقتدار میں حصہ نہ لے اس کے لیے ہر موقع پر مخالفت کی۔ دونوں گول میز کانفرنس میں ان کے خیالات وحرکات کی وجہ دنیا کے سامنے گاندھی ننگے ہو چکے تھے۔ بھارت ٹوٹنے کے بعد اس بات کا غم انہیں کھائے جارہا تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر جیسے شخص کی وجہ سے وہ جانتے تھے کہ برہمن واد ختم ہوجائے گا اسی لیے گاندھی نے وزیراعظم برطانیہ کو دھمکی آمیز خط لکھا اگر امبیڈکر کو اقتدار میں حصہ دیا جاتا ہے تو میں جان کی بازی لگادوں گا۔ مسلمان سکھ انگلیو انڈین کو محفوظ انتخابی حلقہ دیئے جاتے ہیں تو مجھے اعتراض نہیں کہ ڈاکٹر امبیڈکر کو نہیں ملنا چاہیے، گاندھی اکیلے ڈاکٹر امبیڈکر سے ہی کیوں پریشان تھے۔ گاندھی نے اپنی زندگی میں ہر ایک کو ہرانا چاہے وہ دھوکہ سے ہو یا سازش سے مگر ڈاکٹر امبیڈکر کو ہرا نہیں سکے کیونکہ ان کو ذات پات کا نظام اور برہمن واد پر گہری نظر تھی اسی لیے گاندھی کو ہمیشہ منہ توڑ جواب دیا کرتے تھے۔ ذات پات کو کس طرح ختم کیا جائے ''Annihilation of Cast'' نامی کتاب پر گاندھی نے جو تبصرہ کیا اس تبصرہ کے پس منظر میں ڈاکٹر امبیڈکر نے گاندھی کو پورا ننگا کردیا تھا جس کی وجہ سے گاندھی نے ڈاکٹر امبیڈکر کی کسی بھی کتاب پر کوئی تبصرہ نہیں کیا مگر کانگریس اور گاندھی نے اچھوتوں کے لیے کیا کیا اس کتاب کے جواب میں کرایہ کے ٹٹو کستوری رنگا ناتھم (1895ء تا 1980)

تاملناڈو کا گاندھی چیلا تھا اور دوسرا بابوجگجیون رام بہاری کو گاندھی نے خط لکھا اس کتاب کے رد میں کتاب لکھنے کو کہا مگر بات نہیں بن سکی۔ گاندھی کے خطوط سے پتہ چلتا ہے وہ اپنے لوگوں کومشورہ دیتے تھے ڈاکٹر امبیڈکر کو نہ چھیڑا جائے تو اچھا ہے۔

گاندھی نے روز زبردستی پونہ پیکٹ (پونہ معاہدہ) کیا وہاں دھوکہ بازی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ جب گاندھی نے بھوک ہڑتال شروع کی اس وقت ان کا وزن 95 پونڈ یعنی 43 کلو تھا دو دن کے اندر 40 کلو ہوگیا۔ مگر گاندھی جو غذا لیتے تھے بڑی پروٹین سے بھری ہوتی تھی ان کے کھانے کی فہرست میں نے پڑھی تب مجھے سروجنی نائیڈو کے طریقہ زندگی کی یاد آئی۔ گاندھی کو غریب دکھانے کے لیے ہزاروں روپے خرچ کرنے پڑتے تھے۔ قارئین کو گاندھی جی کی غذا کیا تھی یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں اس لیے کہ گاندھی نے پونہ پکیٹ کرکے مظلوموں کا خون ہی چوس لینا تھا یکم اکتوبر 1932ء کو گاندھی نے میرا بہن Meera Bhen اور Medlene Slade میڈلیں سلیڈ کو اپنا پیارا بھرا خط لکھا۔

میرا! کیونکہ میرے خط پابندی سے نہیں مل رہے تھے جان بوجھ کر نہیں لکھا۔ یہ خط میں بہت صبح انگور کا شربت لینے کے بعد لکھ رہا ہوں اب میں ٹھیک ہوتا رہا ہوں۔ میرا وزن 1/2 93 پونڈ تھا کل 3/4 .99 ہوگیا ہے یہ تعجب خیز ہے میں ایک یا دو دن میں چلنے کے قابل ہوجاوں گا۔ آنتوں کو اب بھی انیما Anemaia کی ضرورت پڑتی ہے پر مجھے امید ہے کہ جلد ہی معمول پر آجائے گا میری غذا اس طرح ہے۔ 8 سنترے، انگور، چار چائے کے چمچ گلوکوز پاوڈر، پاؤلیٹر دودھ، سنتروں کا رس، ٹماٹر۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی چیز ہر ڈھائی گھنٹہ کے بعد لیتا ہوں کل میں نے چرخہ کاتا پر کوئی تھکن محسوس نہیں ہوئی۔

گاندھی اپنی غذا بڑی مہنگی رکھتے تھے عام لوگوں کو دکھایا کچھ جاتا تھا حقیقت کچھ اور تھی۔ گاندھی مہاتما نہیں بلکہ سازشی تھے ڈھونگ غریب کا کرتے تھے اور برتاؤ میں الٹا گاندھی ایماندار تھے اس لیے کہ اپنے کئی گناہوں کا ثبوت بنا رکھا ہے مگر گاندھی کے چیلے چپاٹے اور مکار ہے۔ گاندھی نے کیا یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا کہہ کر گدھے کو مہاتما بناتے ہیں۔

جب گاندھی بھوک ہڑتال پر بیٹھے تب یہ گاندھی نے یہ طریقہ اپنایا اپنے پاس سب ہی لوگوں کو آنے دیا مگر برہمن جواہر لال کو نہیں ان تنازعات سے دور ہی رکھا۔ اندرا گاندھی کو ملے مگر جواہر لال سے کیوں نہیں کیونکہ نہرو دہرادون جیل میں تھے گاندھی مہاراشٹرا اور پورے دیش میں نہرو کو اس تنازعہ سے دور رکھنا چاہتے کیونکہ ایسا ہوتا تو ہر لڑائی برہمن اور اچھوٹ کے بیچ ہوجاتی تھی گاندھی نے 24 ستمبر 1932 کو جواہر لال نہرو کو خط لکھے وہ خط گاندھی اور نہرو کے اس وقت کے حالات کیا تھے سمجھنے میں مدد ملے گی۔

گاندھی نے نہرو کو خط لکھا۔

''پنڈت جواہر لال نہرو دہرادون''

امتحان کے دنوں میں میں سدا میرے فن کی آنکھوں میں سمائے رہتا ہوں تمہاری رائے جاننے کو میں بہت ہی بے چین ہوں تمہاری رائے کا میرے لیے کیا مقام ہے وہ آپ نہیں جانتے۔ گاندھی نے اپنے چہیتے نہرو سے اس مسئلہ پر اپنی رائے طلب کی ہے۔ جواہر لال نہرو نے اس کا خاص انداز میں جواب دیا آپ کے تار مخصوص انداز میں میرے کئی سوالات کے جواب مل گئے۔ مجھے راحت ملی اور میرا من بہت خوش ہوگیا۔ آپ کے بھوک ہڑتال کرنے کی فیصلہ کی خبر جان کر پہلے مجھے پریشانی ہوئی اور میری نا امیدی کو آپ کے خط سے امید بھر آئی۔ اور میرے من کو سکون ہوا۔ اچھوت ذاتوں کی

نجات کے لیے کوئی بھی قربانی زیادہ بڑی نہیں ہے۔ آزادی کو تو پسماندہ طبقات کی آزادی پر پرکھا جاتا ہے لیکن ڈر ہے کئی سوالوں کے ہمارا ایک مقصد دب نہ جائے مذہبی نقطہ نظر سے غور وفکر کر کے کچھ کہنے کے قابل نہیں ہوں یہاں خطرہ یہ ہے کہ آپ کے طریقہ کار سے کوئی دوسرا فائدہ نہ اٹھائے''۔ گاندھی کے لٹریچر میں نہرو کا یہ خط فوٹ نوٹ میں لکھا ہے مگر اس کا آخری جملہ کاٹ دیا ہے۔ ہم نے نہرو کی سوانح حیات سے لیا وہ اس طرح ہے ''لیکن میں ایک جادوگر ہو کیسے مشورہ دے سکتا ہوں'' پیارے گاندھی نے بھوک ہڑتال چھوڑنے کے بعد اس ڈرامہ پر نہرو سے رائے طلب کی اور نہرو نے اس کا جواب دیا۔ آپ اگر اس بھوک ہڑتال میں مرجاتے اپنا مقصد (برہمنوں کی آزادی) کا کیا ہوتا اچھوتوں کے چکر میں آپ چل بستے تو مذہبی نقطہ نظر سے آپ کی اس تحریک کا مطلب لیا جاتا ہے۔

یعنی مذہبی نقطہ نظر سے ہزاروں سالوں میں برہمنوں نے جو دھوکہ دہی کی وہی آپ نے پھر سے دہرادی اور ڈاکٹر امبیڈکر کو ہرا دیا نہرو کا یہ خط دکھلاتا ہے۔ نہرو نے گاندھی کو جادوگر کہا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ گاندھی نے جادوگر کی طرح لوگوں کو متاثر کیا اور اچھوتوں کے حقوق چھین لیے مگر اس کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی نہرو کی رائے سے معلوم ہوتا ہے برہمن اور بنیہ اچھوتوں کو ملنے والے کمیونل ایوارڈ کے کتنی مخالف تھے گاندھی نے زور زبردستی سے پونہ پیکٹ تھوپ دیا ڈاکٹر امبیڈکر اسی دن سے پونہ پیکٹ کے خلاف تھے اس دن گاندھی کی جان بچ گئی۔ اسی لیے سب کا منہ میٹھا کرنے کے لیے چائے دی گئی تھی ڈاکٹر امبیڈکر اس کو نہیں پیا اور وہ وہاں سے نکل گئے زندگی کے آخری لمحوں تک ڈاکٹر امبیڈکر پونہ پیکٹ اور گاندھی کی مخالفت کی۔

1942ء کو ناگپور میں آل انڈیا شیڈول کاسٹ فیڈریشن کے پہلے اجلاس میں پونہ پیکٹ کی مخالفت کرنے قرارداد منظور کی گئی اس کے بعد لکھنو میں بھی 1946ء کو پونہ پیکٹ کی مخالفت ہی نہیں بلکہ کل ہند سطح پر زور وشور سے اس کے خلاف تحریک چلانا طے کیا گیا جس کے لیے پونہ میں آر آر بھولے کی قیادت میں گیکوڑ کی قیادت میں اتر بھارت میں ہوا۔ اتر بھارت میں احتجاجیوں پر بہت ہی ظلم ڈھا گئے مگر ڈاکٹر امبیڈکر نے تحریک کو واپس نہیں لیا ناگپور اور سنٹرل پریونسی میں پونہ پیکٹ کے خلاف بہت بڑا احتجاج مسلمان اور اچھوت مل کر کیا اس کی خفیہ معلومات دوارکا پرساد مشرا جو محکمہ خفیہ کے افسر تھے اور نہرو کے خاص آدمی تھے پٹیل کو راضدارانہ طریقہ سے 9 ستمبر 1946ء کو رپورٹ بھیجی وہ اس طرح تھی۔

''ڈاکٹر امبیڈکر کے پیرو مسلسل احتجاج کررہے ہیں اور اب تک ہم نے اس کو روکنے کا طریقہ یہ اپنایا ہے لوگوں کو جیل بھیجنے کے بدلہ جرمانہ کر کے انہیں چھوڑ دیا۔ جرمانہ بھرنے پر کوئی اور طریقہ اختیار کر کے انہیں چھوڑ دیا جاتا اب وہ اجتماعی شکل میں جیل کی مانگ کررہے ہیں۔

اور شائد اہم شخصیتوں کو جیل کی راہ دکھانی پڑے گی کافی معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ بتاتے ہیں ودھان سبھا کے کانگریسی ہریجن ممبروں کو قتل کی سازش یہاں تک قاتلوں کے نام بھی معلوم ہے ودھان سبھا میں حال ہی میں انسداد غنڈہ گردی قانون کے تحت انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

ناگپور اور دوسرے مہاراشٹریائی شہر کی شانتی کے لیے جو چیز خطرناک ہے وہ امبیڈکر وادی مہاروں اور مسلمانوں کا اتحاد دونوں سماج کے قائدین ایک ہوئے ہیں اب

تک ہم دونوں کو الگ الگ رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ان علاقوں میں پولیس کا بندوبست کردیا گیا۔امراوتی میں تھوڑی مشکل کھڑی کردی گئی تھی مگر حالات کنٹرول میں ہیں''

شیڈول کاسٹ فیڈریشن کے احتجاج سے کانگریس کون سا ڈر ستا رہا تھا عوامی عزت نفس کی تحریک کچلنے کے لیے گاندھی اور نہرو نے سازش کی اچھوت ذاتوں میں دلال پیدا کئے۔ڈاکٹر امبیڈکر نے گاندھی کے خلاف پرتشدد احتجاج چلایا پونہ پیکٹ زور زبردستی سے تو کیا گیا تھا ڈاکٹر امبیڈکر کہتے ہیں کہ مجھے''روکنے کے لیے پارلیمنٹ میں نہ جائیں 29 ہریجنوں کو کانگریس نے میرے مقابلہ میں اتارا'' بابو جگجیون رام کو بنارس ہندو یونیورسٹی میں تیار کرکے ڈاکٹر امبیڈکر کے خلاف استعمال کیا مگر بعد میں بابو جگجیون رام کی حیثیت کیا رہی بنارس میں جب یہ لائبریری میں گئے تھے ان کے جانے کے وہ جگہ سدھ (پاک کرنا) کی گئی برہمن ان کو اچھوت ہی مانتے تھے شمالی بھارت میں بھی یہ نعرہ لگایا گیا تھا''قوم کا غدار کیسا ہو بابو جگجیون رام جیسا ہو''

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے ایک بار نہرو پر طنز کیا تھا اس کی وجہ سے نہرو بے چین ہوئے،لکھنو میں شیڈول کاسٹ فیڈریشن کا جلسہ تھا اس جلسہ سے نہرو کی بے چینی اور بڑی کیونکہ ڈاکٹر امبیڈکر نہ خریدے جاسکتے تھے اور نہ ہی کسی دباؤ کے آگے جھک سکتے تھے اسی لیے نہرو بہت زیادہ پریشان تھے اس جلسہ میں کیا ہونے والا ہے اس کی معلومات حاصل کرنے کے لیے اترپردیش کے گووند ولبھ پنت کو کام پر لگایا گیا تھا۔اس جلسہ میں ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا تھا''ہماری تعداد زیادہ ہے نہرو کی ذات والے کم ہے۔جمہوریت میں برہمن حکمران نہیں بن سکتے۔اچھوت اور پچھڑے ذاتوں کے لوگ ایک جگہ آجائیں تو گووند ولبھ نیت کی ذات کے لوگ ہمارے لوگوں کی جوتیوں کے ڈور کھولنے میں فخر

محسوس کریں گے''۔تقریر اس طرح کی تھی جواہر لال نہرو کو پسنت نے رپورٹ دی اور نہرو نے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر سے اس بات پر صفائی مانگی پٹیل کو بھی اس معاملہ کی جانچ کے لیے لکھا۔پٹیل کو 27اپریل 1948ء کو خط لکھ کر کہا ایک نیا مسئلہ امبیڈکر کے ذریعہ لکھنو میں حال ہی میں کی گئی تقریر ہے آپ نے یہ بات اخبار میں پڑھی ہوئی 26/اپریل کے نیشنل ہیرالڈ میں اس جلسہ کی رپورٹ آئی ہے میں سمجھ نہیں پایا کہ ایسی تقریر کرنے کے بعد امبیڈکر ہمارے وزارت میں وزیر کی حیثیت سے کیسے رہ سکتے ہیں ان کو خط لکھ رہا ہوں اس کی نقل آپ کو روانہ کر رہا ہوں ایسا نہرو نے لکھا یعنی ڈاکٹر امبیڈکر مرکزی حکومت میں وزیر رہنے کے باوجود سرکار کے خلاف بول سکتے تھے۔

نہرو نے ڈاکٹر امبیڈکر کو اس دن خط لکھا (27/اپریل 1948ء) جس میں ڈاکٹر امبیڈکر کو بہت ہی غصہ سے نہرو نے لکھا آپ نے کانگریس پارٹی پر حملہ کیا اور ہمارے کارکنوں میں اختلاف پیدا کیا اتر پردیش کی سرکار کے وزیر اعلیٰ اور ریاست کی سرکار پر حملہ سے نہرو بہت بے چین تھے۔نہرو نے یہ بھی لکھا ''معلومات کی روح سے آپ نے کیا کہا مجھے دھکے مار کر اقتدار سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں غدار کا پس منظر بابو جگجیون رام ہے۔نہرو نے اس خط میں ڈاکٹر امبیڈکر دھمکی بھی دی اگر یہی خیالات بالمشافہ ہی بتاتے تو بھی حالات آپ کے لیے میرے لیے کافی پریشانی کرنے والے ہوتے۔نہرو آگے لکھتے ہیں اگر وزیر اس طرح بولنے لگے مجلس وزراء کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی اور وزیر اعظم کو اپنی دکان سمیٹ لینا پڑتا ہے۔نہرو اپنی دکان کی بات کر رہے تھے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ڈاکٹر امبیڈکر کانگریس اور نہرو کے لیے کتنا بڑا سر درد بن گئے۔

نہرو کے خط کو بابا صاحب امبیڈکر نے فوری دوسرے دن اس کا جواب لکھا جو کہ پٹیل کے خط کا منہ توڑ جواب دیا ڈاکٹر امبیڈکر نے بہت ہی الگ انداز سے نہرو کو صاف الفاظ میں جواب دیا وہ اس طرح تھا۔

☆ کیبنٹ میں جانے کے بعد میں چپ کیوں ہوں

☆ میں کانگریس سرکار میں کیوں شامل ہوا ہوں

☆ مستقبل میں کیا کرنا چاہتا ہوں

ان تینوں مسئلوں پر ڈاکٹر امبیڈکر کی تقریر تھی اور انہوں نے نہرو کو خط میں لکھا ''یہ سچ ہے کہ میں کانگریس کا مخالف اور ناقدر رہا ہوں'' یہ میری مخالفت برائے مخالفت نہیں ہے مخالفت کا جائز جواز بنتا ہے کانگریس سے ہم نے کوئی بھی معاہدہ نہیں کیا ڈاکٹر امبیڈکر کو اپنی عزت نفس کا کتنا خیال تھا نہرو کے سامنے کبھی بھی نہیں جھکے۔ یہی کانگریس ان کے لیے پارلیمنٹ کے دروازہ ہی نہیں کھڑکیاں بھی بند کردیئے تھے۔ ڈاکٹر امبیڈکر اپنے سماج کو جو اختیارات دستور دیتا ہے کانگریس والے اس کو اہمیت نہیں دیتے اس طرح کا موقف اختیار کرنے کی وجہ سے مجبور ہوکر ان کا دستور ساز کمیٹی اور وزارت میں شامل کیا گیا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے نہرو کے سامنے کئی سوال کھڑے کیے حکومت اور انتظامیہ پر برہمنوں نے قبضہ رکھا اسی لیے ہر علاقہ میں ظلم اور زیادتی برپا ہے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کانگریس کے مخالف ہیں۔ جمہوریت میں جب اختلاف کا ہونا ضروری ہے وہی ہم کررہے ہیں مگر نہرو کو یہ بات زیادہ کھٹکتی ہے۔ ''کانگریس بٹ گئی ہے'' شائد اس لیے بھی نہرو کو پریشانی ہوئی۔ پٹیل کے نہرو کے بیچ جو ناراضگی ہے اس کی خبر امبیڈکر کو ہوگئی ہوگی۔ اسی لیے انہوں نے بابا صاحب کو خط لکھنے کے لیے کہا ہوگا خط

کے جواب میں بابا صاحب اچھوتوں اور پسماندہ طبقات کے اتحاد سے اور بالغ رائے دہی کے ذریعہ کانگریس کا صفایا ہوگا جمہوریت میں کوئی بھی سرکار مستقل نہیں رہتی۔ کانگریس کے دو اہم قائدین پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کے ذریعہ قائم سرکار تھی۔ اگر آپ متحد ہوجائیں تو آپ بھی سرکار پر قبضہ کرسکتے ہیں۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے نہرو کے سامنے کبھی نہیں جھکے عزت نفس کے ساتھ منہ توڑ جواب دیا۔ (کتاب کے آخری میں یہ ساری باتیں دی گئی ہیں)

آخر میں نہرو اور پٹیل بھی پریشان ہوگئے ان کو محسوس ہونے لگا ڈاکٹر امبیڈکر وزارت سے استعفیٰ دیں گے اسی لیے نہرو کی رائے پر پٹیل نے ایک خط لکھا میں آپ کو اس بات کا احساس دلاتا ہوں ہم میں سے کوئی بھی نہیں چاہتا کہ سرکار چھوڑ دیں ڈاکٹر امبیڈکر دشمنوں کے سامنے کبھی جھکے نہیں پونہ پیکٹ کا کافی دکھ بابا صاحب کو زندگی بھر رہا اور عزت نفس کا خیال کرکے باعزت قائد کی طرح ڈٹے رہے۔

ڈاکٹر امبیڈکر زندگی بھر کانگریس کے خلاف رہے زندگی بھر پونہ پیکٹ کی مخالفت کی پونہ پیکٹ کی وجہ سے ہمارے حقیقی نمائندے چن کر نہیں جاتے بلکہ پونہ پیکٹ سے دلال اور بھڑوے چن کر جاتے ہیں جو اپنے سماج کی وکالت نہیں کرتے بلکہ یہ برہمنوں اور ان کی پارٹی کی وکالت کرتے ہیں۔ حال ہی میں وودوراج جو بی جے پی دہلی کے یم پی ہیں انہوں نے اپنے ٹیوٹر پر پیغام دیا 25/دسمبر کو منوسمرتی چلائی نہیں ہے اور انہوں نے سوشیل میڈیا پر ایسی کوئی پوسٹ ڈالی نہیں ہے اور انہوں نے دھمکی تک دی ایسا جھوٹا پرچار کوئی اگر کرے پولیس تھانہ میں جا کر شکایتیں درج کرواؤں گا۔ ادت راج اب برہمنوں کے دودتھ (نامہ پر) راج اور رام راج ہوگئے یہ برہمنوں کے قدموں میں

کیوں گرے منوسمرتی جیسی کتاب کی شیدائی کیوں ہوگئے۔ پونہ پیکٹ نے کانگریس اور آر ایس ایس کو مضبوط کیا۔ یہ دونوں مل کر سب کو غلام بنا رہے ہیں۔

ڈاکٹر امبیڈکر بی بی سی کے نمائندہ سے کہا تھا ''جو لوگ ہمارے لوگوں کو چھونا پسند نہیں کرتے یہ لوگ پانچ سال میں ایک بار قطار میں ٹھہر کر ووٹ ڈالتے ہیں تب برابر ہوتے ہیں۔ جب ووٹ ڈال دیتے ہیں تو وہ اچھوت بن جاتے ہیں پھر سے غلامی لاگو ہوجاتی ہے پارلیمنٹ میں 131 یم پی ریاستی اسمبلیوں میں 1030 ایم ایل ایز ہیں مگر وہ کبھی بھی ST,SC کے بارے میں منہ نہیں کھولتے جبکہ وہ ST, SC کے رزرویشن کی وجہ ہی سے یم پی ایم ایل اے بنتے ہیں پونہ پیکٹ پہلے اچھوتوں پر لاگو کیا گیا تھا اور اب پسماندہ طبقات پر بھی تھوپا گیا اس کے بعد مسلمان بھی اس کے لپیٹ میں آ گئے۔ پونہ پیکٹ آج بھی ہمارے لیے مسئلہ ہے۔ نئے طریقے سے اس پر عمل آوری ہورہی ہے آبادی کے لحاظ سے جن کی آبادی زیادہ ہے وہ پسماندہ طبقات کے لوگوں کو بھی بولنے کی آزادی نہیں ہے۔ پسماندہ طبقات کے لوگوں کی حالت اور بھی بری ہے سابقہ میں جنوبی بھارت کے کسان اپنا مسئلہ لے کر بی جے پی کے دفتر پر گئے مگر ان کی کوئی بات نہیں سنی گئی۔ آخر میں تو جنتر منتر پر جمع ہوکر چاول زمین پر ڈال کر کھایا مگر اس طرح کے احتجاج کا حکومت نہ میڈیا نے توجہ دی مجبور کسان اپنا پیشاب بوتل میں بھر کر پیا مگر حسب اختلاف اور حکومت نے اور کسی نے بھی ان کی تائید نہیں کی نہ کوئی ایم پی پارلیمنٹ میں ان کے مسئلہ کو اٹھایا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے پونہ پیکٹ سے آر ایس ایس اور برہمن واد مضبوط ہوا۔

پسماندہ طبقات کے ساتھ بار بار دھوکہ بازی کی گئی IAS کے امتحان میں

پسماندہ طبقات کے لڑکے زیادہ تعداد میں چنے گئے۔ نریندر مودی کی سرکار نے کریملیئر Creamylayar کو بنیاد بنا کر ان کو روک دیا اور ان کی پوسٹنگ نہیں کی گئی۔ بی جے پی کے لوگ نریندر مودی پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں کہہ کر خوب پرچار کرتے ہیں مگر وہی مودی نے انہی طبقات کو دھوکہ دیا جس کی وہ نمائندگی کا دعویٰ کرنے میں پسماندہ طبقات کے ساتھ جس طرح کانگریس نے بار بار دھوکہ کیا اسی طرح آر ایس ایس اور بی جے پی بھی کر رہی ہے۔

کانگریس EVM کے ذریعہ برہمن راج کو بہت زیادہ مضبوط کیا اس کے بعد سبرامنیم سوامی نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ کانگریس بار بار کیوں جیتی ہے تو معلوم ہوا الیکشن کمیشن کی مدد سے EVM کے ذریعہ الیکشن جیتی ہے۔ الیکشن کمیشن عدالت کانگریس اور بی جے پی نے مل کر معاہدہ کیا کانگریس اور بی جے پی آپس میں مل کر راج کرنے کا پلان بنایا۔ سبرامنیم سوامی نے ثابت کر دیا EVM میں چھیڑ چھاڑ ممکن ہے اسی لیے اس مشین کے Voter Verification Paper Audit Trial (VVPAT) کو جوڑا جائے۔ ایسا فیصلہ 2013 میں عدالت نے دیا اب تک یہ طریقہ کار سارے بھارت میں لاگو نہیں کیا گیا۔

اب ایسا قانون بنایا گیا ہے دوبارہ گنتی کرنے کی مانگ بھی دوسرے نمبر پر آنے والی پارٹی کو ہی اس کا حق ہوگا۔ کانگریس اگر دوسری نمبر کی پارٹی ہے تو وہ بی جے پی کے خلاف نہیں جائے گی۔

کانگریس، بی جے پی EVM میں گڑ بڑ کر کے الیکشن جیتی ہے یہ کمیونسٹ پارٹی کے لوگ بھی نہیں بولتے برہمن چاہے وہ کسی بھی پارٹی کا کیوں نہ ہو برہمنوں کی مخالفت

کبھی نہیں کرتا۔ بی جے پی کے ناراض قائدین ارون شوریٰ اور یشونت سنہا نے کچھ بغاوت کے سر نکالے۔ گجرات چناؤ پر انہوں نے کہا EVM کے ذریعہ ہی الیکشن جیتا گیا ہے مگر بعد میں ان کی آواز بند کردی گئی۔ اقتدار کی جنگ میں انہوں نے سچائی بیان کردی بعد میں وہ غائب ہوگئے EVM سے برہمن واد طاقتور بن گیا۔ کانگریس کی مدد کے بغیر بی جے پی اقتدار میں آسکتی یہ سب پونہ پیکٹ کا نتیجہ ہے پونہ پیکٹ کی وجہ سے EVM کے خلاف بی جے پی اور کانگریس کے ST, SC, BC,OBC اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے یم پی، ایم ایل اے اپنا منہ نہیں کھولتے ڈاکٹر امبیڈکر 1956ء پونہ پیکٹ کی سازش کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا SC, ST کے ایم پی ایم ایل اے جو چن کر جاتے ہیں وہ اپنا منہ تک نہیں کھولتے وہی حالات آج بھی قائم ہے۔ پسماندہ طبقات کے قائدین یم پی ایم ایل ایز کبھی بھی EVM کے خلاف آج تک کچھ بولے ایسی نظیر نہیں ملتی۔ لالو پرساد یادو کو جیل میں ڈال دیا۔ برجیش مشرا کو بری کردیا۔ اس میں ملائم سنگھ یادو، اکھلیش یادو، بہن مایاوتی کو یہ پیغام دیا گیا اگر آپ لوگ آر ایس ایس بی جے پی کے خلاف کچھ بولیں گے تو آپ لوگوں کے ساتھ یہی ہوسکتا ہے آپ کے لیے جیل کا دروازہ دور نہیں ہے۔ لالو کو جیل میں ڈالنے کے بعد بہن مایاوتی، ادت راج (رام راج)، رام ولاس پاسوان، رام داس اتھالے یہ سب کو آر ایس ایس کے سیوئم سیوک بن کر موہن بھاگوت کی خدمت کررہے ہیں اس کا نتیجہ ہے یہ سب اتنے لاچار ہیں اپنا منہ تک اپنی مرضی سے نہیں کھولتے پھر بھی وفاداری نبھائے جارہے ہیں خدمت انجام دیئے جارہے ہیں۔

پونہ پیکٹ سے آر ایس ایس اتنا طاقتور ہوا کے پسماندہ طبقات کے قائد گوپی ناتھ منڈے جی کا قتل دہلی میں ہوا اس پر پسماندہ طبقات کے لوگوں نے آواز

اٹھائی تو مجبور ہوکر اس کی جانچ کرنے کے احکام جاری کئے گئے پھر کیا ہوا وہی ہوا جو بی جے پی کو چاہیے تھا مخالفت کو دبا دیا جائے اس کے لیے ایک ناٹک تھا۔

گوپی ناتھ منڈے کا قتل اس بات کا ثبوت ہے پونہ پیکٹ آر ایس ایس مضبوط ہوا اور وہ جسے چاہے اس کا قتل کر سکتے ہیں سیاسی لوگوں کا ہی قتل نہیں بلکہ ادبی جرنلسٹ انقلابی لوگوں کا بھی جیسے۔ یم یم کلبرگی گووبند پنسار یگایت اندولن کی تائید کرنے کی وجہ سے گوری لنکیش کا بھی قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کی تحقیقات کون کر رہا ہے جنہوں نے اس کام انجام دیا وہی لوگ اس دیش میں جو انتہا پرست طاقتیں طاقتور ہونے کی وجہ سے پونہ پیکٹ ہے۔

آج ہمارا عدالتی نظام پوری طرح رشوت خور ہو چکا ہے اور اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ سپریم کورٹ جس پر چار وکلاء نے الزام لگایا حکومت کے دباؤ کے تحت وہ فیصلہ کرتے ہیں موجودہ سابقہ سب ہی رشوت خور ہیں اس طرح کا الزام وکلاء نے لگایا اس دوران سوشیل میڈیا گوگل میں ایک خبر آئی تھی ہماری عدالتیں بی جے پی کے ہاتھوں کھلونہ بن گئی ہیں۔ اروناچل پردیش کے سابق چیف منسٹر کالیکواپول Kalikhopul نے 9/اگست 2016ء کو خودکشی کی تھی اور انہوں نے خودکشی نوٹ میں لکھا تھا خبر کے مطابق ''سپریم کورٹ میں چلتے ایک مقدمہ میں فیصلہ ان کے حق میں صادر ہو اس کے لیے جج ادتیہ ناتھ مشرا نے 37 کروڑ روپیوں کی مانگ کی تھی۔ ادتیہ ناتھ مشرا چیف جسٹس دیپک مشرا کے بھائی ہیں 2016ء میں اروناچل پردیش میں سیاسی اتل پتل ہو رہی تھی کالیکوپول باغی گروہ کی قیادت کر رہے تھے سپریم کورٹ کے فیصلے پر ان کو اپنی کرسی چھوڑنی پڑی تھی۔ کالیکوپل نے خودکشی سے پہلے کیا لکھا تھا؟ کالیکوایول چار ججوں پر الزام لگایا انہوں نے لکھا سپریم کورٹ میں چل رہے مقدمہ کے فیصلہ ان کے حق میں دینے کے

لیے سابق چیف جسٹس کے بیٹے رام اوتار شرما نے ان کے ساتھیوں سے کہا کہ 49 کروڑ روپیوں کی مانگ کی۔موجودہ چیف جسٹس کے بھائی ادتیہ ناتھ مشرا 37 کروڑ کی مانگ کی سابق چیف جسٹس ایچ۔ ایل۔ دتسو نے 28 کروڑ، الماس کبیر نے 36 کروڑ یعنی کل ملاکر 150 کروڑ کی مانگ کی گئی تھی وہ ان سب کا مطالبہ پورا نہیں کر سکے تھے اسی لیے فیصلہ ان کے خلاف آیا ہوگا ہمارا عدالتی نظام کتنا رشوت خور ہوگیا ہے اور رشوت کا چلن عام ہوگیا ہے اس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے یہ نتیجہ ہے پونہ پیکٹ کا پونہ پیکٹ کی وجہ سے آر ایس ایس مضبوط ہوا اسی لیے آر ایس ایس کے دہشت گردوں کو ہر وقت رہا کردیا جاتا ہے جنہوں نے بابا صاحب کے بنائے ہوئے دستور کو ختم کر کے منوسمرتی کا قانون نافذ کرنے کے لیے پورے دیش میں بم بلاسٹ کئے اب یہ دہشت گرد دیش بھکتی کے نام پر گھوم رہے ہیں پونہ پیکٹ کی وجہ سے ہمارے دیش میں دہشت گردی بڑی یہ دہشت گردی آزادی کے بعد شروع ہوئی اس دہشت گردی کو پونہ پیکٹ نے مضبوط کیا۔

نہرو کے وقت کروڑوں روپیوں کے گھٹالے ہوتے تھے نہرو اور ولبھ سنت ان کو ہوشیاری سے دبا دیتے تھے اس زمانہ میں جان میتھائی John Mathi کی وجہ اسیا ہی ایک مسئلہ پرچار میں آیا اب یہ گھوٹالے اربوں اور کروڑوں میں ہوتے ہیں اس دیش کا اصل مسئلہ نہیں ہے یہ صرف انجام ہے۔ اصلی وجہہ 3% فیصد برہمنوں کا بلاشرکت غیر انتظامیہ عدلیہ اور حکومت پر قبضہ مکمل نظام ان کے قبضہ میں ہے شعبہ میڈیا تو آر ایس ایس اور بی جے پی کی داشتہ بن کر کام کررہے ہیں جبکہ میڈیا کو جمہوریت کا چوتھا ستون مانا جاتا ہے مگر اب وہ بی جے پی اور آر ایس ایس کے اشاروں پر کام کررہا ہے انہیں جمہوریت کی کوئی فکر نہیں ہے بلکہ برہمن واد کو مضبوط کرنے کی فکر زیادہ TV چینل پر

کرایہ کے صحافی بلائے جاتے ہیں اور وہ برہمنی نظام کو طاقت پہنچانا کا کام کر کے اپنی روٹی حلال کرتے ہیں بھارت میں بھوک مری سے لوگ مرے ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں دنیا میں بھوک مری کے مقابلہ میں بھارت اول نمبر پر آجائے کوئی فکر ہے نہ غم بھارت میں نسلی بھید بھاؤ سب سے زیادہ ہے۔

بھوک مری کی اموات شرح سب سے زیادہ ہے اب دیش میں جمہوریت ختم ہوگئی اس کی وجہ ہے تو وہ پونہ پکیٹ۔

مجھے اس وقت کا کا کالیر کر پونہ کے کالے برہمن ہیڈ گیوار کی بات یاد آتی ہے کا کا کالیر کرنے جب بھارت کو آزادی ملی اس پر اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ''قابل لوگوں کے ذریعہ زیر سایہ رہ کر ان کی محافظت میں رہ کر اپنی زندگی سکون سے گزارنا یہاں کے لوگوں کا مزاج رہا ہے کسی زمانہ میں برہمنوں کے زیر تسلط رہے زبان اور تہذیب کا اثر قبول کیا تھا بعد میں جب اقتدار تبدیل ہوا تو عرب فارسی اور انگریزوں کو بھی اپنا آقا قبول کیا۔عوام کو جن لوگوں کے پاس اپنا غلام بنانے کا ملکہ ہوتا ہے انہیں اگر ہم کوئی پرانا نام دینا چاہتے ہیں وہ برہمن ہی کہہ سکتے ہیں۔ انگریزوں کے دور حکومت میں اپنے آپ کو برہمن کہنے والے انگریز ہی تھے یہ بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے تھے آج کے بھارت میں ہم ہی برہمن ہیں۔ Weare the Brahaman of India today آزاد بھارت میں بھی انہیں برہمن کا راج چل رہا ہے حکومت کسی بھی مذہب ذات اور ملک والوں کی کیوں نہ ہو اقتدار تو انہی کے ہاتھوں میں ہے تعلیمی نظام ہو یا عوام کو قابو میں رکھنے والا میڈیا ان ہی کے ہاتھوں کا کھلونہ ہے کا کا کالیر کر اس وقت بڑے فخر سے کہا تھا ''پارلیمنٹ انتظامیہ عدلیہ اور میڈیا پر برہمنوں کا ہی قبضہ ہے'' یہ سب

کیوں ہوا اس کی ایک ہی وجہ ہے پونہ پیکٹ

ابھی کچھ مہینے پہلے کرناٹک کے اننت ہیگڑے نے بھارت کے دستور کے وقار کو مجروح کیا تھا اور یہ کہا تھا ''ہم پارلیمنٹ میں چن کر اس لیے گئے ہیں وہاں جا کر دستور تبدیل کریں گے'' ابھی حال ہی میں اس نے SC, ST لوگوں کو کتا کہا۔ بی جے پی کے برہمنوں کو کالریکر کی طرح محسوس ہو رہا ہے کہ برہمنوں کا راج بھارت میں جمہوریت کا راج افواہ ہے۔ برہمنوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے روز اول ہی سے یہ دستور کے خلاف رہے ہیں۔ برہمنوں سے کوئی تبدیلی کی امید نہیں رکھ سکتے۔ کالیر کر اور ہیگڈے کی بات سن کر مجھے بابا صاحب امبیڈکر کی وہ بات یاد آتی ہے جو انہوں نے پونہ پیکٹ اور برہمنوں کی تاریخ بتانے کے لیے کانگریس اور گاندھی نے اچھوتوں کے لیے کیا کیا؟ کتاب لکھی تھی اس میں وہ کہتے ہیں ''برہمن۔ بہوجن سماج کے شودرں اور آتی شودرں کے سب سے زیادہ دشمن ہیں ذات پات کے نظام کی وجہ سے اچھوتوں کو وہ پسند نہیں کرتے ایسے خیالات کی وجہ سے ان پر نظر ڈالنا بھی نہ پسندیدہ ہے کیوں کہ وہی ان کا دھرم ہے یہ دھرم اس بات کی تعلیم دیتا ہے مختلف ملکوں کے غیر معمولی ذہین فطرت کے لوگوں نے سماج کے فائدہ کے لیے قانون بنائے ان سے برہمنوں کے بنائے ہوئے قانون کا تقابل کریں تو برہمنوں کے قانون کی تاریخ کالے قانون کی تاریخ ہے دنیا کے کسی بھی باشعور لوگ اپنے عقل کا استعمال ایسا نہیں کیا جیسے برہمنوں نے کیا برہمنوں نے اس دیش کی عوام کو جاہل رکھا جاہل عوام کو جاہلیت کے غار میں ڈھکیل کر اس کے ساتھ غربت بھی ان پر ڈال دی داشتائیں اپنے جسم کا استعمال کرتے ہیں برہمن وہی کام اپنی عقل سے لیتے ہیں'' ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی بات آج کے دور میں بھی 200% فیصد صحیح لگتی ہے۔

باب ۔ 5
بابری مسجد کس نے گرائی

بابری مسجد کا جھگڑا نہرو نے کیسے اور کیوں پیدا کیا یہ بات ہم پچھلے باب میں دیکھ چکے ہیں۔ نہرو دستور کے خلاف تھے کیونکہ دستور کی بنیاد مظلوموں کے حق میں نہرو نے ہی دستور تدوین جدید کے نام سورن سنہا آیوگ قانون بتایا تھا دستور میں ترمیم کی بات آنے تک ڈاکٹر امبیڈکر زندہ تھے کانگریس کے برہمن اور آر ایس ایس کے برہمن بنیادی حقوق کی مخالفت کر رہے تھے اس وقت ڈاکٹر امبیڈکر نے کانگریسیوں کے منہ پر کہا تھا ''جو کانگریس کے لوگ آزادی کی بات کرتے تھے وہ عوام کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ ان کی بنیادی حقوق کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ بنیادی حقوق میں آزادی چھپی ہوئی ہے برہمن بنیادی حقوق کی مخالفت اس لیے کر رہے تھے کیونکہ یہ ذات پات کے نظام برہمنی ویوستھا کے لیے خطرہ ہے ایک ساتھ دو مخالف نظریہ کام نہیں کرتے نہرو نے ایک طرف آر ایس ایس پر سے پابندی ہٹادی اور ساورکر کو جو گاندھی کے قتل میں مددگار تھے انہیں سزا نہیں دی پھانسی نہیں دی جبکہ قاتلوں کے گروپ فوٹوں میں وہ موجود تھے۔ گاندھی کے قتل میں ملوث ہونے کے اور کئی ثبوت ہونے کے باوجود ان کو بری کردیا گیا۔ گاندھی کا قتل درحقیقت برہمن ویوستھا کو بچانے کے لیے ضروری تھا۔

سنگھ پر جو پابندی ہٹائی گئی وہ ایک معاہدہ کے تحت تھے ساورکر نے ابھینو بھارت Abhinav Bharat نامی تنظیم بنائی تھی اسے انہوں نے 1952ء میں آر ایس ایس میں ضم کردیا۔ صحافی بھٹ، گولوالکر اور ساورکر وہاں موجود تھے۔ اس وقت پونہ میں

سنگھ کا تربیتی کیمپ چل رہا تھا یہ بات اس لیے درج کررہا ہوں گولوالکر اور ساورکر کو اسی بنیاد پر گاندھی کے قتل کا مجرم نہیں مانا گیا گوڈسے کو آر ایس ایس نے مہاپرش عظیم شخصیت کہا مگر کانگریس نے کبھی مخالفت نہیں کی۔ آر ایس ایس نے ہمیشہ کانگریس کے ساتھ سمجھوتہ کرکے آپسی سمجھ داری سے کبھی تائید اور کبھی مخالفت کا ڈھونگ رچاتی رہی ہے اسی لیے وہ میڈیا پر آپس میں جھگڑے نظر آنے میں تنقیدی بیان اخبارس میں دیئے جاتے ہیں مگر پارلیمنٹ میں جتنے دستور کے خلاف بل پاس ہوئے وہ سب بی جے پی کے خلاف ہنگامہ کا ناٹک کرکے مگر کانگریس کی تائید سے ہی سارے بل پاس ہوئے۔

نہرو کے بعد اندر گاندھی کا گولوالکر کے ساتھ معاہدہ تھا اس کے خلاف جئے پرکاش نارائن نے مورچہ کھولا اور جنتا پارٹی بنا کر کانگریس کے لیے ایک بڑا مسئلہ کھڑا کردیا تب اس جنتا پارٹی میں آر ایس ایس کے لوگ داخل ہوئے۔

واجپائی بھی ایک تھے بعد میں جنتا پارٹی کی حالت یہ ہوگئی انہیں کوئی پوچھتا تک نہیں تھا آر ایس ایس کے لوگوں نے جنتا پارٹی پر مکمل قبضہ کرلیا جھگڑے پیدا کرکے بعد میں عوام میں جنتا پارٹی کا نام بہت ہی مشہور ہوا تھا اور ہر خاص و عام کی زبان پر تھا اس کا فائدہ اٹھانے کے لیے آر ایس ایس نے نئی پارٹی بھارتیہ جنتا پارٹی بنائی ان کی پرانی پارٹی جن سنگھ کو ضم کرکے اس طرح بی جے پی کی تاریخ ہے۔ گولوالکر اندرا گاندھی کے تائیدی تھے۔ اندرا گاندھی تروپتی کی مندر میں گئی تھی تب بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہوا تھا ازروئے دھرم ایک عورت کا مندر میں داخل ہونا بڑا پاپ مانا جاتا ہے آج بھی کئی مندروں میں عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ اندرا گاندھی جب تروپتی کے مندر میں گئی تھیں اس وقت مدھورائی میں آر ایس ایس کا کیڈر کیمپ چل رہا تھا وہاں پر سب کے درمیان

گفتگو چل رہی تھی سنگھ کے ایک برہمن نے اندرا گاندھی کے مندر میں داخلہ کا مسئلہ چھیڑ دیا اور کہا کہ یہ ووٹ حاصل کرنے کے لیے کیا گیا ایسا تبصرہ کیا اتنا سن کر گولوالکر بھڑک اٹھے اور اندرا گاندھی کی تائید کی۔ اس بات کو وجئے بہادر سنگھ نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے ''وہ سنتے ہی سرگرو جی نے کہا یہ تبصرہ تو بڑی تنگ دلی سے کیا گیا ہے'' شریمتی اندرا گاندھی ان کی زندگی میں بڑے اچھے رسم و رواج سے ان کا سنسکار ہوا ہے ان کی ماں شریمتی کملا نہرو بڑی راسق العقیدہ ہندو تھی اور ولور مٹھ کی معتقد تھیں اسی لیے وہ وہاں پابندی سے جایا کرتی تھیں اور اپنے ساتھ ننھی منی اندرا گاندھی کو بھی ساتھ لے جایا کرتی تھیں وہاں بہت سارے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے اپنا بھارتیا سماج بڑا مذہبی ہے۔ اندرا گاندھی کا مندر میں جا کر مذہبی روایات وطریقہ سے پوجا کرنا عوام مذہبی تقدس کا احترام کرنا ہے ان کا یہ کام ذمہ داری عوامی رہنما کی حیثیت سے ہوا شری گرو جی کے ان خیالات کو سن کر موجودہ لوگ تعجب کرنے لگے ان کو یہ اندازہ نہیں تھا گرو جی کا نظریہ اتنا واضح اور اس کا اختتام اتنا عظیم ہوگا (وجئے بہادر سنگھ کی یادداشت صفحہ نمبر 54)'' جس سے برہمن واد مضبوط ہوتا ہے وہی کام کانگریس اور وہی کام آر ایس ایس نے کیا۔ آر ایس ایس اور کانگریس میں جھگڑے بھی ہوئے تو وہ بھی آپسی سمجھداری سے جس سے مذہبی منافرت پھیلے اور SC, ST,BC کو ہندو بنا کر برہمنزم کے لیے ان کا استعمال کیا جائے۔ کانگریس کبھی سیکولر تھی اور نہ ہے۔ آر ایس ایس اور کانگریس دونوں فرقہ پرست ہیں۔ لوگوں کو سیکولر اور کمیونل کے نام دے کر جنتا کو بھڑکایا جاتا ہے تاکہ اقلیت میں رہنے والے برہمن دیش پر راج کرسکیں۔

رام مندر کا مسئلہ کانگریس کا مسئلہ ہے اسے آر ایس ایس اور کانگریس چلا رہی

ہے دونوں بھارت کی جنتا کو ووٹ کے لیے بے وقوف بنارہے ہیں اور عام عوام معلومات کی کمی اور ناواقفیت کی وجہ سے بے وقوف بن رہے ہیں۔ VHP نے رام مندر کے نام پر جو چندہ جمع کیا اس کا حساب کتاب اور نہ اس کی آڈٹ آج تک نہیں ہوئی انکم ٹیکس کے ایک نامزد افسر کو آر ایس ایس اور کانگریس نے مل کر چنا اور مسئلہ رفع دفع کردیا۔ منڈل کمیشن کا مسئلہ پسماندہ طبقات کے ریزویشن کا مسئلہ تھا جسے نہرو نے اپنی زندگی میں حل نہیں کیا اور اس کو مزید الجھا دیا۔ کاکا کالیر کر کمیشن کی رپورٹ کی پارلیمنٹری بورڈ پر آنے نہیں دیا۔ اندرا گاندھی نہرو کی جائز اولاد تھی۔ باپ نے OBC کا مسئلہ حل نہیں کیا تو وہ کیسے حل کرتی؟

منڈل تحریک کو دبانے کے لیے اندرا گاندھی نے ملٹری کا استعمال کرکے سکھوں پر ایکشن کروایا اس کا ایک نام ویا آپریشن بلو اسٹار۔ تاکہ OBC کا مسئلہ دب جائے اس اقدام کے نتیجہ میں اندرا گاندھی ماری گئی اس کے بعد راجیو گاندھی آئے جو پیشہ کے اعتبار سے پائلٹ تھے۔ سیاست میں آکر ملک کے پائلٹ بن گئے مکمل اکثریت سے ان کی حکومت بنتی راجیو گاندھی کو وزیراعظم بنانے کے لیے آر ایس ایس نے تائید کی۔ راجیو گاندھی اور آر ایس ایس کے درمیان وسنت ساٹھے کے ذریعہ معاہدہ ہوا اسی لیے آر ایس ایس نے کانگریس کی تائید کی۔ کانگریس اور آر ایس ایس کبھی الگ نہیں۔

ریزرویشن کی مخالفت نہرو کانگریسی ریاستی وزرائے اعلیٰ کو خفیہ خط لکھا کر کہا تھا اور اس میں کہا ''ریزرویشن پالیسی پر عمل مت کرو کیونکہ اس سے ایک ملک میں دو الگ الگ ملک بن جاتے ہیں''۔ نہرو نے ہی نے بیساکھی کہہ کر ریزرویشن کی مخالفت کی تھی گولوالکر آر ایس ایس نہرو اور آج کے بھاگوت کی بولی میں کیا فرق ہے؟ کانگریس اور آر

ایس ایس کا ایک ہی مقصد ہے وہ ہے بھارت کا دستور ختم کر کے منوسمرتی کا راج لانا۔ اندرگاندھی کی یہی روایات کو راجیو گاندھی نے آگے بڑھایا ایک خاص بات یہ ہے کہ برہمن ویوستھا قائم رہے اسی لیے کانگریس اور آر ایس ایس نے کئی مسئلہ چھیڑتی رہی اور چلاتی رہی۔ راجیو جنوبی بھارت میں دہشت گردوں سے معاہدہ کیا تھا بعد میں ان بن ہوئی۔ راجیو گاندھی کو بدلے کی آگ میں جل رہی ایک عورت نے اپنے آپ کو بم بن کر گلے میں ہار پہنانے کے بہانے راجیو گاندھی کو بم سے اڑادیا۔ جسے راجیو گاندھی کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ راج گھاٹ میں جلانے کے لیے ایک ٹکڑا بھی نہیں ملا۔ راجیو گاندھی کا مارا جانہ بھی OBC کے مسئلہ کو دبانا۔ اس دیش میں سچی تاریخ کو بار بار چھپایا گیا ہے۔ منڈل کمیشن کو دبانے کے لیے رام مندر کا مسئلہ اچھالا گیا۔ سرکاری چینل کے ذریعہ راما نند ساگر کی رامائن کو دیش کے گھر گھر میں بتائی گئی۔ نہرو نے بابری مسجد کے اندر رام چندر جی کی مورتیاں رکھوائی، راجیو گاندھی نے 19/نومبر 1989ء کو متنازعہ مقام کا تالا کھلوایا اور شیلانیاس کر کے الیکشن کے پرچار کا آغاز کیا۔ کانگریس کی حکومت میں بابری مسجد توڑی گئی۔ سونیا گاندھی کے بیٹے نے ایسا بیان دیا''اگر وہاں گاندھی خاندان کا کوئی شخص ہوتا تو بابری مسجد نہیں گرتی''۔ ارے یہ مسئلہ تو نہرو نے کھڑا کیا۔ راجیو نے تو تالا کھول کر شیلانیاس کیا۔ اتر پردیش 2017ء الیکشن سے پہلے رہل گاندھی نے ایسا بیان دیا کہ جو متنازعہ جگہ ہے وہاں جا کر برہمنوں کو بیٹھا کر یگنیا کیا اور ابھی راہل گاندھی کہہ رہے کہ جہاں جہاں بھی مندر میں گئے وہاں وہاں رام کی مورتی رکھوائیں گے۔ بابری مسجد کو گرا کر وہاں تو مندر بنایا جاچکا ہے۔ اب صرف عمارت بننا باقی ہے یہی مسئلہ ہے مشہور صحافی کلدیپ نیر نے اپنی سوانح حیات میں اس بات کا ذکر کیا کہ بابری مسجد کے

ڈھانے کا پروگرام پی۔وی۔نرسمہا راؤ کے علم میں تھا مسجد کو ڈھایا گیا اس میں ان کی سرکار کا ہاتھ تھا۔

''میری اپنی رائے ہے کہ اس مسجد کو ڈھانے میں پی وی نرسمہا راؤ اور ہندو تنظیموں سے ان کی ملی بھگت تھی۔ جب مسجد ڈھائی جارہی تھی یہ پوجا پاٹ میں مصروف تھے مسجد ڈھانے کے بعد پی وی نرسمہا راؤ پوجا سے اٹھے۔ سوشلسٹ قائد مادھو لمارے Madhu Limare نے مجھے بتایا تھا کہ پوجا کے دوران پی وی نرسمہا راؤ کے ایک ساتھی نے ان کے کان میں کہا مسجد ڈھائی جاچکی ہے اس کے بعد وہ جلدی پوجا ختم کردیئے''۔

کلدیپ نیر کافی مشہور صحافی ہیں انہوں نے اپنی سوانح حیات میں لکھا نرسمہا راؤ کو پوری خبر تھی کہ بابری مسجد کب ڈھائی جائے گی یہاں تک کہ وہاں پر چھوٹا سا مندر بنوانے کے لیے پی وی نرسمہا راؤ نے ساتھ دیا اورحتی المقدور مدد کی۔انہوں نے مرکزی فورس کو وہاں جان بوجھ کر جانے نہیں دیا اور یہ دعویٰ کرتے رہے کہ جو چھوٹا سا مندر بنایا گیا ہے وہ زیادہ دنوں تک نہیں ٹک پائے گا مگر اب آر ایس ایس نے تو اس جگہ پر اپنا مکمل قبضہ جمالیا ہے۔ برہمن ہمیشہ سازش میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔نرسمہا راؤ نے کلدیپ نائیر سے کہا وہ مسجد کے علاوہ کیا ہوسکتی ہے اور پھر کانگریس نے مسجد کو توڑنے کے لیے ساتھ دیا ابھی بھی راہل گاندھی کو موہن بھاگوت کھل کر تائید کرتے ہیں اس دیش میں کانگریس نے ہی آر ایس ایس کو مضبوط کیا ہے اوراب آر ایس ایس کانگریس کو مرنے نہیں دے رہی ہے بلکہ زندہ رکھے ہوئے ہے کہ گجرات کا الیکشن ہوتے ہی راہل گاندھی اور ان کا خاندان وڈھرا ،من موہن مکرجی اور تمام سرمایہ دار جو 2G سپکٹرم گھوٹالے میں

شامل تھے ان سب کو بچالیا گیا اور لالو پرساد یادو کو جیل بھیج دیا گیا۔ عدالت پر دباؤ ڈال کر فیصلے کرایا جاتے ہیں یہ بات ان چار ججوں ظاہر کی یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس دیش میں عدلیہ مکمل طور پر رشوت خور ہوگئی ہے اور اس کے لیے کانگریس نے آر ایس ایس کی مدد کی تب ہی یہ ممکن ہوسکا۔

بھارت میں حزب اختلاف ختم ہوگیا ہے کانگریس بی جے پی کا نعم البدل نہیں ہوسکتا کمیونسٹ بھی نہیں درحقیقت تینوں پارٹیوں کا DNA ایک ہی ہے یہ سب برہمنوں کے پارٹیاں میں اور برہمن کبھی بھی برہمن واد کو ختم نہیں کرنا چاہتا بابری مسجد کا مسئلہ باہر حل کیا جائے اس کے لیے سری سری روی شنکر نام کا سادھو کروڑوں روپیوں کا لالچ دے رہا ہے اس دیش کی عظیم عدالت کے جج اس بابا کی گاڑی کا دروازہ کھول کر استقبال کرتے ہیں ایک محترم جج آسارام بابو جیسے گناہگار کے سامنے جھک رہے ہیں۔ 2019ء میں پھر سے بابری مسجد، رام مندر کا مسئلہ اچھالا جائے گا۔ کانگریس اور آر ایس ایس اس دیش میں منوسمرتی کا راج قائم کر چکے ہیں بس اس بات کا اعلان کرنا باقی ہے برہمنوں نے دیش برباد کیا ہے۔ اگر اس دیش کو اور جمہوریت کو بچانا ہے تو EVM کو ہٹانا ہوگا برہمن اسے ہٹنے نہیں دیں گے اس کے لیے قومی سطح پر عوامی احتجاج کرنا پڑے گا۔ تحریک اور عوامی تحریک کے ذریعہ ہی جمہوریت اور ملک کو بچایا جاسکتا ہے ورنہ اس غیر ملکی یوریشین برہمنوں کے لیے منوسمرتی راج کو مضبوط کرنے کا موقع ملے گا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے بام سیف اور بھارت مکتی مورچہ ملک گیر سطح پر عوامی احتجاج منظّم کرتی ہے۔

ضمیمہ

ضمیمہ۔ 1

ورن اور ذات پات کے نظام کی تائید میں۔ گاندھی

گاندھی ورن اور جاتی کے کٹر تائیدی تھے۔ گاندھی کے خیالات منوسمرتی کی تائید میں تھے۔ گاندھی کا سوراج برہمن بنیاوں (کومٹی جو عام طور پر تجارت کرتے ہیں) کا راج تھا یعنی رام راج گاندھی نے زندگی بھر ان نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوشش کرتے رہے گاندھی کے نظریات عدم مساوات ذات پات کے غیر انسانی نظام کو فروغ دینے اور قائم رکھتے اور ان کو عوام میں چلن کو عام کرنے کے لیے تھے۔

گاندھی کہتے ہیں اگر ورن ویوستھا طبقاتی نظام نہ ہوتا تو وہ مارے جاتے گاندھی کا یہ کہنا تھا ہر شخص کو اپنے پیدائشی پیشوؤں کو ہی اپنانا چاہیے مگر گاندھی بنیا تھے انہیں تو گڑ اور املی بیچنا تھا مگر وہ سیاست کرتے تھے بلکہ انہوں نے کوئی اپنا آبائی دھندہ کیا ہی نہیں گاندھی ورن ویوستھا میں تیسرے درجہ کے تھے مگر برہمنوں کی قیادت کرنے کے لیے کوشاں رہے اور اپنی قیادت منوانے کے لیے برہمنوں کی چاپلوسی کرتے تھے ایک موقع پر گاندھی نے کہا ''میں مدن موہن مالویا کے پاؤں دھوکر پیوں گا'' اس سے برہمن خوش ہوئے اور ان کو اپنے سر پر بٹھالیا گاندھی کے بھگت کہتے ہیں گاندھی اپنی آخری زندگی میں تبدیل ہوگئے تھے یہ غلط ہے جب دستور ساز اسمبلی کا الیکشن آیا تو گاندھی نے ڈاکٹر امبیڈکر کے لیے دستور ساز اسمبلی کے دروازہ ہی بلکہ کھڑکیاں بھی بند کردیں یہ بات پٹیل کے ذریعہ کہلوایا اس وقت ایک بھنگی (مہتر) گریجویٹ نے گاندھی جی سے گذارش کی اچھوتوں کی نمائندگی کرنے کے لیے دستور ساز اسمبلی میں چن کر بھیجا جائے تب گاندھی

نے اس خط کو ہریجن اخبار میں چھاپا اور اس کے ساتھ یہ جواب بھی لکھا بھیگی (مہتر) کا کام پارلیمنٹ میں جانے کا نہیں ہے بلکہ دوسرے کا فضلہ اٹھانے کا ہے اس کا کیا ہوگا؟ مطلب گاندھی کو ویدک برہمن ویوستھا پر کتنا فخر تھا اس کا یہ ثبوت ہے دوسرے ضمیمہ میں گولوالکر کے خیالات دیئے جا رہے ہیں دونوں کو پڑھنے کے بعد صاف محسوس ہوگا گاندھی اور گولوالکر کے خیالات میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک سکہ کے دو رخ ہیں۔ گاندھی اور گولوالکر دونوں ہی اچھوت ذات والوں کو ہریجن کہتے تھے ہریجن یہ ایک گالی ہے ہریجن کا مطلب ناجائز عوام ہوتا ہے۔ ہریجن یا ہندو دونوں الفاظ گاندھی اور گولوالکر ایک مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے ہریجن درج فہرست اقوام کے لیے اور ہندو پسماندہ طبقات کو گمراہ کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

دونوں ضمیمہ قارئین کو اس پس منظر میں سمجھنا ہوگا

برہمن و غیر برہمن سوالات و جوابات

جنوبی بھارت کی یاترا کے دونوں مختلف مقامات پر غیر برہمنوں نے گاندھی جی سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ برہمن اور غیر برہمن کے مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مختلف مقامات پر ایک ہی قسم کے سوالات پوچھے گئے مگر ان کے جوابات مقامی حالات محل وقوع کو دیکھ کر تفصیل سے یا مختصر دیئے گئے تھے۔

میں ان سب سوالات و جوابات کو ایک جگہ جمع کر کے انہیں ایک سوال جواب کے روپ میں پیش کیا ہے اس میں تینولی تامل ناڈو Tinnevelly Tamil Nadu ورددھ تامل ناڈو Virudhu Nagar Tamilnadu چیٹ ناڈ Chettnad Tamilnadu تنجلی کرناٹک Tanjali Karnataka میں ہوئی بات چیت شامل

ہے۔ مدھورائی میں ہوئی بات چیت کے وقت میں وہاں موجود نہیں تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ وار گفتگو میں سب ہی مسئلہ آ جائیں گے جن پر وہاں گفتگو ہوئی کڈلور Kadlur، تنجاور Tanjaur، کوئمبتور Coimbatore میں جو عوامی جلسہ ہوئے اس میں جو کچھ کہا گیا اس کو میں نے چھوڑ دیا ہے اس لیے کہ یہ باتیں کئی بار دہرائی جا چکی ہیں اور اس گفتگو کو بھی ان سب کی مکمل تلخیص یہاں درج کر رہا ہوں جو اونچ نیچ کے مسئلہ ورن ویوستھا کے بارے میں ہوئی۔

مہادیو دیسائی

(گاندھی کے پرسنل سکریٹری جو ان کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اور ان 21 ڈائریاں منظر عام پر آ چکی ہیں اس سے اخذ کیا گیا ہے، وہ اس طرح ہے۔)

گفتگو

گاندھی جی : - میں چاہتا ہوں اپنی حیثیت میرے سامنے رکھئے میں آپ کو نہیں جانتا نہ آپ کے نظریہ کو اس پر ہمدردانہ نظر سے غور کرنا نہیں چاہتا اور میرے دماغ پر جو چھاپ ہے وہ یہ ہے کہ اس تحریک کی حقیقت سیاسی ہے۔

غیر برھمن دوست: - اس تحریک کا نظریہ سیاسی ہے یہ سیاسی نظریات بہت پرانے ہیں جس کا تعلق سماج اور مذہب سے بھی ہے۔

کرسچن دوست: - جسٹس پارٹی کے لوگوں کا خیال ہے کہ برہمن اپنے آپ کو سب سے اونچے درجہ کے اور جملہ اختیارات کے مالک سمجھتے ہیں ان کا مغرورانہ رویہ اسی لیے ان پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا میں صرف جنوبی بھارت کے برہمنوں کی ہی بات نہیں کر رہا ہوں (یہاں گفتگو بہت تیز اور سوالات و جوابات جلدی سے جلدی ان کی گفتگو

ہورہی تھی اسی لیے میں صرف گاندھی جی کی گفتگو کی تلخیص ہی دے رہا ہوں)

مہادیو دیسائی

گاندھی جی

اس سوال پر غور وفکر کرنے سے پہلے شمالی بھارت میں برہمن واد نے جو راہ اپنائی ہے اس پر غور نہیں کرنا چاہیے۔ شمالی بھارت میں برہمنوں کا جو مقام ہے وہ انہیں غیر برہمنوں کا دیا ہوا ہے۔ سچ تو یہ ہے شمالی وجنوبی بھارت میں اس بات پر کوئی توجہ ہی نہیں دیتا کون قائد برہمن ہے کون غیر برہمن ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ قیادت کرسکتا ہے یا نہیں پنجاب میں لالہ جی جو غیر برہمن ہیں وہاں کے سب سے بڑے قائد ہیں شمالی بھارت میں مالویا ہیں جو برہمن ہیں بنگال میں سریندر ناتھ بنرجی جو برہمن تھے ان کو غیر برہمن اتنی ہی عزت دیتے تھے جتنا برہمن دیتے تھے گجرات میں غیر برہمن پٹیل برادری کا برہمن بھی اتنی ہی عزت کرتے ہیں جتنا غیر برہمن۔

شمالی بھارت میں اپنے ہندو دھرم کو کئی مکتب فکر میں تقسیم کردیا ہے بلکہ بھارت کو ہی برہمن و غیر برہمن میں غیر برہمنوں میں مسلمان اور کرسچن بھی شامل ہیں چاہتا ہوں آپ کے دل میں اتنے ہی نظریات اصول کے بارے میں ایک مضبوط اور واضح رائے ہو۔

اگر میں یہ مان لوں کے آپ کا مقصد صرف سیاسی ہے مطلب طاقت اور اقتدار پر برہمنوں کا بلاشرکت غیر اقتدار کو ختم کرنا ہے تو شائد میں غیر برہمن لفظ کی آپ کی انداز گفتگو کو سمجھ سکتا ہوں میں یہاں بہت ساری مشکلات دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ کا مقصد اس میں سدھار کرنا بھی ہے مذہبی وسماجی جہالت ختم کرنا ہے تو وہی حالات ہیں

غیر برہمن کو آپ کی وہ جہالت والی زبان میری سمجھ میں نہیں آئی جس میں غیر ہندو بھی مانے جاتے ہیں۔ چھوت چھات اور داخلہ مندر کا سوال ہے اچھی سے اچھی نیت رکھنے والے غیر ہندو اس مسئلہ میں کیسے دخل اندازی کرسکتا ہے؟ مجھے ڈر ہے کہ مذہب کے معاملہ میں غیر ہندوؤں کی دخل اندازی بڑی تنگ نگاہ سے دیکھے جائے گی۔

اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سوال کو جتنا واضح کرنا چاہتے ہیں کرلیں جہاں تک آپ کی جہالت کا سوال ہے اس کے بارے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا اس کو دور کرنے کے لیے ڈٹ کر جدوجہد کرنا ہوگا لیکن جہالت کے بارے میں بھی قابل اعتراض ہیں اس بات پر کے اقتدار اور عہدے اگر کسی نسل میں ہیں تو میں سب ہی برہمنوں کو مشورہ دوں گا وہ آپ کی قیادت کرنا چھوڑ دے لیکن جب آپ کھادی سیوا میں برہمنوں کے اختیارات کا الزام لگاتے ہیں تب میں اس سے بالکل سمجھ نہیں پاتا۔ ہر سال اندولن صرف غیر برہمن عوام کی تائید میں ہیں ایک طرف سے کل ہند چرخہ سنگھ کے ذمہ دار اراکین سب ہی غیر برہمن ہیں شمالی بھارت والے کیا ایمانداری کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ برہمن کھادی سیوا میں کیا معاشی فائدے کے لیے شامل ہوئے ہیں؟ اور جہاں تک سچائی اور مخلصانہ خدمت کا سوال ہے کیا بلاشرکت غیر اقتدار کا الزام لگانا کسی بھی نقطہ نظر سے درست ہے لیکن ایسے غیر برہمن کا رکن دیجئے جو میری ضرورت پوری کرتے ہیں اور میں قسم دیتا ہوں سارے برہمن اپنی جگہ خالی کردیں گے جہاں تک میں جانتا ہوں اس میں ایسے کئی برہمن ہیں جو کافی قربانی دے کر ان جگہوں پر کام کررہے ہیں۔

ورن کا اصول

سوال: ورن دھرم پر آپ کا جو غصہ ہے ہم سمجھ نہیں پاتے کیا پرانے ذات پات کے نظام کی ضرورت ہے یہ کہہ سکتے ہیں ورن کی تعریف آپ کی نظر میں کیا ہے۔

جواب: ورن کا مطلب آدمی کے پیشہ کام دھندے کا پالن کرنا ورن کا قانون یہ ہے کہ آدمی معاش کمانے کے لیے اپنے باپ دادا سے چلے آئے خاندانی پیشہ کو بھی اپنانا ہوگا ہر بچہ یقیناً اپنے ماں باپ کے ڈھنگ پر ہی چلتا ہے، دوسرا پیشہ کیسے چنے گا یہ نسل درنسل چلنے والا اصول ہے ورن ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو ہندوؤں پر لادی گئی ہے۔ بلکہ جو لوگ ہندوؤں کی نجات کے آرزومند تھے ان لوگوں نے ہندوؤں کے لیے کھوجا تھا یہ قانون کوئی انسانوں کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ ایک فطرت کا مانا ہوا اصول ہے جس طرح نیوٹن کا قانون کشش نہیں بدلتا اور ہمیشہ رہے گا اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی یہ فطرت کی دریافت ہے جس طرح دریافت سے پہلے بھی کشش کا اصول تھا اسی طرح ورن کے اصول تھے مگر اس کی دریافت ہندوؤں نے کی ہے فطرت کے لافانی اصولوں کو معلوم کر کے اور ان کو لاگو کر کے مغربی اقوام نے بہت آسانی سے اپنی دولت میں اضافہ کرلیا ہے اسی طرح فطرت کے قابل عمل اصول سماجی و روحانی میدان میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں کرسکتا۔

ورن سے ذات پات کا کوئی تعلق نہیں ہے چھوت چھات اور ذات پات کی لعنت ہندو دھرم میں فتنہ ہے جن باتوں پر آج کل تنقید کی جارہی ہے اور اس پر غصہ کیا جارہا ہے یہ کبھی ہندو دھرم کا حصہ ہی نہیں تھے۔ کیا اس طرح کی باتیں اسلام اور عیسائیت میں نہیں ملتیں؟ اس لغنت کے خلاف جتنا چاہے اس کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد کریں

ذات پات کی کھال اوڑھ کر گھومنے والے چھوت چھات کے شیطان کو ختم کریں۔ ذات پات کے اس ناسمجھ عمل نے بھارت اور ہندو دھرم کو زوال کی کھائی میں ڈھکیل دیا۔ ہماری مادی اور روحانی حالت اتنی بری ہونے کی وجہہ یہی ایک ہے ہم نے ورن دھرم کا پالش کرنا چھوڑ دیا ہماری غربت بے روزگاری ہندو دھرم کو چھوڑ کر دوسرے مذہبوں میں جاتا ہے اور جانے کی وجہ صرف اور صرف ذات پات اور چھوت چھات کا نظام ہے۔

ورن دھرم کی بنیاد ختم ہوتے ہی وہ شیطانی روپ دھارن کر لی جس کی وجہ سے شیطانیت چل پڑی ہے اس شیطانیت سے ضرور لڑیں مگر ہماری بنیادی ورن ویوستھا ہے اس کی بنیاد سے مت لڑیں۔

سوال: ورن کتنے ہیں؟

جواب: ورن چار ہیں مگر یہ لامحدود ہیں عمیق غور وفکر کرنے کے بعد رشیوں نے اس چار طبقاتی نظام کو زندگی گذارنے کے لیے طے کیا ہے۔

سوال: منطقی اعتبار سے جتنے دھندے ہیں کیا اتنے ہی ورن ہیں۔

جواب: یہ ضروری نہیں ہے مختلف کام دھندوں کو آسانی سے چار اہم حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یہ ہیں (۱) علمی (۲) فوجی (۳) معاشی (۴) خدمت ان میں معاشی خدمت دنیا میں سب سے اہم ہے جس طرح سب ہی چار آشرم میں گرہست آشرم سب سے اہم ہے اسی طرح ویش ورن اہم ہے اگر دھن دولت کی پیداوار نہ ہو تو فوجی خدمت کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی پہلے دو علمی وفوجی اور چوتھے خدمت کی ضرورت تیسرا ورن کی وجہ سے ہی ہے پہلے تین ورن کے لوگوں کی تعداد بہت کم ہوگی کیونکہ اس میں بہت ہی سخت اصول و ضوابط ہوتے ہیں دوسرے ورن کے لوگوں کی پرسکون سماج میں بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص ایسا کام دھندہ کرتا ہے جس کا وہ پیدائشی نہیں ہے اس کو کس ورن میں رکھا جائے گا۔

جواب: ہندوعقیدہ کے روح سے جو جس ورن میں پیدا ہوا ہے وہ اسی کا ہے اگر اس ورن دھرم کا پالن نہ کرے تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور ایک دن وہ ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: کوئی شودر ایسا کام کرتا ہے جو برہمن کا ہے کیا وہ ختم ہو جائے گا؟

جواب: کسی شودر کو علم حاصل کرنے کا اتنا ہی اختیار رہے جتنا کہ ایک برہمن کو اگر وہ حصول علم کے ذریعہ حصول روزگار کرتا ہے تو اپنے مقام سے ہٹ جاتا ہے قدیم زمانہ میں خود کار تجارتی ادارہ تھے۔ سماج کے سب ہی لوگ دھندہ کرنے والوں کی مدد کرتے تھے یہ روایت قانون بن گیا تھا سو سال پہلے کسی بڑھائی کا لڑکا وکیل بننے کی خواہش نہیں کرتا تھا آج وہ کرتا ہے کیونکہ وے دیکھتا ہے۔ یہ دھن چرانے کا آسان طریقہ ہے ایک وکیل سوچتا ہے اپنی عقل کے استعمال کے لیے پندرہ ہزار کی فیس لیتا ہے ایک حکیم ڈاکٹر سوچتا ہے تشخیص مرض اور علاج کرنے کے لیے ہر روز ایک ہزار روپئے چاہیں۔

سوال: کیا کسی کو اپنا من پسند دھندہ نہیں کرنا چاہیے؟

جواب: لیکن کسی شخص کا من چاہی کام وہ دھندہ وہی ہونا چاہیے جو اس کے باپ دادا کا ہے اس دھندہ کو اختیار کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے بلکہ یہ بہت اونچا کام ہے آج ہم جدھر دیکھتے ہیں ہنسا ہی ہنسا ہے اس ہنسا کی وجہ اپنے کام دھندہ کو چھوڑ کر دوسروں کے دھندے اختیار کرنا ہے جس سماج میں اتنا ہنسا ہو رہا ہے ہمیں تباہی کی طرف لے جائے گا۔ اسی لیے اپنے آپ کو متاثر کئے بغیر اپنے آباء اجداد کے پیشہ ہی کرنا چاہیے میں دیکھتا ہوں کتنے ہی بڑھیائیوں کے لڑکے اپنے ماں باپ کا دھندہ کر رہے ہیں لیکن ایسے کئی

سووں بڑھائیوں کے لڑکے ہیں جو وکالت کررہے ہیں پچھلے زمانے میں دوسروں کے دھندوں میں دخل دینے اور دولت جمع کرنے کی حرص نہیں تھی مثلاً پہلے زمانے میں وکالت کا دھندہ بغیر معاوضہ سے چلتا تھا اگر کوئی بڑھائی دھن کے لیے نہیں بلکہ خدمت کے لیے کرتا ہے تو کوئی برائی نہیں ہے یہ ٹھیک ہے۔ اگر شہرت اور دھن کے لیے کرتا ہے تو بربادی ہے۔ حکماء مریضوں کا علاج دھن کے لیے نہیں کرتے تھے خدمت کے جذبہ سے جو کچھ سماج سے ملتا تھا وہ اسے میں خوش رہتے تھے مگر اب یہ کاروبار بن گئے اسی لیے سماج کے لیے خطرہ جب ارادہ بے لوث اور خدمت کرنے کے جذبہ ہوتا تھا اس وقت حکیم اور وکیل و پیشہ باعزت پیشہ کہلاتا تھا جو اس وقت بالکل سچ تھا۔

سوال: یہ اصول پرستی کی بات ہے لیکن آج ہر آدمی آمدنی والے پیشوں کے پیچھے دوڑ رہا ہے اس بارے میں آپ کیا مشورہ دیں گے؟

جـــواب: یہ تو خوش آئند مساوات ہیں اسکول اور کالج میں پڑھنے والے کل طلباء کی تعداد جمع کریں اور ان طلباء کا فیصد نکالا جائے وہ وہی پیشہ اختیار کرتے ہیں جس میں جو قابلیت ہوتی ہے۔ ہر آدمی تو بڑھائی نہیں ہوتا آج تو بڑھائی بننے کے لیے مقابلہ ہوتا ہے۔ کتنے لوگ وکیل اور سرکاری ملازم ہوسکتے ہیں؟ جو لوگ ایمانداری سے اپنا پیشہ کرتے ہیں وہ ویش (بنیہ) ہیں ان کا کاروبار لوٹ کھسوٹ کا روپ اختیار کرلیں تو قابل نفرت ہے اس دنیا میں لاکھوں لوگ لاکھ پتی نہیں ہوسکتے۔

سوال: جہاں تک تاملناڈو کا سوال ہے سب ہی غیر برہمن اپنے آباء واجداد کے پیشہ اپنانا چاہتے ہیں جو ان کے باپ دادا کا نہیں ہے؟

جـواب: دو کروڑ بیس لاکھ تامل لوگوں کی طرف بولنے کے لیے آپ کے دعویٰ کو میں

قبول نہیں کرتا میں آپ کو ایک منتر دیتا ہوں ''ہم کوئی ایسی چیز بننے کی کوشش نہ کریں جو سب لوگوں کے لیے ممکن نہ ہو اور مشورہ کو آپ میرے ذریعہ جاننے کی کوشش کریں۔

سوال: آپ کہہ رہے ہیں کہ ورن ہماری مذہبی روایات اور زندگی کی نیک تمناؤں کو ختم کرتا ہے کیسے؟

جواب: اگر میں اپنے آبائی پیشوؤں کو اپناتا تو ہوں تو ان کو سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور میں اپنی ذہنی قوت کو روحانیت کی کھوج میں لگا سکتا ہوں کیونکہ میرا ذہن بلکہ میری زندگی ہر طرح سے محفوظ رہتی ہے حقیقی اطمینان قلب کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ورن ہے مختلف پیشوؤں میں اپنی طاقت باٹنے کا مطلب ہے اپنی روحانی مسرت کا خاتمہ کرنا اور اپنی روحانیت کو مادی سکھ چین کے لیے فروخت کرنا۔

سوال: آپ مذہبی کاموں کے لیے اپنی صلاحیتوں کو آزاد کرنے کی بات کرتے ہیں آج جو لوگ اپنے آبائی پیشہ کرتے ہیں ان میں کوئی مذہبی کلچر ہے ہی نہیں ان کا وزن ہی ان کو اس قابل بنا دیتا ہے۔

جواب: ہم ورن کے خلاف مخالفانہ سوچ کو لے کر بات کر رہے ہیں جب ورن کی حقیقی پیروی ہوتی تھی اس وقت ہمارے پاس مذہبی و روحانی کاموں کے لیے بہت وقت ملتا تھا آج بھی دور دراز گاؤں میں جا کر دیکھئے شہروں کے مقابلہ میں گاؤں والوں کی مذہبی کلچر سے ان کی زندگی بھری پڑی ہے شہر میں رہنے والے لوگ روحانی لذت جانتے ہی نہیں۔ لیکن آپ نے وقت کے سب سے بڑے نامناسب کام کو پہچان لیا ہمیں کچھ ایسی چیز سیکھنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے ہر شخص گیتا کو پڑھنے کی خواہش رکھتا ہے مگر اس میں پڑھنے کی قابلیت نہ ہو نہ پڑھے میں نہ پڑھوں گا اسی لیے دھن کمانے کے لیے انگریزی پڑھنے

کی ضرورت کے خلاف میری روح مخالفت کرتی ہے ہمیں اپنی زندگی کو اس طرح پھر سے زندہ رکھنا ہے نہ کہ آج ہم سے کچھ لوگوں کو جو فرصت حاصل ہے وہ فرصت کروڑوں لوگوں کو حاصل ہوا ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ہم ورن دھرم کا پالن نہ کریں۔

سوال: آپ بار بار اس سوال پر لوٹیں گے تو معاف کیجئے ہم اسے اچھی طرح سمجھانا چاہتے ہیں جو آدمی الگ الگ وقت میں الگ الگ پیشے اپناتا ہے تو اس کا ورن کیا ہوا؟

جواب: جب تک کوئی شخص اپنے آبائی پیشہ کرتے ہوئے اپنی روزی کمائے گا اس وقت تک اس کے ورن میں کوئی فرق نہیں پڑے گا یہ کام جو چاہے جب تک چاہے کر سکتا ہے یہ کام خدمت کے جذبہ سے کیا جائے لیکن اگر وہ کام دولت کمانے کی نیت سے اپنا دھندہ تبدیل کرتا ہے وہ اپنے آپ کو ختم کرتا ہے اور ورن کو بھی۔

سوال: کسی شودر میں برہمن کے سارے گن ہوں تو وہ برہمن نہیں کہلائے گا؟

جواب: اس جنم میں اس کو برہمن نہیں کہا جائے گا اور اس کے لیے اچھی بات ہے کہ جس ورن میں اس کا جنم نہیں ہوا اس ورن کو نا اپنائے۔ یہ سچے عقیدے کی بات ہے۔

سوال: کیا آپ مانتے ہیں کہ ورن کے گن پیدائشی ہوتے ہیں کیا انہیں ختم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: ختم کیا جاسکتا ہے پیدائشی گنوں کو مضبوط کیا جاسکتا ہے اور ان کو ترقی دی جاسکتی ہے لیکن ہمیں دولت کمانے کے لیے نئے راستوں کی تلاش کرنے کھوجنے کی ضرورت نہیں ہے نہ کرنا چاہیے اگر آبائی پیشہ اچھے ہیں تو ان پیشوں سے ہی مطمئن ہوجانا اچھا ہے۔

سوال: کیا آپ کو ایسا آدمی نہیں ملتا جس کے گن اس کے خاندانی روایات سے مختلف ہوں؟

جواب: یہ ایک مشکل سوال ہے ہم اپنے ساری سابقہ تاریخ کو نہیں جانتے لیکن ورن

اور ورن دھرم کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے اگر میرے والد ایک تاجر ہیں اور مجھے سپاہیانہ گن ہیں تو میں کوئی صلہ وستائش کے بغیر دش کی خدمت سپاہی بن کر کرسکتا ہوں لیکن اپنی زندگی کے لیے تجارت سے ہی مطمئن ہونا چاہیے۔

سوال: ذات پات کا جو روپ ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں بین الاقوامی تعلقات، بین ذاتی شادیاں سب مل کر کھانا کھانے پر جو پابندی ہے کیا ورن کو قائم رکھنے کا مطلب ان پابندیوں کو قائم رکھتا ہے؟

جواب: نہیں بالکل نہیں سچ کہا جائے تو ورن میں کسی قسم کی پابندی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

سوال: کیا ان پابندیوں کو ختم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: ختم کیا جاسکتا ہے مختلف ورنوں کے درمیان شادیاں ہونے پر بھی ورن محفوظ رہتا ہے۔

سوال: ایسی حالت میں ماں کے ورن پر اس کے اثرات پڑیں گے؟

جواب: بیوی اپنے شوہر کے ورن کا پالن کرتی ہے۔

سوال: جس ورن کو آپ نے تجویز کیا ہے وہ کیا ہمارے شاستروں میں ملتا ہے۔ کیا وہ اپنی تخلیق ہے۔

جواب: میری اپنی تخلیق نہیں ہے میں نے اس کو بھگوت گیتا سے لیا ہے۔

سوال: منوسمرتی میں جو اصول وقانون دیئے گئے ہیں کیا آپ اس کی تائید کرتے ہیں؟

جواب: جو اصول وقانون منوسمرتی میں ہیں اس کا پورا طرز عمل مجھ کو پسند نہیں آتا اس کتاب کے کئی امور ایسے ہیں جس پر کڑی تنقید ہوسکتی ہے میں سمجھتا ہوں اس کو بعد کے

ادوار میں شامل کئے گئے ہیں۔

سوال: کیا منوسمرتی نہ انصافی کی تعلیم دیتی ہے؟

جواب: ہاں اس میں عورتوں اور شودروں کے بارے میں بہت ہی نہ انصافی پر مبنی باتیں کہی گئی ہیں اسی لیے ان شاستروں کو بہت احتیاط سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

سوال: آپ بھگوت گیتا پر عمل کرتے ہیں اس میں کہا گیا ہے کہ ورن گن، کرم کے مطابق ہوتا ہے۔ آپ اس میں جنم کہاں سے لے کر آئے؟

جواب: میں بھگوت گیتا کو اس لیے پرامان (نا قابل ترمیم) مانتا ہوں کیوں کہ صرف ایک کتاب ہے جس میں مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس پر ہنگامہ ہو سکے اس میں اصول بتائے گئے ہیں ان اصولوں کو لاگو کرنے کی بات آپ پر چھوڑ دی گئی ہے گیتا یہ کہتی ہے کہ ورن، گن اور کرم کے مطابق ہوتا ہے۔ گن اور کرم پیدائشی ہوتے ہیں۔ بھگوان نے کہا کہ سب ہی ورنوں کو تخلیق کرنے والا میں ہی ہوں طبقاتی نظام میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں ورن دھرم پیدائشی نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

سوال: لیکن ورن میں اہمیت کے قابل کوئی چیز ہی نہیں ہے؟

جواب: بالکل نہیں! میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ برہمن ورن (برہمن طبقہ) دوسرے ورنوں کا مرکز ہے جس طرح جسم میں سر ہے اس کا مطلب ہے جسم کے مرکز کو مرکزی حیثیت حاصل نہیں ہے سب ایک ہی ہیں جسم کے مرکز سر کو بڑا اور مقدس سمجھنے سے کیا وہ نیچے ہوتا ہے اور وہ پیروں تلے روندنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

سوال: Kurl کیا آپ جانتے ہیں اس تامل کتاب کے تخلیق کار کا کہنا ہے ذات کی بنیاد جنم نہیں ہے اس کا مطلب صاف ہے سب ہی جاندار برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے؟

جواب: ان کا کہا آج بڑا متاثر کن لگتا ہے جب کسی ورن نے اپنے بڑے پن کا دعویٰ کیا اس وقت اس کے خلاف اپنی آواز اٹھانی پڑی (ورن ویوستھا) جو پیدائشی بنایا گیا ہے اس کی بنیاد پرضرب نہیں پڑتی وہ ایک اصلاحی کام تھا جو عدم مساوات پرضرب لگاتا ہے۔

سوال: ورن کا نظریہ چننا غیر فطری نظر آتا ہے اسے دیکھتے ہوئے کیا ہی اچھا نہیں ہوگا اسے چھوڑ دیا جائے اور بالکل نظر انداز کر دیا جائے؟

جواب: بشرطیکہ اگر ہم اس کے خلاف ہوتے کوئی کسی بھی جنبش قلم سے ہندو فطرت کو نہیں بدل سکتا ہم اس قانون کو لاگو کرنے کا طریقہ تو دریافت کر سکتے ہیں ختم کرنے کا نہیں۔

سوال: جب شاستروں کے تخلیق کاروں نے نئی سمرتیاں لکھیں ہیں ایسا آپ کیوں نہیں کر سکتے۔

جواب: کاش میں ایک نئی تخلیق کر سکتا میری حالت اس وقت وشوامترا سے بھی خراب ہوگی وہ تو مجھ سے بہت زیادہ عظیم تھے۔

سوال: جب تک آپ ورن کو ختم نہیں کرتے چھوت چھات کو ختم نہیں کر سکتے کیا؟

جواب: میں ایسا نہیں سوچتا مگر یہ چھوت چھات کو ختم کرنے کے سلسلہ میں اگر ورن ختم ہوتا ہے تو مجھے کوئی دکھ نہیں ہوگا میرے نظریہ سے چھوت چھات کا ورن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال: مگر سماج میں اصلاحی کام کے مختلف لوگ آپ کے نظریہ کو سماج میں اصلاحی کام کرنے والوں کو خاموش کرنے کے لیے اپنے تائید میں پیش کر رہے ہیں۔

جواب: یہ تو سب ہی اصلاحی کام کرنے والے لوگوں کی قسمت میں ہوتا ہے جس قدر لوگ اپنی حرص کی تکمیل کیے۔جھوٹ کا جامہ پہناتے ہیں آپ یہ جانتے ہیں کچھ لوگ یہ بھی

چاہتے ہیں میں ہندو دھرم کو خیر باد کر دوں کچھ ان کا بس چلے تو مجھے ہندو سماج سے باہر کر دیں گے میں ورن دھرم کا بچاؤ کرنے کے لیے کہیں نہیں کہا بلکہ چھوت چھات کو ختم کرنے کے لے واکوم Vaikum گیا تھا کھادی کے پرچار ہندو مسلم یکتا کی بنیاد چھوت چھات کو ختم کرنے کے لیے انگریزوں کے ذریعہ چلائے جانے والی تحریک میرے ذہن کی اپج ہے یہ تینوں چیزیں سوراج کے تین پائے ہیں لیکن میں نے ایک چوتھے پائے کے روپ میں ورن دھوم کو قائم کرنے کی کبھی بات نہیں کہی اسی لیے آپ مجھ پر ورن آشرم دھرم پر زور دینے کا غلط الزام نہیں لگا سکتے۔

سوال: کیا آپ چاہتے ہیں آپ کے بہت سارے بھگت آپ کی تعلیمات کو مختلف روپ میں پیش کرتے ہیں؟

جواب: میں یہ بات جاننا چاہتا ہوں کہ میرے بہت سارے بھگت ایسے ہیں جو صرف کہنے کو میرے بھگت ہیں۔

سوال: سماجی تنظیموں پر برہمنوں کا کنٹرول تھا اسی لیے بدھ دھرم کو بھارت سے بھگا دیا گیا اس طرح ہندو دھرم سے ان کا مقصد پورا نہیں ہوا وہ ہندو دھرم کو بھی دیش باہر کر دیں گے؟

جواب: ایسا غلط اقدام تو ان کو کرنے دیجئے لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ بدھ دھرم بھارت سے باہر نہیں گیا یہ بھارت دیش ہے جس نے بدھ کی تعلیمات کو اپنے میں ضم کر لیا ہے بدھ دھرم اور بدھ کے نظریات میں فرق ماننا چاہیے اسی طرح عیسائی دھرم اور عیسیٰؑ کی تعلیمات میں بھی انہوں نے بدھ کی اہم تعلیمات کو اپنے دھرم کی روح کا ایک حصہ بنا لیا تھا اسی لیے بدھ دھرم کو دیش باہر کرنے میں کامیاب ہوئے۔

سوال: جس برہمن نے بدھ کی اچھی باتوں کو اپنایا تھا۔ اس نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ پر روک لگا کر اس پر جو پابندیاں عائد کیں وہ بہت ہی شرمناک جرم تھا جو امرتسر میں ہوئے جرم سے بھی زیادہ شرمناک؟

جواب: آپ کچھ حد تک ٹھیک کہتے ہیں لیکن برہمنوں کو مجرم ٹھہرا کر آپ غلطی کرتے ہیں سارے کا سارا ہندو دھرم اس کے لیے ذمہ دار ہے ورن دھرم جب ختم ہو گیا تھا تو اس وقت چھوت چھات بھی ختم ہوا تھا۔ اس کے پیچھے کوئی بری نیت نہیں تھی مگر جو انجام ہوا وہ انسانی تاریخ کی دکھ بھری داستان ہے۔

سوال: آپ جب ورن آشرم دھرم کا لفظ استعمال کرتے ہیں تب اس کے ساتھ جڑی ہوئی آج کی تمام برائیاں بھی جڑ جائیں گی نا؟

جواب: اس سے ہم یہ سیکھتے ہیں اس کے ساتھ جڑی ہوئی برائیوں کو ختم کر کے ورن دھرم کو اس کے اصلی روپ میں پیش کرنا چاہیے آپ کے لیے پروگرام ہے۔

سوال: چاروں طرف خوفناک اور افراتفری کا ماحول ہے کیا ہم پیچھے کی طرف لوٹیں گے؟

جواب: آپ سے مجھے صرف اتنا ہی کہنا ہے بنیاد کو ختم مت کرو ہم اسے پاک صاف کرنے کی کوشش کریں گے اس کے بجائے آپ ایک نیا دھرم دینے کی کوشش کر رہے ہیں جسے اپنانے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ برہمن واد ہندو دھرم کا نمائندہ ہے۔ ہندو دھرم کے لیے ہمارے پاس صرف ایک لفظ برہمن واد ہے۔ برہمن واد کو ختم کرنے کی کوشش میں آپ ہندو دھرم کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر برہمن آپ کے حق پر قبصہ کریں تو آپ ان کے ساتھ ایک ایک بات پر لڑیئے اور اسے سدھارنے کی کوشش کیجئے۔ لیکن ہر برہمن کو گالی دینے سے کوئی فائدہ نہیں ۔ برہمن بھی کئی قسم کے ہیں ایک

برہمن اصلاحی ہے دوسرا اس اصلاح کے خلاف ہے آپ کو اچھے سے اچھے اصلاح پسند برہمنوں کو اپنی تائید میں کرنا چاہیے اور ان کی مدد سے اپنی مشن کو آگے بڑھائیں اور ان کی مدد حاصل کریں اس سے برہمن اور غیر برہمن دونوں کو نجات حاصل ہوگی۔

مخالف اصلاح پسند لوگوں سے لڑیں اور ان سے کہہ دیں آپ دھن اور اختیارات کے پیچھے نہ بھاگیں آپ کے اندر سچے دھرم کی تعلیم دینے کی قابلیت نہیں ہے تو ہم آپ کو برہمن نہیں کہیں گے تاکہ ان کے من میں آپ کے خلاف کوئی مخالفانہ خیالات نہیں اٹھیں آپ سدھار کرنے کے لیے ہر روز تحریک چلائیں اسکول اور مندروں کا بائیکاٹ کریں جو غیر برہمنوں سے بھید کرتے ہیں آپ حکم کریں کہ بیچاروں کا کردار صاف ہو یہ قابل ہوں ان میں دنیا کی جانب نہ ہو اگر پرانے مندروں میں اچھوتوں کا داخلہ ممنوع ہو تو اور مندر بنائیں۔

پھر ایک ساتھ کھانے پینے کا ہے میں کسی کے ساتھ اس بات پر نہیں جھگڑوں گا لیکن سبھا میں دو طبقوں کے بیچ فرق کیا گیا ہو اس سبھا کا بائیکاٹ کروں گا۔

اس کے علاوہ میں اچھوتوں کے ساتھ بھائی چارہ رکھوں گا اور ان کے ساتھ ویسا ہی رویہ اختیار کروں گا جیسا کہ میری خونی بھائیوں کے ساتھ ذات اور برادری کے حدود کو چور چور کردوں گا۔ اس لیے اپنے لڑکے کی شادی کروں گا وہ دوسری برادری کی ہو۔ آج ہم بڑی مضبوطی سے برے رسم و رواج میں جکڑے ہوئے ہیں۔ آپ مجھے کوئی لڑکی گجرات میں بیاہ نہیں دیں گے اور نہ کوئی لڑکی ٹاملناڈو میں بیاہی جائے گی۔ پھر میں اچھوتوں کو مذہبی تعلیم دوں گا ہندو دھرم اور سچائی کی تعلیم دوں گا آج وہ بالکل جانوروں جیسی زندگی گذار رہے ہیں میں انہیں برہمنوں کے ذریعہ پابند کی گئی غذا اور پاک صاف

زندگی گزارنے کے لیے سمجھا بوجھا کر کردار سازی کروں گا۔ بڑے واضح تصورات کے ذریعہ تحریک چلاؤں گا۔

ہندو دھرم نے ہمارے لیے کیا کیا؟

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ہندو دھرم کی دہائی دیتے ہیں کیا ہم جان سکتے ہیں کہ ہندو دھرم نے ہمارے لیے کیا کیا، یہ تو اندھا عقیدہ اور بری رسموں کی جال نہیں ہے؟

جواب: میرا خیال ہے یہ بات میں پہلے ہی بتا چکا ہوں ورن آشرم دھرم حقیقت میں سارے جہاں کو ہندو دھرم کی ایک انوکھی دین ہے۔ ہندو دھرم نے ہمیں ڈر سے بچایا ہے اگر ہندو دھرم میری رکشا کو نہ آتا تو میرے سامنے خودکشی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوتا میں ہندو بنا ہوا ہوں کیونکہ ہندو دھرم ایک ایسا خیمہ ہے جو ہر کسی کو رہنے کے قابل بنانا ہے۔ ہندو دھرم میں سے بدھ دھرم کا جنم ہوا آج جو ہم دیکھتے ہیں وہ حقیقی ہندو دھرم نہیں ہے بلکہ اس کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ ورنہ مجھے اس کی تائید میں بولنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ خود بولتا۔ ایشور اپنی زبان سے نہیں بولتا اور جس حد تک آدمی ایشور کے قریب آجاتا ہے اسی حد تک ایشور بن جاتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ میرا جسم تو اندر رہنے والی روح کی شکتی پر ایک حد پر قائم ہے جس طرح مغربی ممالک میں لوگوں نے مادی میدان میں عقل کو پریشان کر دینے والی تحقیقات کی ہیں لیکن ہمارے پاس اسی طرح ہندو دھرم میں دھرم روح اور روحانی میدان میں اور بہت ہی نا قابل یقین وہ عظیم حقائق کی تحقیق کی ہے لیکن ان کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے ۔مغرب نے جو تحقیقات کی ہیں اس سے ہم چوکنا ہو گئے ہیں حقیقت میں ایسا ہوسکتا ہے کہ ایشور نے باشعور بھارت کو اس معاملہ میں ترقی کرنے سے روک دیا بلکہ وہ مادی ترقی کی خرابی کو روک سکتے ہیں ان کی قیادت بھارت کو

کرنے کا موقع ملے۔ آخر ہندو دھرم میں اتنا بہت کچھ ہے اسی لیے وہ آج تک زندہ ہیں جبکہ بابِل لونیہ (Baby Lunia)، سیریا (Syria)، ایران (Paras) اور مصر (Egypt) کی تہذیبوں کو ختم ہوتے ہوئے دیکھا ہے اپنے چاروں طرف ایک نظر ڈالئے کہاں ہے۔ روم (Rome) اور کہاں ہے یونان (Unon) کیا آپ گبن (Gabon) کے ذریعہ تعریف کئے گئے روم ہی اٹالی تھا آج وہ کہاں ہے دیکھ سکتے ہیں۔ یونان دنیا کی مشہور ترقی یافتہ تہذیب کہاں ہے پھر بھارت میں آیئے یہاں کے قدیم تہذیبی اور کتبوں میں اسرار چھپے ہوئے ہیں اسے دیکھ کر حیران ہوکر بول اٹھیں گے ہاں میں یہاں قدیم بھارت کو ابھی بھی زندہ دیکھتا ہوں یہ بھی صحیح ہے یہاں وہاں گوہر کے ڈھیر بھی ہیں لیکن ان کے نیچے اور قیمتی خزانہ دبے پڑے ہیں ان کے زندہ رہنے کی وجہ یہی ہے کہ ہندو دھرم اپنے زمانے میں مادی سمت میں بلکہ روحانی میدان میں ترقی کی تھی اسی لیے آج تک محفوظ نظر آتے ہیں۔

ہندو دھرم میں بہت کچھ دیا ہے اس میں سے ایک انوکھی دین یہ ہے کہ جانوروں کے ساتھ انسانوں کا تعلق گئو پوجا ایک مہان وچار ہے جس کو اور واضح کیا جاسکتا ہے۔ قدیم دھرم تجدید نو کے بعد اس کا قائم رہنا یہ ایک اہم لا قیمت چیز ہے جس کو پرچار کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کہتا ہے زندگی کو زندگی کی طرح جیو اب یہ میرا کام ہے آپ کا کام ہے کہ زندگی کو زندگی کی طرح جئیں اور اس کا اثر آنے والے زمانے کے لیے چھوڑا جائے اس نے جو عقل کو حیران کرنے والی چیزیں دی ہیں جیسے قدیم ناموں میں ہم کو ملتے ہیں راما نجن چیتن راما کرشنا جنہوں نے ہندو دھرم پر اپنی چھاپ چھوڑ دی ہے ہندو دھرم کسی بھی حالات میں ایک زندہ قوت ہے زندہ دھرم ہے جو کبھی مرتا نہیں۔

پھر آشرموں کے روپ میں ان کا یوگ دان ہے ان کے مساوی دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے کیتھولک عیسائیوں میں شادی نہ کرنے والوں کا ایک طبقہ ہے جو اپنے یہاں کہ برہما چاریوں جیسا ہے لیکن وہ ان میں نہیں ہے جب بھارت ہر ایک بچے کو پہلے آشرم سے گزرنا پڑتا ہے کیا یہی شاندار تصور ہے آج ہماری نظر کوتاہ ہے سوچ بھی کوتا ہے اور جسم بھی میلا ہے کیونکہ ہم ہندو دھرم کا انکار کررہے ہیں۔

ایک اور چیز ہے جس میں میں نے ذکر نہیں کیا ہے Max Muller(1823-1900) چالیس برس پہلے کہا تھا یوروپ والے دھیرے دھیرے یہ بات سمجھ رہے ہیں کہ پنرجنم آوگیانم کی باتیں کوئی فلسفہ نہیں بلکہ ایک سچ ہے ایسا خیال تو ہندو دھرم کی ہی دین ہے۔

آج ورن آشرم دھرم اور ہندو دھرم کو اس کے ماننے والے ہی غلط انداز سے پیش کررہے ہیں اور اس کا انکار کررہے ہیں ان کا مقصد ختم کرنا نہیں بلکہ اس کا سدھار کرنا ہے ہم اپنے اندر سچی ہندو بھاونا پیدا کریں پوجا آتما کو سکون پہنچاتی ہے تب!

ینگ انڈیا

Samdoorn Gandhi Vadhmai Khand - 35, 535, 545

Purush Tank Young India 24-11-1927

ضمیمہ نمبر۔2

گروگوالکر کا روزنامہ نوا کال میں آیا متنازعہ انٹرویو

(اداریہ دینک نوا کال مراٹھی اخبار یکم/جنوری 1966ء آر ایس ایس کے سرسنچا لک گرو گولوالکر جو گروجی کے نام سے مشہور ہیں ان کے اور نوا کال کے نامہ نگار کے درمیان جو بات چیت ہوئی اس سے اداراتی صفحہ میں شائع کیا گیا وہ اس طرح ہے۔)

نوا کال: بھارت کے اقلیتوں کا مسئلہ کس طرح حل کیا جائے؟

شری گروجی: لوک سبھا میں کسی نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں سب کو ہندو بننے کے لیے کہتا ہوں اس پر مرکزی وزیر شری یشونت راؤ چوہان نے یہ طنز کیا ''بغیر سوچے سمجھے کہا گیا ہے'' مگر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بھارت کے اکثر مسلمان اور عیسائی سابقہ ہندو ہی تھے۔ انہیں ''اپنے پریوار میں واپس آؤ'' کہنے میں کونسی غیر ذمہ داری ہے یہ بڑے شرم کی بات ہے بھارت کے اقلیتوں کو اپنی پرانی کہانی چھوڑ کر راشٹر واد کے قومی دھارے میں شامل ہوجانا چاہیے اگر اپنی الگ پہچان کی بات کرتے ہی رہیں گے تو یہ بڑی دوری بڑھتے ہی جائے گی یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ علیحدگی پسندگی کو اکسانے سے یہ بڑھتا ہی جائے گا اور اب خاص جگہوں پر چھوٹے پاکستان کی مانگ جڑ پکڑتی جارہی ہے سیاسی فائدہ کے لیے اخبار اور حسب مخالف پارٹیوں کے لیڈر اقلیتوں کو سر چڑھاتے ہیں ان کی علیحدگی پسندگی کو اس پر ہوا مل رہا ہے جو نقصان دہ ہے قومی دھارے میں ضم ہونے اور ملک کو بڑھانے سے اقلیتیں قومی دھارے میں مکمل شامل ہوجائیں گی یہ اس مسئلہ کا حل ہے۔

یہ وجہہ ہے کہ اقلیتوں کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہندو دھرم میں واپس

آجائیں ان کے آباء واجداد ہندو تھے ان کا اپنا مول دھرم میں واپس آنے سے یہ قومی دھارے میں شامل ہوکر اس میں ضم ہوجائیں گے آج کل شدھی کرن کے ذریعہ غیر ہندوؤں کو ہندو دھرم میں شامل کیا جاتا ہے مگر بھارت کے اکثر غیر ہندوجن کی اصل ہندو ہی ہے ان کا واپس ہندو دھرم میں آنا شدھی کرن نہیں بلکہ میں اس کو پریورتن مانتا ہوں اس کو میں اپنے پریوار میں واپس آنا سمجھتا ہوں۔

نوا کال: کیا آپ کو ایسا لگتا ہے انہیں ہندو دھرم میں شامل کرتے وقت شدھی کرن کی رسم کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟

شری گروجی: شدھی کرن کی رسم تو ہومگر وصرف اس خیال کو پختہ کرنے کے لیے ہو کہ ہم ہندو دھرم میں واپس آئے ہیں وہ ایک صرف اخلاقی ضرورت ہے میں تو یہ بھی کہتا ہوں وہ ہندو دھرم میں آنے کے بعد خدا کی عبادت اپنے پرانے طریقہ سے کریں اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ہندو دھرم نے خدا کو زندہ جاوید ماننے کے بعد اس کی پوجا کے مختلف طریقوں کو شامل کرلیں اگر نئے دھرم میں آنے والوں کو عبادت کی جس طریقہ سے عادت پڑی ہے اس کو وہ آگے بھی جاری رکھیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

مگر قومی زندگی میں جذب ہونے اور سب کو ایک ہی جان ماننے کے بجائے علیحدگی پسندگی کو بھی بڑھاوا دیا جاتا ہے اس کے لیے جو لوگ کام کررہے ہیں وہ اپنے آپ کو بڑے ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ اردو زبان کی ہی مثال لیجیے بھارت کی جو قومی زبان ہے اس کو قبول کرنے کے بجائے اردو کے لیے قومی زبان کا درجہ کی مانگ کی جارہی ہے اس مانگ کی تائید کرنے والے سیاسی رہنماء ہی ہیں ترکستان میں ترکی زبان ایران میں فارسی عربستان میں عربی زبان ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی بھی طرح کا احتجاج نہیں

ہونا چاہیے اردو زبان کو قومی زبان کا درجہ دینے کا سوال ہی نہیں اٹھتا میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اقلیتوں کا رستم کو مثالی شخصیت ماننا بھی علیحدگی پسندگی ہے۔ رستم تو اپنے دیش کا تو نہیں ہے اور مسلمان بھی نہ تھا وہ اپنے دیش کا بہت بڑا آدمی نہیں تھا اسی لیے قومی ہیرو کو جو مقام حاصل ہوتا ہے وہ مقام حاصل نہیں ہونا چاہیے رستم کی جگہ پر وہ رام چندر جی کو اپنا مثالی قائد بنائیں جو اس دیش کے اصول اور روایات ہیں اس کو مثالی ماننا چاہیے اب یہاں سے شروع کر کے قومی زندگی کے مختلف میدانوں میں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں مکمل قابلیت کیسی ہو اس مکمل قابلیت کا مطلب مناسب طریقہ سے ہمارے سامنے ہو۔

نواکال: علم بڑی تیزی سے عام ہو رہا ہے کیا اس کو دیکھتے ہوئے مذہبی روایات کو تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: شری گروجی روایات تو ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں شخصی وسماجی وجوہات سے جو روایات قائم ہوتی ہیں ان میں اپنے آپ تبدیلی ہوتی رہتی ہے یہ ضروری بھی ہے مگر دھرم اور روایات میں کوئی الجھاؤ نہیں ہونا چاہیے مذہبی روایات کو مذہب کے بنیادی فلسفہ سے اخذ کرنا چاہیے۔

نواکال: ایک موقع پر آپ نے کہا جدید علم نے عیسائی مذہب کا قیمہ بنا دیا ہے تب پھر کیا علم کی روشنی سے ہندو دھرم کو بھی شدید نقصان پہنچے گا؟

شرو گروجی: نہیں یہ ہندو دھرم کی عظمت ہے علم نے عیسائی دھرم کے بنیادی عقیدے کو ہی ختم کر دیا جبکہ وہ علم ہندو دھرم کے بنیادی فلسفہ کو ختم کرنے کے بجائے اس کی حقیقت کو ثابت کر رہا ہے۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں اپنے دھرم میں کہا گیا ہے کہ

کائنات بے کراں ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ آج جو انسان علم کے زور پر چاند پر پہنچ چکا ہے وہ ''کل کائنات'' یہی مطلب نکلتا ہے نا؟ اس کائنات کا نظام بڑا متاثر کن ہے جو ہر میں (آئٹم) کل کائنات مجسم ہے ہزاروں سالہ قدیم ہمارے مذہبی اصول اس سائنس کے ذریعہ سچ ثابت ہو رہے ہیں پھر یہی بات عظیم سائنسداں Einstein نے کہا ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی کوئی ایک ایسی طاقت ہے جو اس کائنات کی تخلیق کی ہے اسی طاقت کو اسی شکتی کو آپ خدا کہے نہ کہے علم کے ذریعہ اس تخلیقی کا پردہ فاش ہوا ہے اس تخلیقی راز کا یہ پردہ فاش کرنے کے دوران ان کو یہ معلوم ہوا ہے اسی لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے جدید علم ہندو دھرم کو بنیادوں سے اکھاڑ دے گا یا علم کی روشنی میں ہندو دھرم میں تبدیلی ضروری ہوگی۔

نوا کال: علم کے عام ہونے کی وجہ سے جو مذہبی روایات ختم ہو رہی ہیں اور جن کی وجہ سے مذہبی عقیدوں کو نقصان پہنچتا ہو ان روایات پر حملہ کرنے اور اصلاح کرنے کی کیا ضرورت نہیں ہے؟

شری گروجی: مذہبی روایات فطرت کو ہی تبدیل کر دیتی ہیں اور یہ ضروری بھی ہیں ضرورت اس بات کی نہیں ہے کہ مذہبی روایات کو سختی کے ساتھ طاقت کے استعمال سے تبدیل کیا جائے اب تو ضروری یہ ہے کہ قدیم ہندو دھرم کے فلسفہ اور آج کے علم جدید میں تال میل کس طرح بنایا جائے اس کو سمجھا کر بتایا جائے مذہبی رہنماؤں کو ہر کام کرنا چاہیے انہیں چاہیے کہ وہ سب ہی میدانوں میں حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہ بات ظاہر کریں کہ سروتی، اسمرتی میں جو دھرم بتایا گیا وہ جدید علم کی روشنی میں کس طرح موجود ہے۔

روایات تو زمانے کے حساب سے تبدیل ہوتے ہی ہیں مگر انہیں طاقت کے ذریعہ تبدیل کرنے کی کوشش میں قدیم روایات کو نقصان پہنچتا ہے اور یہ نقصان بہت بڑا ہوتا ہے روایات میں تبدیلی اس طرح ہو جس سے اس کو کوئی نقصان ہونے نہ پائے اس لیے ضروری ہے کہ مذہبی فلسفہ کو بنیادی اصولوں کو دور جدید کے تناظر میں پیش کیا جائے اور اس پر سماج کو تیار کیا جائے رسم و رواج کو فطرت پر چھوڑ دینا چاہیے۔

نوا کال: ہندو دھرم میں جو ورن ویوستھا ہے کیا اس میں تبدیلی ضروری نہیں ہے؟

شری گروجی: شنکر آچاریہ ''کلیان'' مہانامہ میں جو مضمون لکھا اور جس پر لوک سبھا میں سوال و جواب ہوئے وہی باتیں آپ کے من میں ہے نا؟

نوا کال: جی ہاں

شری گروجی: لوک سبھا میں جو سوال و جواب ہوئے وہ پورے جاہلانہ تھے میرا یہ ماننا ہے کہ سوال کرنے والے نے مضمون پڑھا ہی نہیں اگر پڑھا ہو تو اس کی سمجھ سے باہر تھا اس طرح اس سوال کا جواب دینے والے کی بھی یہی حالت ہے۔

جن کو احساس ندامت ہو وہی لوگ اس بارے میں سوچ رہے ہیں ان کی زندگی ایک مقابلہ ہو کر رہ گئی ہے جب تک یہ مقابلہ رہے گا انسان کتنی ہی مادی ترقی کرے اس کو چین نصیب نہیں ہوگا۔ مقابلہ کے بجائے امداد باہمی کے طریقہ اپنائے جائیں اس سے سکھ چین نصیب ہوگا اس طرح کی سوچ عام ہو رہی ہے اپنا ورن آشرم ویوستھا (ذات پات کا نظام) امداد باہمی تو ہے جس کو آج کی زبان میں Guild (ایسا سماج جو ایک مشترکہ مقصد رکھتا ہو اور ایک مشترکہ کام انجام دیتا ہے) کہا جاتا ہے پہلے جیسے جاتی کہے اس کا روپ ایک جیسا ہی ہے۔

نوا کال: ورن پیدائش سے آتا ہے کیا یہ ویوستھا نامناسب ثابت نہیں ہوتی؟

شری گروجی: پیدائش سے آنے والی ورن ویوستھا میں نہ مناسب کچھ بھی نہیں ہے مگر اس میں لچک رکھنا چاہیے اور وہی لچک تھی اسی لچک کی وجہ سے ورن ویوستھا زندہ ہے۔

نوا کال: مگر اس میں کسی شخصیت کی خواہش دلچسپی کے بغیر کام کرنے کی چھوٹ نہ ہونے سے کیا اس کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی؟

شری گروجی: ''اناشکتی یوگ'' (گاندھی جی کا فلسفہ جس میں روحانیت کو اہمیت دی گئی مادہ پرستی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی) اپنے دھرم کا ایک بنیادی فلسفہ گاندھی جی نے اس کو بڑی خوبی سے انجام دیا ہے صلہ کی تمنا کے بغیر کام کریں یہ کہنے کے بعد کرم تبدیل کرنے کی تمنا کوئی معنی نہیں رکھتا سماج کے استحکام اور ترقی کے لیے یہ ویوستھا ہے کرم پھل صلہ کی تمنا نہ کرنا ہندو دھرم کی بنیادی تعلیم ہے اسی لیے یہ ویوستھا قبول کرنے میں کسی کو کوئی مشکل نہیں ہوتی۔

فوج میں کیا ہوتا ہے فوجی اپنا کام اپنی چاہت سے چنتا ہے کیا؟ فوجی آفسر کے حکم کے مطابق ہی چلتا ہے کسی فوجی کو یہ لگتا بھی ہو وہ خود فوجی آفسر بن جائے اور اس عہدے کے لیے تو وہ فوجی ہی رہے گا اس لیے کہ ان کا نظم وضبط اور تنظیم کی وجہ سے ہی ہے وہ ملک کی حفاظت کرتے ہیں سماج کو منظّم رکھنے کے لیے صلہ کی تمنا چھوڑ کر کام کرنے کے لیے جاتر و ورن ویوستھا ضروری ہے مطلب پہلے جیسی لچک کے ساتھ۔

نوا کال: ہندو دھرم کو تبدیل کرنا مشکل نہیں ہے تو اس میں تبدیلی کیوں نہ ہو؟

شری گروجی: مشکل نہیں کا مطلب رسم و رواج کے معاملہ میں کوئی مشکل نہیں

ہے۔ خدا کے روپ اور پوجا طریقہ میں کوئی مشکل نہیں ہے ہندو دھرم کے ہی دیوتاؤں اور کتنی ہی پوجا کے طریقوں کو اپنے اندر سما لیتے ہیں مگر بنیادی فلسفہ میں اور نظریہ میں کوئی تبدیلی کو کیسے قبول کیا جائے گا۔

''علم مجسمہ سازی یہ بتا دیتا ہے کہ پتھروں میں چار ورن ہیں ان چار ورنوں کے پتھروں کو ایک ساتھ جوڑا جائے تو جوڑ بہت مضبوط ہوتا ہے چند پرندوں کی تخلیق میں بھی چاتر ورن کا قانون لاگو ہے۔ کلیان مہانامہ کے مضمون میں کہا گیا ہے کہ کوے اور بلیوں میں بھی چار ورن ہوتے ہیں مگر اسی بات کو منفی روپ دے کر کہا گیا ہے کہ مضمون میں شودروں کو کتے اور بلیوں کی طرح مانا گیا ہے)

نوا کال: چاتر ورن روایات ہے یا دھرم؟

گروجی: وہ روایات نہیں بلکہ دھرم میں سروتی، سمرتی، اسمرتی۔ ایشور کا بنایا ہوا ہے اس میں چاتر ورن ویوستھا بھی ہے جو ایشور کا دیا ہوا ہے اسی لیے اس میں بھی توڑ مروڑ ہوتی رہی مگر اس میں کوئی فرق نہیں تیسرا آہستہ آہستہ پھر وہ قائم ہو گیا۔

نوا کال: علم اور نظریہ کے بغیر کوئی ریاست ٹک نہیں سکتی اور علم کے ساتھ ساتھ عقل سلیم چاہیے اس کے مطابق کوئی تبدیلی ممکن ہے؟

شری گروجی: علم کے لیے عقل سلیم چاہیے یہ سچ مگر اس میں سے خلاف عقل کوئی بات ہو تو وہ سچ نہیں جھوٹ ہے۔ اپنا دھرم عقل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے اسی لیے بھگوت گیتا کے شروع میں کہا گیا ''عقل کی پہچان'' میں آ جاؤ۔

نوا کال: ہندو دھرم کا چاتر ورن گن کے کے حساب سے ہی تھا مگر بعد میں کیا یہ پیدائشی ہوا؟

شری گروجی: یہ سچ ہے مگر یہ مطلب غلط ہے گن کے معنی قابلیت کے ہیں۔کرم کے معنی اپنے مزاج کے حساب سے کیا گیا کام۔اس کام کے بھی تین اقسام ہیں۔ستو، رجو،تمو، پونر جنم کا مطلب سابقہ جنم میں کئے گئے کام کے مطابق ورن کا عطا ہونا۔ حال ہی میں میں نے ایک مضمون پڑھا اس میں کہا گیا ہے کہ اس جنم کے کرموں کے مطابق ورن تبدیل ہوسکتا ہے یہ ورن سدھانت کی وجہ سے ہے وہ غلط نہیں ہے آپ اگر یہ پوچھیں کے یہ مطلب صحیح ہے تو میں کہوں گا ہندو دھرم میں پیدائشی نظریہ پنر جنم اور کرما کے مطابق پنر جنم'' قبول کرنے کے بعد ضروری ہوجاتا ہے کہ گن اور کرم کا نظریہ صحیح مان لیا جائے۔

نواکال: چھوت چھات کا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟

شر گروجی: ہریجنوں کا چھوت چھات کا مسئلہ بہت مشکل ہوگیا ہے مگر وہ جلد ہی سدھار کی راہ پر آجائے گا۔ وہ جتنا جلدی حل ہوجائے اتنا ہی اچھا ہوگا نہیں تو اسپورشتا نیوارنا ابھیان (چھوت چھات کو ختم کرنے کی تحریک) کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے قدم اٹھانے سے اس کا حل نہیں نکلے گا بلکہ مسئلہ اور الجھ جائے گا اور ٹکراؤ بڑھتا جائے گا جس سے بدلے کی آگ بڑھک اٹھتی ہے اور مسئلہ حل ہونے کی بجائے گنجلک ہوجاتا ہے۔

اسی لیے ہماری یہ کوشش ہے کہ اچھوت مانے جانے والوں کا شدھی کرن کرنے سے بھی اہم کوئی آسان طریقہ نکالا جائے دھرم گرووں کے ذریعہ طریقہ بنایا جائے اور اس کو دھرم سے سند لی جائے اس صورت میں یہ سب کے لیے قابل قبول ہوگا جس کے نتیجہ میں مخالفت کمزور پڑ جائے گی۔

نواکال: یہ طریقہ کتنا آسان ہوگا؟

شری گروجی: اتنا آسان کے گلے میں مالا ڈال کر پرانام کرنا تھا سمرن (ذکر کرنا) یہی کافی ہوگا۔

نواکال: یہ قدم کب اٹھایا جائے گا؟

شری گروجی: بہت جلد اس سمت میں میری کوشش تیزی سے جاری ہے ہریجنوں کی ترقی کے لیے خصوصی طور پر کوشش کرنا چاہیے اپنے گھر میں کوئی بیمار ہوجائے تو لاکھ مشکلات اٹھا کر ہم سب کچھ کرتے ہیں وہی قانون یہاں پر لاگو ہوگا اپنے ہی گھر کا کوئی آدمی بیمار ہے ایسا مان کر قربانی اور ایثار کی جذبہ سے سب ہی لوگوں کو انتھک کوشش کرنا چاہیے۔

نواکال: آپ نے کہا ہے کہ علم نہیں ہے تو اپنا دھرم ہی نہیں ہے عقل تو کہتی ہے کہ گائے بہت کام کا جانور ہے جبکہ مذہبی عقیدہ بتاتا ہے گائے گئو ماتا ہے۔

شری گروجی: گائے کو گئو ماتا کہنا ہی عقل کی بات تو ہے غور کریں آٹھ دس مہینہ جو ہمیں دودھ پلاتی ہے اسے ماتا مانتے ہیں جو ہمیں زندگی بھر دودھ دیتی ہے وہ کیا گئو ماتا نہیں ہے؟ مگر سائنس نے ترقی کی ہے مگر وہاں بھی سائنٹسٹ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ زمین کی زرخیزی ختم ہورہی ہے اور یہ سائنٹسٹ ہی ہیں اب یہ کہنے لگے ہیں کہ گوبر اور کھاد ہی اہم ہے یہ کھاد زمین کی زرخیزی ختم کئے بغیر ہی اپج بڑھاتی ہے۔

جاپان میں کہا جارہا ہے کہ کھیت جتائی کے لیے ٹراکٹر کے مقابلے میں بیل بہت ہی کارآمد ہیں بیل سستا پڑتا ہے مرنے کے بعد بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

مجھے یاد ہے اپنے یہاں کے ''آرا'' کے سجن نے یہ بتایا کہ دوسرے دودھ دینے والے جانوروں کے مقابلے میں اتنے ہی خرچ میں گائے کا دودھ ہم کو وافر مقدار میں مل

جاتا ہے گائے بہت اچھے گن رکھنے والا جانور ہے وہ گئو ماتا ہے۔ پر ہمیشہ کی طرح گناہ گاروں کو اپنے گناہ کا احساس ہو رہا ہے تب ان کی راہ پر جانے سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔

نواکال: گئو ماتا کہنے کی وجہہ سے اگر گائے بوڑھی ہو جائے اور معاشی نقطہ نظر سے نقصاندہ ہو تو بھی ماری نہیں جاسکے اس کا کیا ہوگا؟

شری گروجی: سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جو گائے ماری جاتی ہے وہ بوڑھی نہیں ہوتی اس کے ساتھ یہ بھی اہم بات ہے کہ ہم اپنی ضرورتوں کی وجہ سے بوڑھی گائے بھی معاشی بوجھ نہیں بنتی اب گئو ہتھیا کے معاملہ میں بتاتا ہوں سچ یہ ہے کہ چمڑے کے لیے اور گوشت کے لیے اچھی اور صحت مند گائے ہی ماری جاتیں ہیں۔

آج جو یہاں پابندی ہے اس کے باوجود گئو ہتھیا ہوتی ہے مگر پہلے ریاستوں میں گئو ہتھیا نہیں ہوتی تھی اس وقت یہ بات ذہن میں آئے گی جہاں گئو ہتھیا ہوتی تھی وہاں بوڑھی گایوں کا فیصد 75 فیصد تھا اور جہاں گئو ہتھیاں نہیں ہوتی تھی وہیں تو 20 فیصد تھا یہ اعداد وشمار دیکھ کر سابقہ چیف جسٹس حیران ہوگئے ان اعداد وشمار کا مطلب ہے کہ ہمیں ماننا پڑے گا بوڑھی گایوں کی ہتھیا نہیں ہوتی بلکہ صحت مند گایوں کی ہی ہوتی ہے۔

نواکال: مذہبی رہنماؤں سے جس کام کی امید ہے اس کام کے نقطہ نظر سے سابقہ شنکر آچاریوں کے کام کا تجزیہ کریں تو آج ان کا کام غیر اطمینان بخش ہے؟

شری گروجی: کوئی بھی تنظیم زیادہ دنوں تک اچھی نہیں رہا کرتی پھر بھی یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ شنکر آچاریوں کے پیٹھوں کا کام ایک ہزار سال تک اچھا چلتا رہا۔

نواکال: اس کا یہ مطلب ہے کہ پچھلے دوسو سال سے ٹھیک نہیں چل رہا ہے؟

شری گروجی: جیوتر مٹ Jyothir Math کے پیٹھ پر تو کوئی ایک سو پچاس سال تک کوئی شنکر آچاریہ تھے ہی نہیں وہ پیٹھ خالی تھا اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ ایک ہزار سال تک ٹھیک چلا۔

نوا کال: شنکر آچاریہ کا اہم کام کیا ہونا چاہیے؟

شری گروجی: اخلاق حسنہ کا پرچار کرنا چاہیے اس کا مطلب ہے سچی وصاف قومی جذبہ کو عوام میں ابھارا جائے اور اس کو جگایا جائے علم کے ساتھ اپنے دھرم کا تال میل کس طرح ہو پراوچن دیتے ہوئے دیش کے کونے کونے میں اس کا پرچار ہو اس سے سماج کی سوچ صاف ستھری ہونے میں مددگار ثابت ہوگی۔

نوا کال: سب کا کو مساویانہ موقع ملے اس نظریہ کو کس طرح عمل میں لایا جائے گا؟

شری گروجی: سب سے پہلے آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مساوات کا مطلب نوکری نہیں ہے انگریزوں کے دورِ حکومت میں اکثر نوکریوں اور رائے بہادر بنے کی دھن میں لگ گئے لیکن آزاد رہ کر سماج کی خدمت کرنے کی بجائے انگریزوں کی غلامی پر راضی ہوگئے ایسا کرنے سے سماج کا نقصان ہوا جبکہ سماج کی رہنمائی کرنا تھا برہمنوں کے اس کام سے سماج کو بہت نقصان پہنچا۔

ہر شخص کو اپنا کام کرنا چاہیے اور تعلیم حاصل کر کے اس سے اچھی طرح سیکھنا چاہیے کسان کا لڑکا تعلیم حاصل کرے تو ہی کھیتی چھوڑ کر نوکری کے پیچھے بھاگتا ہے اس میں کس کا فائدہ ہے اس سے دیش کا توازن بگڑ رہا ہے تعلیم صرف پیٹ بھرنے کے لیے نہیں بلکہ زرعی میدان میں فائدہ ہو ایسی تعلیم حاصل کرنے کا سب کو برابر کا موقع ملنا چاہیے۔

انگریزوں کے دورِ حکومت میں نوکریوں لے کر برہمنوں نے جتنا نقصان پہنچایا ویسا ہی آج کے جنگ آزادی کے سپاہیوں نے پہنچایا ہے جیل جانے اور قربانی دینے سے ان کو جو اہمیت اور عزت ملی ان ہی لوگوں نے حکومت اور اقتدار کے پیچھے پڑ کر سماج کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے حقیقت میں جو آزاد خیال لوگ تھے جو حکومت چلانے کے قابل تھے اقتدار ان ہی کے ہاتھوں میں دینا چاہیے تھا ایسا کرنے کے بجائے جو لوگ آزادی کے لیے جیل گئے جنہوں نے ستیاہ گرہ کیا وہی اقتدار پر آ گئے اقتدار سے سرشار ہو کر انہوں نے اہمیت کھودی اس طرح وہ سماج کے لیے خطرہ بن گئے۔

گاندھی جی نے کانگریس کو تحلیل کرنے کا جو خواب دیکھا تھا وہ بہت ہی اچھا تھا۔ گاندھی جی کا مشورہ ایسا ہی تھا جو حالت جنگ میں حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے وہی حکمت عملی امن کے حالات میں اختیار کی ان کی آزاد خیالی اور خود اعتمادی سے پر ہونے کے باوجود ان کی کسی نے نہیں سنی۔

وزراء کا رہن سہن بہت ہی سادہ رہنا چاہیے آنے جانے والوں پر خرچ تو ہوتا ہی ہے مگر وزراء کو گاندھی جی کی طرح جھونپڑی میں رہنا چاہیے وجئے نگر کے مادھو چاریہ شمال میں آریہ چنک دونوں میں شان وشوکت تھی وہ سب کچھ رکھنے کے باوجود فقیروں جیسا ہی رہے مادھو چاریہ تو ایک جھونپڑی میں رہتے تھے جان کا خطرہ ہے ایسا آگاہ کرنے پر بھی اس پر وہ توجہ نہیں دیتے تھے۔

اس کے برخلاف ہمارے وزراء کی شان وشوکت کچھ اور ہی ہے آج بھی اپنے چاروں طرف افلاس وغربت دیکھتے ہوئے بھی ان کا عیش وآرام چلتا ہے۔

نوا کال: یکجہتی کیسے قائم ہوسکتی ہے؟
شری گروجی: اقلیتوں کے حقوق اور حقوق خصوصی کے نظریہ سے یکجہتی کے بارے میں سوچنا بھی یکجہتی کو پارہ پارہ کردیتا ہے سیاسی قائدین قابل افسوس کام کررہے ہیں ایک ایک جماعت کی ایک علاقہ کی اہمیت بنائے رکھنے کی بات اتنی ہی نقصاندہ ہے حیدرآباد اور گوا کا خصوصی موقف اس کا کیا مطلب ہے اس سے علیحدگی پسندگی کو بڑھاوا ملتا ہے اور مقابلہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے ایسا سمجھئے کہ کمزور آدمی کو کمزور بنائے رکھنے کی کوشش کررہے ہیں پچاس قسم کے کپڑے جوڑ کر کشمیری شال نہیں بنتی وہ گودھڑا بنتا ہے علیحدگی پسندانہ سوچ سے استسنا کے بغیر بھارت کو یکجہتی کا دوشالہ ہاتھ نہیں آئے گا۔
(بحوالہ شری گروجی سمگرا گھند صفحہ نمبر: 163 تا 173)

ضمیمہ نمبر۔3

نہرو پٹیل اور امبیڈکر کے اہم خطوط

وزارت میں اختلافات

نہرو کا خط سردار پٹیل کے نام بتاریخ 27اپریل 1948

میں بمبئی میں چار دن اہم کاموں میں کی مصروفیت کے بعد لوٹا ہوں تھک کر چور چور ہو گیا ہوں مگر یہاں پہنچتے ہی مجھے مختلف مسائل سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان میں ایک نیا مسئلہ ہے امبیڈکر نے حال ہی میں لکھنو میں ایک تقریر کی اس کو آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا۔ 26/اپریل کے نیشنل ہیرالڈ میں اس کی تفصیلی رپورٹ دی گئی میں سمجھ نہیں پایا یہ کہ اس تقریر کے بعد امبیڈکر ہماری وزارت میں بحیثیت وزیر کیسے رہ سکتے ہیں؟ میں انہیں خط لکھ رہا ہوں جس کی ایک کاپی آپ کو اپنے خط کے ساتھ روانہ کر رہا ہوں بحوالہ

(Sandarbh- sardar patel Chuna Huapatr Wavaha Khand-2 p:252)

جواہر لال نہرو کا خط بی آر امبیڈکر کے نام بتاریخ 27/اپریل 1948ء

آج دوپہر میں دہلی لوٹنے پر آپ کی اس تقریر کی رپورٹ میں نے پڑھی جو آپ نے لکھنو میں حال ہی میں کل ریاستی جاتی سمیلن میں کی تھی آپ کو قبول کرنا چاہیے کہ آپ کی یہ تقریر پڑھ کر مجھے تعجب اور دکھ ہوا۔ کیوں کہ آپ حکومت میں ایک ذمہ دار منسٹر ہیں اس لیے کھڑے ہوتے ہیں اس تقریر میں کچھ شخصیتوں اور کانگریس پر حملہ کئے گئے اور کانگریس کے کارکنوں میں پھوٹ ڈالنے کی اپیل کی گئی۔

آپ نے تقریر میں یہ بھی کہا ہے ''ہمارے عام کارکنوں کی بڑی تعداد غدار ہیں جب ان کی ہم قلعی کھول دیں گے اور اپنے آپ کو مضبوط بنائیں گے اس وقت ہم نہرو اور پٹیل کی جگہ لے سکتے ہیں''۔

رپورٹ میں آپ کی تقریر کی بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو مجھے ایک وزیر کے منہ سے بڑے عجیب لگتے ہیں میں ان کا حوالہ نہیں دوں گا۔

ہم نے سرکار میں اور دستور ساز کمیٹی میں آپ کی کارکردگی کا استقبال کیا اور آپ نے جو کام کیا اسے میں بنیادی مانتا ہوں۔ ایک ایسا خیال کسی بھی موقع پر میرے دہن میں نہیں آیا جب میرے کسی ساتھی نے ایسا کچھ کہا ہو جس سے آپ کو لگے آپ کو نظر انداز کیا جارہا ہوں میں امید کی تھی آپ ہماری مدد کریں گے اور یہ مدد بڑھے گی آپ کے کام اور مشوروں سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

مگر آپ کی تقریر ایسی ہے اس کے شائد میں کسی وزیر کو ذمہ دار مان سکتا

ہوں یہ کانگریس پر جو موجودہ سرکار پر یایوپی کی ریاستی سرکار اور اس کے موجودہ وزیراعلیٰ پر کیا گیا حملہ ہے اور وزیراعظم کے ناطے مجھ پر نائب وزیراعظم پر کیا گیا حملہ ہے۔ آپ خاص طور پر کہتے ہیں اگر آپ کی تقریر کی صحیح رپورٹ پیش کی گئی ہے تو آپ کا مقصد دھکے مار کر اقتدار سے ہٹانا ہے۔ غدار کا آپ کا اشارہ شائد ہمارے ساتھی جگجیون رام اور ان جیسے خیالات رکھنے والوں کی طرف ہے اگر یہ خیالات آپ نے ہمارے سامنے بتاتے ہوتے تو بھی میرے لیے اور آپ کے لیے پریشان کن حالات بن جاتے مگر عوام میں یہ بات کہنے سے پریشانی دوبالا ہوجاتی ہے اگر وزیر ہی ایسی باتیں کریں تو پھر وزیر کی کوئی ذمہ داری نہیں رہ جاتی وزیراعظم کو بھی اپنی دوکان سمیٹ لینا پڑے گا۔

میں اس بارے میں کچھ زیادہ نہیں لکھ رہا ہوں بس آپ کو تو تقریر کے خطرناک نتائج کی طرف آپ کو متوجہ کررہا ہوں جو آپ کا بیان کیا ہوا بتایا گیا ہے اسی بنیاد پر شائد ہی آپ کی مدد اور تائید کے ذریعہ مل کر کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ مجھے یہ بتائیں یہ رپورٹ صحیح ہے یا نہیں میں آپ کا شکر گذار رہوں گا۔

(Sandarbh- sardar patel Chuna Hua patr Wavaha Khand-2 p:244-245)

بی۔آر۔امبیڈکر کا خط سردار کے نام یکم/مئی 1948ء

مہربانی فرما کر اپنا 29/اپریل 1948ء کا خط دیکھیں (چھاپہ نہیں ہے) مجھے وزیراعظم کا خط ملا ہے جس میں مجھے اپنی اس تقریر کے اہم حصوں کے بارے میں پوچھا گیا جو میں نے 25/اپریل 1948ء کو لکھنو میں کیا تھا۔ میں ان کے خط کے جواب میں لکھے گئے اپنے 28اپریل 1948ء کی اس تقریر کے پورے خدوحال بتاتا ہوں اس خط کی ایک کاپی آپ کے لیے روانہ کررہا ہوں آپ دیکھیں گے کہ میری تقریر سے اخباروں کی رپورٹ کتنی مختلف ہے لکھنو میں نے جو کچھ کہا اس کا کوئی بھی انصاف پسند اور غیر جانبدار آدمی مخالفت نہیں کرسکتا۔

(Sandarbh- sardar patel Chuna Hua patr Wavaha Khand-2 p:244-246)

بی۔آر۔امبیڈکر کا خط جواہر لال نہرو کے نام بتاریخ 28/اپریل 1948ء

مہربانی کر کے اپنا 27/اپریل 1948ء کا خط دیکھئے جس میں آپ نے میری اس تقریر کے بارے میں اپنا اعتراض ظاہر کیا تھا جس کو میں پریگنت جاتی سنگھ Pariganit Jati Sangh کے جلسہ میں 28اپریل 1948 کو دیا تھا میں نے اپنی تقریر کی رپورٹ اخبار میں نہیں دیکھی میں نہیں جانتا آپ نے کس اخبار کی رپورٹ پڑھی ہے اسی لیے میں اس رپورٹ کی ایک ایک لفظ کی جانچ کرنے سے مجبور ہوں بدقسمتی سے جلسہ میں جو تقریر کی تھی وہ لکھی ہوئی نہیں تھی مگر میں اس تقریر کے اہم نکات کو بتا سکتا ہوں جس پر میں نے بات کی تھی ان سب کا حاصل یہ ہے میں اس تنقید کا جواب دیا تھا جس پر میرے پیرکاروں نے مخالفت کی بنیاد پر مجھ پر تنقید کی تھی وہ اس طرح ہے۔

1۔ کابینہ میں شامل ہونے کے بعد میں خاموش کیوں ہوں؟

2۔ کانگریس سرکار میں کیوں شامل ہوا؟

3۔ مستقبل میں کیا کرنے والا ہوں؟

پہلے سوال کے بارے میں نے کہا

پریگنت جاتی سنگھ میں سیاسی حقوق کی مانگ کی تھی جس میں سب سے اہم تھا پرتیک نرواچک منڈل خصوصی انتخابی حلقہ۔ سابقہ چناؤ کے نتیجوں کو کسوٹی مانا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ پریگنت جاتیاں اس مانگ کے پیچھے تھیں اس کے باوجود کیبنٹ مشن نے Cabintemission ہماری مانگ کو نامنظور کر دیا تھا اس کے دو وجوہات تھے۔

1۔ ہمارا موقف مسلمانوں اور سکھوں کے مقابلہ میں کمزور تھا
2۔ ہمارا سماج تقسیم تھا جس میں مختلف لوگ غدار تھے

کیبنٹ متن کا فیصلہ پریگنت جاتیوں کو آزاد سیاسی گروہ کی حیثیت کو ختم کر دینے والا تھا اور سیاسی تحفظات کے بغیر پریگنت جاتیوں کو تباہی کے کنارے کھڑا مانتا ہوں میرے سامنے گہرا اندھیرا چھا گیا۔

دوسرے سوال کے بارے میں کہا۔

یہ سچ ہے کہ میں کانگریس کا مخالف اور ناقد رہا ہوں ساتھ ہی میں صرف مخالفت کرنے پر بھی ایقان نہیں رکھتا جہاں ہم تائید سے کچھ حاصل کر سکیں وہاں تائید کرنے کی بھاونا رکھتا ہوں میں نے سوچا کہ کانگریس کے ساتھ لڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اسی لیے میں نے ان کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا اور ان کی تائید سے دستور ساز کمیٹی میں اپنے لوگوں کے حقوق حاصل کر سکا جو میں کسی اور طریقہ سے حاصل نہیں ہو سکتے تھے اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے میں نے کچھ مثالیں دیں۔ میری مرکزی وزارت میں شامل ہونے کے معاملہ میں میں نے کہا دو وجوہات ایسے تھے اسی لیے میں شامل ہوا۔ پہلی بغیر کسی شرط کے، دوسرا میں سرکار کے باہر رہنے کے بجائے سرکار میں رہ کر اپنی پریگنیت جاتیوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی خدمت بہتر طریقہ سے کر سکتا ہوں میں نے کہا کہ پریگنت جاتیوں کو اب یہ ڈر نہیں ہے کیونکہ ان کے خلاف کوئی بڑے قانون نہیں بنیں گے اب انہیں اس بات کا ڈر نہیں ہے ہمارا جھگڑا اور غیر انصاف پسند انتظامیہ ہے کیوں وہاں پریگنت جاتیوں کے اثر کی کمی ہے۔ انتظامیہ پریگنت جاتیوں کے بارے میں کوئی ہمدردی نہیں رکھتا۔ کیونکہ پوری طرح اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے

قبضہ میں ہے جو پریگنت جاتیوں سے بیگار کرتے ہیں ہر روز ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے ہیں یہ ظلم اور غنڈا گردی تب ہی دور ہوگا ملک کی انتظامیہ میں زیادہ سے زیادہ نمائندگی ملے یہ کام سرکار سے باہر رہنے کے بجائے سرکار میں رہ کر زیادہ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔

تیسرے سوال کے بارے میں میں نے کہا

کانگریس میں شامل ہونا بے کار ہے کیونکہ اب دیش میں دو بڑی پارٹیاں بن گئی ہیں۔ سرکار پر تنقید کرنے کے لیے حسب مخالف ہونا چاہیے اس کی غیر موجودگی میں سرکار آسانی سے آمریت کا روپ لے سکتی ہے۔ کانگریس جلتے گھر جیسی ہے کانگریس میں ایسے بہت سارے لوگ ہیں جو حسب مخالف بنانا چاہتے ہیں یہ بڑی شدت سے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ دوسرے کانگریس ختم ہو رہی ہے سماج وادی اس سے باہر نکل گئے ہیں یہ کتنی بڑی شکتی کھڑا کریں گے یہ آج کوئی نہیں کہہ سکتا۔ امید یہ ہے کہ یہ بڑی بھاری طاقت بن جائیں گے۔ اگر چل کر دو پیارٹیاں ہوں گی ایک کانگریس اور دوسرا سماج وادی سوال یہ نہیں ہے کہ ہم کانگریس میں شامل ہو یا نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ میں کانگریس میں شامل ہونا چاہیے یا سماج وادی میں میں نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ کو تیسری پارٹی بنانا چاہیے تا کہ پریگنت جاتیوں کے توازن قائم رکھ سکیں جس کے نتیجہ میں سودا کرنے کی طاقت حاصل ہوگی کسی سیاسی جماعت کا صرف نمائندہ بن کر اس میں شریک ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اگر وہ کچھ دیتی ہے تو صرف عہدے دیتی ہے وہ طاقت نہیں دیتی۔

میں نے یہ بھی کہا کہ آپ کے اس جلسہ میں ابھی ایک قرارداد پاس کی گئی ہے

جس میں گوبند پنتھ سرکار پر اس لیے تنقید کی گئی ہے۔ صرف دس فیصد آپ کے لیے محفوظ رکھیں ہیں جبکہ صاف ستھری مردم شماری کی بنیاد پر آپ کو تقریباً 22 فیصد نوکریاں حاصل کرنے کا حق ہے۔ پنتھ آپ کو آپ کا پورا حصہ کیوں نہیں دیتے اس کی وجہ یہ ہے کہ یو پی کے اسمبلی میں ان کو مکمل اکثریت حاصل ہے وہ آپ کے محتاج نہیں ہیں اگر آپ لوگ ایک سیاسی جماعت کے روپ میں متحد ہو جائیں گے جو مذاکرات کرنے کے قابل ہوں تب آپ 22 فیصد کی مانگ منوا سکتے ہیں اور ان کو دینا پڑے گا۔

اس کے بعد یہ پریگنت جاتیوں اور موجودہ پسماندہ طبقات کی اتحاد کے سوال پر بولا اس سوال کے چرچا میں میں نے جلسہ میں حاضر پسماندہ طبقات رہنماؤں پر تنقید کی میں نے یہ کہا یہ بڑے دکھ کی بات ہے یہ دونوں طبقات جن کی ضرورت مساوی ہے ایک نہیں ہوتے، اس کی وجہ یہ ہے پسماندہ طبقات پریگنت جاتیوں سے تعلق و تال میل رکھنا نہیں چاہتی کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ ایسا تعلق ان کو ان کے مقام سے نیچے گرا دے گا میں نے یہ بھی کہا پریگنت جاتیوں اور پسماندہ طبقات کے درمیان آپسی شادیاں ہوں ساتھ بیٹھ کر کھانے کے ذریعہ تعلقات قائم رکھنے کے لیے جذباتی نہیں ہوں وہ چاہیں تو آزادی سے ایک سیاسی گروہ میں بنے رہے بغیر کوئی کارن کے اپنی سابقہ حالت کو دور کرنے کے لیے سیاسی پارٹی بنانے میں کیوں ہاتھ نہیں ملایا جا سکتا میں نے بتایا کہ پریگنت جاتیوں نے دیش کی سیاست میں حصہ لے کر کس طرح کچھ حد تک اپنی حالت کو سدھار لیا ہے کوئی وجہہ نہیں ہے کہ پسماندہ طبقات ایسا کیوں نہیں کرتے میں نے کہا پریگنت جاتیوں اور پسماندہ طبقات مل کر اس دیش کی آبادی کا اکثریت میں ایسی کوئی وجہہ نہیں ہے کہ اس دیش پر حکومت کیوں نہ کریں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ

سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے منظّم اور متحد ہوکر جدو جہد کریں اور یہ سیاسی اقتدار بالغ رائے دہی کی وجہ سے آپ کا اپنا ہے۔لوگ ہمت نہیں کرتے کیونکہ ان پر پست ہمتی لا دی گئی ہے اور یقین دلایا گیا ہے کانگریس سرکار ہمیشہ اس دیش میں بنی رہنے والی ہے میں نے کہا کہ آپ کی یہ سوچ غلط ہے جمہوریت میں کوئی بھی سرکار مستقل نہیں رہتی۔ کانگریس کے دو اہم قائدین پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار ولبھ بھائی پٹیل کے ذریعہ چلنے والی سرکار بھی اگر آپ متحد ہو جائیں تو آپ بھی سرکار پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

میں نے جلسہ میں جو کچھ کیا تھا اس کی اپنی سوچ کے مطابق میں نے زیادہ سے زیادہ واضح اور صحیح رپورٹ پیش کی ہے۔

اب یہ کہنے کی جسارت مجھے دیں گے میں کبھی غیر شائستہ انداز سے نہیں بولتا میں لکھی ہوئی تقریر کروں۔فلبدی میں ہمیشہ خاص مسئلوں پر ہی بولتا ہوں ایسا ہی میں نے لکھنو کے جلسہ میں بولا تھا۔

آپ نے میری تقریر پر جو خیالات ظاہر کیے ہیں ان کے بارے میں نیچے کی ان باتوں پر آپ کا خیال مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

1۔ اس میں کانگریس کے خلاف کوئی دشمنی اور مخالفت کا جذبہ نہیں تھا جبکہ حقیقت میں کانگریس کے ساتھ اپنی تائید کو ضروری قرار دیا۔

2۔ اس میں موجودہ سرکار کے کسی بھی رکن کا ذکر نہیں تھا میں نے آپ کا یا سردار پٹیل کے بارے میں جو کچھ کہا، ناشائستہ نہیں تھا اور نا تعصب سے پُر

3۔ اس موجودہ وزیر کی بھولوں اور غلطیوں پر تنقید کا دور دور سے بھی تعلق نہیں تھا۔

آپ کے اس مسئلہ کے بارے میں فرقہ پرست تنظیم بنانے کی حمایت کرتا ہوں

میں کہوں گا کہ آپ شائد اس مباحثہ کو بھول گئے ہیں جو مجلس وزیر میں فرقہ پرست تنظیموں کے بارے میں ہوئی اس وقت میں نے بتایا تھا کہ جب تک پریگنت جاتیوں کو سیاسی تحفظات دیئے جائیں گے تب تک ان کے لیے اپنی سیاسی تنظیم بنانا ضروری ہوگا تا کہ ان کو دیئے گئے تحفظات ذائل نہ ہو جائیں اس وقت آپ نے اس مسئلہ کی سچائی کو قبول کیا تھا اور پارلیمنٹ میں اس کا جواب بھی دیا تھا۔

مجلس وزراء کی ذمہ داری کے بارے میں جو آپ کہتے ہیں اس کی میں قدر کرتا ہوں میں یہ کہنے کی ہمت کرتا ہوں کسی وزیر نے اتنی احتیاط سے اس پر عمل نہیں کیا جتنی احتیاط میں نے کیا ہے آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں گے مجلس وزراء کے سامنے جو سوال آئے ان میں سے اکثر سوالوں پر میرا اپنا نقطہ نظر رہا ہے جو آپ کے نقطہ نظر سے مختلف ہے ان میں سے کچھ بڑے اہم تھے جس کی وجہ میں بہت پریشان ہوا ہوں اس کے باوجود میں نے کبھی بھی جلسوں اور اخباروں میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ سچ پوچھا جائے تو میں نے جلسوں میں تقریر کرنے کے لیے اس لیے گریز کرتا ہوں کہ وہاں پر مجھے سرکار کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات کہنی پڑتی ہے میں موجودہ سرکار کا سب سے خاموش رکن ہوں یہ خاموشی صرف مجلس ویزر کی ذمہ داری کا پالن کرنے کے لیے جان بوجھ کر اپنے اوپر لاگو کرلیا ہوں۔

آپ نے لکھا کہ آپ کو اور نائب وزیراعظم کو اپنے عہدہ سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہوں اس کے بارے میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ آپ میرے دیئے ہوئے بیان کے اس حصہ پر توجہ دیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس میں کوئی ایسی چیز سرے سے ہے ہی نہیں جس مسئلہ پر آپ کا اور آپ کے سردار کے بارے میں جو بیان کیا گیا ہے وہ صرف

مثال کے طور پر اس میں کوئی سازش نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا وچار نہیں ہے جس سے آپ کو شخصی پریشانی کا باعث بنے اس کے علاوہ تقریر کا سارا حصہ نئے دستور کے نظریہ پر ہے جو الیکشن کے بارے میں موجودہ سرکار کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اخبار کی بھی مجھ پر مہربان نہیں رہے انہوں نے ہمیشہ میں نے جو کچھ کہا اس کو توڑ مروڑ کر سیاس وسباق سے ہٹا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے مجھے یقین ہے کہ میری لکھنو کی تقریر کے ساتھ بھی یہی ہوا اسی لیے میں امید کرتا ہوں اس تقریر کا وہ حصہ آپ کو دکھایا گیا ہے اس کو غلط طور پر پیش کیا گیا ہے میں نے جو کچھ کہا تھا اس کی تصویر آپ کو پیش کردی ہے۔

(Sandarbh- sardar patel Chuna Hua patr Wavaha Khand-2 p:246-251)

سردار کا خط بی آر امبیڈکر کو 6 رمئی 1948ء

آپ کے یکم رمئی 1948ء کے خط کا شکریہ

آپ کی تقریر جو اخبارات میں چھپی پڑھ کر مجھے افسوس ہوا تھا میں اسے سچ رپورٹ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اس وجہ سے میں نے ایک دن تک انتظار کیا ایسا مان کر کہ آپ اس کی تردید کریں گے۔ میں نے تب ہی آپ کو خط لکھا جب آپ کا کوئی تردیدی بیان نہیں آیا یہ جان کر مجھے خوشی ہوئی کہ میرے پہلا ردعمل صحیح تھا اور تقریر کا وہ حصہ جو اخبار میں چھپا آپ کی تقریر سے مختلف ہے میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ آپ سرکار چھوڑ دیں شخصی طور پر ایسا چاہنے والا آخری آدمی میں ہوں گا گیڈگل جی نے آپ کا سندیش دیا میں نے ان سے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ امبیڈکر سرکار میں بنے رہیں میرا یقین ہے کانگریس کے ساتھ رہنے سے ہی پریگنت جاتیوں کی حقوق کا تحفظ بہتر طریقہ سے کرسکوں گے بے شک کبھی آپ کو ایسا محسوس ہو کانگریس ان کے حقوق کو نقصان پہنچانے کا کام کررہی ہے تو اس وقت آپ اس کا ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔

اس بات میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ جہاں تک قانون کا تعلق ہے پریگنت جاتیوں کو ڈرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں

ہے اور انتظامیہ میں ان کا ڈر واجبی معلوم ہوتا ہے مگر انتظامی معاملات میں بھی مجھے یہ معلوم ہے عام طور پر انتظامی امور دیکھنے والے افسران دن بہ دن پریگنت جاتیوں کے تیئں ان کا رویہ ہمدردانہ ہوتا جارہا ہے۔ پریگنت جاتیوں کو نوکریوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ دیا جائے تو اور بھی بات بڑھے گی وہاں بھی مخالفت کے بجائے تعاون سے بہت زیادہ سدھار ہوگا یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ آپ اس بات کو اپنی تقریر میں جگہ دی اب میری صحت کافی اچھی معلوم ہوتی ہے اب سرکار کے کام کاج میں آہستہ آہستہ فعال طریقہ سے کام کرنے لگا ہوں امید ہے کہ کچھ مہینوں میں میری صحت معمول پر آجائے گی۔

(Sandarbh- sardar patel Chuna Hua patr Wavaha Khand-2 p:251-252)

ضمیمہ۔4

جواہر لال نہرو کا رزرویشن کے خلاف لکھا رازدارانہ خط

رزرویشن سے ایک ملک میں دو ملک بن جائیں گے

پنڈت جواہر لال نہرو

13/دسمبر 1946ء کو دستور ساز کمیٹی کی میٹنگ میں ایک قرارداد پیش کی۔قرار داد میں کہا، اقلیتوں، پسماندہ طبقات، درجہ فہرست قبائل، درجہ فہرست ذاتوں کو مکمل رزرویش دیا جائے گا''۔اس کے پیچھے ایک خاص مقصد تھا، وہ تھا جنگ آزادی میں ان کو شامل کیا جائے اور آزادی حاصل کی جائے۔مقصد رزرویشن دینا نہیں تھا صرف تائید حاصل کرنا تھا۔آزادی ملتے ہی نہرو اپنے وعدہ سے مکر گئے۔26/مئی 1949ء کو پسماندہ طبقات کو رزرویشن نہ ملے اس کا اعلان کیا پسماندہ طبقات کو نہرو اور دستور ساز کمیٹی کے سبب ہی برہمن OBC کو OBC ماننے تیار نہیں تھے۔ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے OBC's کی لڑائی لڑی۔ پسماندہ طبقات کون ہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے آزادی کے بعد جب دستور لاگو ہوا صدر جمہوریہ کا قرض تھا پسماندہ طبقات کے لیے کمیشن کا اعلان کرے مگر کمیشن نہیں بٹھایا گیا اسی لیے بابا صاحب امبیڈکر نے وزارت قانون سے استعفیٰ دیا اس کے بعد نہرو پر دباؤ پڑا مگر انتقام کے جذبہ سے نہرو نے بابو جگجیون رام اور بھولا پاسوان شاستری کو ان کے خلاف اٹھایا ڈاکٹر امبیڈکر پسماندہ طبقات کی ایک سبھا کرنے کے لیے بہار گئے تھے اس وقت سبھا پر بابو جگجیون رام اور بھولا پاسوان شاستری نے بابا صاحب پر پتھراؤ کئے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے نہرو پسماندہ طبقات کو کچھ بھی نہیں

دینا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ کوشش تھی کہ وہ کبھی بیدار نہ ہو۔ پھر مجبور ہوکر نہرو نے کاکالیکر کمیشن Kakakaleker Commission قائم اور بعد میں اس میں پارلیمنٹری بورڈ پر ہی نہیں بلکہ کھڑکی تک بھی آنے نہیں دیا۔ کالیل کر کمیشن کے خلاف رپورٹ لکھوا کر 1955ء میں کچرے میں ڈال دیا۔ 1956ء میں نہرو نے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کو قتل کروایا اور اس کی DIG Saxeena کمیشن کی رپورٹ دبادی گئی۔ ڈی آئی جی سکسینا 1960ء کے دہے میں پسماندہ طبقات کمیشن کو لاگو کرنے کی مانگ کرنے لگے اس وقت نہرو نے وزراء اعلیٰ کی ایک میٹنگ بلوائی اس میں سب کو سمجھایا کہ دستور اور رزرویشن پر عمل نہیں کرنا ہے اس کے بعد نہرو نے 27/جون 1961ء کو وزراء اعلیٰ کے نام خفیہ خط لکھا یہ خط رون شوری کی رزرویشن کے خلاف کتاب Falling Over Backwords، اس کتاب کے مقدمہ چھپا ہے یعنی آر ایس ایس کے لوگ کانگریس کی سوچ اور نظریہ کو لے کر کام کررہے ہیں یہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اس خط کا کچھ حصہ نیچے دیا جارہا ہے۔"''بہتر اور کارکن کارکردگی صلاحیت اور روایاتوں کے حدود کو توڑ کر باہر آنا پڑے گا اس معاملہ میں میں نے یہ بتادیا ہے اس کے لیے کسی خاص ذاتی یا گروہ کو خاص مدد دینے کی پرانی عادت سے باہر آنا ہوگا حال ہی میں ہم سب نے ملک کے اتحاد پر سب ایک جان ہیں۔ کا اظہار کیا تھا اس بارے میں ایک میٹنگ لی گئی تھی اس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ ذات کی بنیاد پر نہیں بلکہ اقتصادی بنیادوں پر مدد کی جائے۔ ST, SC کی مدد کرنے کے لیے ہم کچھ قانون قواعد وضوابط سے بنے ہوئے ہیں اور جاتی جن جاتی کے لوگ مدد کے قابل ہیں پھر بھی مجھے کسی بھی طرح کا رزرویشن خاص طور پر انتظامیہ میں تو پسند نہیں ہے اس کی وجہ غیر کارکرد انتظامیہ اور ملک

میں ایک نیا ملک وجود میں آئے گا ایسے کسی بھی معاملہ میں میری زور دار مخالفت رہے گی۔ میں میرے دیش کو ہر چیز میں، ہر میدان میں اول دیکھنا چاہتا ہوں جس لمحہ آپ دوسرے درجہ کو قبول کریں گے اس لمحہ سمجھو ہم نے سب کچھ کھو دیا۔

کسی پسماندہ طبقہ کے گروہ کی مدد کرنا کا صحیح راستہ یہ ہے کہ اسے اچھی تعلیم و تربیت دی جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ٹیکنیکل تعلیم بھی کیونکہ دن بہ دن اس کی اہمیت بڑھ رہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسری قسم کی مدد کرنا یعنی بیساکھی دینے جیسا ہے اس بیساکھی کی مدد سے جسم کمزور ہو جاتا ہے اور نہ ہی صحت درست رہتی ہے۔

حال ہی میں ہم نے دو اہم فیصلے کئے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کو مضبوط کیا جائے دوسرا یہ کہ قابل طلباء کو زیادہ سے زیادہ وظائف دیئے جائیں یہ صرف زبانی ونظریاتی تک ہی نہ رہے بلکہ ادب سائنس ٹیکنالوجی مختلف علوم میں سب ہی طلباء و طالبات کو دیئے جائیں کیونکہ ایسے بچے ہی سب کی عزت بڑھا سکتے ہیں۔ اس دیش میں طباع فطرت کے لیے جہالت ایک بڑا مسئلہ ہے صرف اسی ذہانت کو پھلنے پھلنے اور اظہار کا موقع دیں تو اسی وقت ممکن ہوگا اس کا مجھے پورا یقین ہے۔

اگر ہم مذہب یا ذات کی بنیاد پر رزرویشن دیں تو ذہین اور لائق لوگ کچرے کے نیچے دب جائیں گے پھر بچیں گے دوسرے یا تیسرے درجہ کے!! ذات پات کی بنیاد پر رزرویشن کس حد تک پہنچ گیا ہے یہ دیکھ کر مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے اس طرز پر جانا بے وقوفی نہیں تو تباہی طے ہے پسماندہ طبقات کو ہم ہر طرح کی مدد کریں گے مگر کارکردگی کی بنیاد پر قابلیتوں کی قربانی دے کر نہیں دیش کو ہر میدان میں ہم کو آگے لے کر جانا ہے کمتر قابلیت کے لوگوں سے کیا یہ ممکن ہے؟

پنڈت جواہر لال نہرو

ضمیمہ نمبر۔5

سری سری روی شنکر کا متنازعہ دھمکی آمیز خط

آرٹ آف لیونگ یا آرٹ آف کلنگ (Art of Living or Art of Killing)

آرٹ آف لیونگ کے نام سے کام کرنے والے سادھو سری سری روی شنکر نے سادھوگری چھوڑ کر آر ایس ایس کے اشاروں پر آرٹ آف کلنگ (فن قتل) یہ غنڈہ گری شروع کردی۔ سری سری روی شنکر نے بھارت کو سیرہ بنانے کی دھمکی دی اور خاص بات یہ ہے کہ ہماری عدلیہ اور انتظامیہ خاموش ہے کیا بھارت میں جمہوریت ختم ہوگئی؟ سری سری روی شنکر کے بیان کی خوب تشہیر کی گئی۔ میڈیا پر بھی سوال کھڑے ہو رہے ہیں آل انڈیا مسلم پرنسل لاء بورڈ کو ایک خط لکھا۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ اس کی ایک نقل حاصل ہوئی سری سری روی شنکر کے اس انگریزی خط کا اردو میں ترجمہ کیا جارہا ہے اور اس خط کے بعد بام سیف اور بھارت مکتی مورچہ کے صدر وامن مشیرم صاحب سری سری روی شنکر کو سخت جواب دیا اس خط کو ضمیمہ نمبر 6 میں دیا جارہا ہے۔

سری سری روی شنکر کا خط مسلم پرسنل لاء بورڈ کے نام

آرٹ آف لیونگ

پیارے

صدر مسلم پرنسل لاء بورڈ

مہربانی کر کے پرانام قبول کریں

رام جنم بھومی اور بابری مسجد کے تنازعہ سے دیش بھر کی موجودہ حالات اور دیش کے مستقبل کے بارے میں اس خط کے ذریعہ سے آپ لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہے یہ تنازعہ بہت پرانہ ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ جھگڑے کی اہم وجہہ ہے یہ معاملہ سپریم کورٹ میں زیرِ سماعت ہے۔ سپریم کورٹ نے اگر ایک فریق کے حق میں فیصلہ دیا تو اس کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں وہ ہم دیکھیں گے۔

1۔ ایسا امکان ہے کہ آثار قدیم کی تحقیق کے مطابق مسجد سے پہلے مندر تھا اس بنیاد پر عدالت ہندووں کے حق میں حصہ دے سکتا ہے اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں میں بہت ناراضگی پیدا ہوسکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ بھارت کی عدلیہ پر سے ان کا اعتماد اٹھ جائے گا اس کی وجہ سے مسلم لوگ دیش بھر میں تشدد کا سہارا لے سکتے ہیں ایسا مجھے لگتا ہے۔

مسلم پرسنل لاء بورڈ اور دیگر تنظیموں نے بھلے ہی کہا ہو کہ عدالت کا جو بھی فیصلہ ہوگا قبول کریں گے۔ عدالت نے اپنے سماج سے نا انصافی کی ہے یہ احساس مسلمانوں کے دلوں میں کئی سالوں تک قائم رہے گا۔

2۔ امکان یہ ہے کہ اگر ہندو مقدمہ ہار گئے اور مسلمانوں کو بابری مسجد کی پھر سے تعمیر کے لیے جگہ ملے گی تو اس فیصلہ کے بنیاد پر ہندوؤں کو بہت زیادہ صدمہ پہنچے گا جس کے لیے انہوں نے پانچ سو سالوں سے جدوجہد کی ہے اس لیے دیش بھر بڑے پیمانے پر بہت سامئے تک بدامنی پیدا ہوگی مسلم لوگ جو بھارت کے گاؤں گاؤں میں رہتے ہیں وہ ہندوؤں کی ہمدردی کھو بیٹھیں گے جگہ کے چھوٹے سے ٹکڑے کے لیے اپنے عظیم سماج کا پیار و محبت گنوا بیٹھیں گے۔

3۔ یہ امکان ہے کہ الہ آباد ہائیکورٹ ایسا فیصلہ دے ایک ایکڑ زمین مسجد کے لیے

دی جائے اور 60 ایکڑ زمین مندر کو دی جائے مگر اس کی وجہ یہ علاقہ غیر محفوظ رہے گا اس کے لیے لگ بھگ 50 ہزار پولیس جوانوں کو تعینات کرنا پڑے گا یعنی یہ حل بھی مسلمانوں کے لیے فائدہ کا نہیں ہوگا۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا یہ ہے کہ نماز کے لیے بابری مسجد میں جاتے ہی نہیں کیونکہ آس پاس 22 مسجدیں ہیں اور اگر صرف پانچ ہزار لوگ بابری مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں تو یہ بھی جھگڑے کی وجہ بنے گا اور ایسا کر کے ہم لوگ 1992ء میں بابری مسجد ڈھانے کے بعد جو فسادات ہوئے وہ پھر سے زندہ ہوسکتے ہیں اور یہ مسئلہ ہمیشہ جھگڑے کا معاملہ رہے گا اسی لیے یہ کوئی صحیح حل نہیں ہوسکتا۔

4۔ چوتھا امکان یہ بھی ہے کہ سرکار قانون بنا کر مندر بناسکتی ہے مگر اس سے بھی مسلمانوں کو ہار کا غم ستائے گا۔

کل ملا کر اوپر کے چار امکانات مسئلہ کے حل کے لیے ہیں جو ہمارے دیش کے لیے خاص کر مسلمانوں کے لیے خطرناک ہوں گے۔

اگر مسلم جیت گئے تو بھارت کے ہر گاؤں میں اس جیت کا یہ جشن کریں گے اور مذہبی تشدد کے لیے ایک موقع فراہم ہوگا اسی طرح اگر ہندو جیتیں گے تو مسلمانوں کے غصہ کے بل چڑھ جائیں گے اور اس کی وجہہ سے تشدد کو بھڑکانے کی دعوت ہوگی پہلے دن سے ہی فسادات پورے دیش میں بھڑک اٹھیں گے۔

دونوں سماج کے جو لوگ عدالت کے فیصلہ پر ڈٹے ہوئے ہیں تو پھر اس مسئلہ کی روح شکستہ ہوگی دونوں دھرم کے فائدہ کے لیے گذارش کرنا چاہتا ہوں اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیں نہیں تو اپنے ہی دیش کو داخلی جنگ میں ڈھکیل دینا ہوگا دنیا نے اس کے انجام کو بھی بھگتا ہے اس کے علاوہ ہم یہ دنیا کو دکھائیں گے کہ ہم دنیا سے الگ ہیں اور

پریم سے ہمارے داخلی تنازعات مٹا سکتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کے مطابق آپ مسجد کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تو سوال کا جواب ہاں ہے یہ میں نجی طور پر دعویٰ کے ساتھ کہہ رہا ہوں جو بات مولانا سلیمان ندوی اور بہت سارے مولاناؤں کے ذریعہ میں نے سنا ہے جن لوگوں اور تنظیموں نے بابری مسجد ڈھائی ان تنظیموں کے سامنے ہتھیار ڈالنا نہیں بلکہ بہت زیادہ متنازعہ جگہ کو بھارتیا جنتا کو دان کرنا جیسا ہے ایسا یہ بات اپنے دل میں اور اپنے آتما پر لکھ کر رکھ لیں یہ ہتھیار ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ تو معاہدہ کا ایک حصہ ہے اس سے ان کے دلوں کا بڑا پن بڑے اور اچھا پن ظاہر ہوگا۔

میں دوسری بات آپ لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری قابل قدر عدلیہ نے اس معاملہ کو عدالت کے باہر آپسی بات چیت سے حل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ سب ذمہ دار اصحاب سے میں یہ گذارش چاہتا ہوں سیاست چھوڑ کر اور جذبات کو علیحدہ رکھ کر دو فرقوں کے درمیان اعتماد اتحاد اور بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے آگے آئیں۔

ضمیمہ-6

وامن مشرام کے ذریعہ سری سری روی شنکر کو منہ توڑ جواب

بھارت مکتی مورچہ کا خط سری سری روی شنکر کو

Bharah Mukti Murch

Central Office 5709, Raigakpuru Karol Bagh, New Delhi- 110005

Dt. 13-03-2018

پیارے

سری سری روی شنکر

آپ کے ذریعہ مسلم پرسنل لاء کو بابری مسجد کے تنازعہ پر دیا گیا آپ کا دھمکی آمیز خط ہم نے سوشیل میڈیا پر پڑھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو مسلم سماج کے حفاظت کی کافی فکر ہے اگر وہ لوگ بابری مسجد کے مسئلہ پر سمجھوتا نہیں کرتے آپ نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ کون صحیح ہے۔ ہندو یا مسلمان ہم VJNT-DNT-NT-OBC_SC-ST لیوا، کروا، پٹیل، مرٹھا، جاٹ اور ریڈی اکا لنگارن کو ہندو نہیں مانتے۔

لیکن ہم مولنیواسیوں کے لیے کون صحیح ہے اس سے زیادہ کیا صحیح ہے یہ بات بہت اہم ہے اس بات کو کوئی انکار نہیں کرسکتا آج جتنے بھی مشہور مندر ہیں وہ سب حملہ آور پورشین برہمنوں نے بدھ واوہاروں کو ڈھا کر اور بڑی تعداد میں بدھسٹوں کا قتل عام کرنے کے بعد بنوائے ہیں۔

یہ زمین آریہ برہمنوں کی کبھی تھی ہی نہیں بلکہ یہ NT- DNT- VJNT- OBC-SC-ST لیوا، کروا، پٹیل، مرٹھا، جاٹ اور ریڈی اکالنگا پسماندہ طبقات کی تھی جن کو غلام بنایا گیا اور ان کو ذات پات کے نظام سے تقسیم کیا گیا ہماری اپنی تہذیب کو منظّم طریقہ سے ختم کیا گیا یہاں پر یہ جاننا ضروری ہے کہ ہم محنت کشوں کی تہذیب مولنیواسیوں کی تہذیب، آریہ برہمنوں کی تہذیب سے الگ ہے۔

اس سرزمین پر حملہ آور برہمنوں نے ایسی مثال قائم کی اور ان کو تقسیم کر کے اپنی پہچان چھپا کر اور پہچان بدل کر ایک منظّم اقلیتی سماج غیر منظّم اکثریت پر کیسے راج کر سکتا ہے۔

بے بنیاد اقدامات کا حوالہ دے کر آپ نے یہ بھی طے کر دیا کہ مسجد مندر کی جگہ بنائی گئی تھی لیکن مندر جس جگہ بنایا گیا تھا ہمیں بھروسہ ہے آپ اس کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور حقیقت یہ ہے تحقیق سے یہ معلوم ہو کہ بدھ ویہاروں کو ختم کیا گیا تھا یا برہمنوں کے ذریعہ ہڑپ لیا گیا تھا ہمیں یقین ہے کہ ہم بہت جلد ہی ان سچائیوں کا پردہ فاش کر دیں گے جو ان پر پڑے ہوئے ہیں۔

لیکن اس وقت ہم راشٹر کی شانتی اتحاد اور بھائی چارہ چاہتے ہیں موجودہ حکمراں طبقہ اگر مذہبی تشدد بھڑکا کر مذہبی منافرت نہیں پھیلاتا تو اس کا کچھ جانے والا نہیں ہے لیکن چناؤ میں ہار ضرور ہو سکتی ہے ہم مولنیواسی سماج کے لوگ ہماری زمین، ہمارے حق اور حقوق کا گنوانے کا خطرہ ہے جس کے لیے ہم صدیوں سے لڑ رہے ہیں ہمیں امن کے راستہ پر پورا یقین ہے ہمیں مولنیواسی مہاپرشوں کی وچار دھارا والے طریقہ کار پر بھروسہ ہے جو کہ دستوری ہے ہمیں امید کہ مقتدر ذاتیں ہمیں حفاظت خود اختیاری

اور دوسرے طریقہ ڈھونڈنے پر مجبور نہیں کریں گے تاکہ ان ذاتوں کی بربریت کا مقابلہ کرسکیں۔

جس سے ہمارے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے کہا تھا ''ہماری لڑائی دھن دولت واقتدار کے لیے نہیں ہے بلکہ ہماری لڑائی آزادی کے لیے ہے اور اپنے آپ کو انسان منوانے کے لیے'

ہم حکمراں ذاتوں کے ذریعہ توڑ مروڑ کی باتوں پر سخت محاسبہ کرسکتے ہیں لیکن ہمیں بحث میں جیت جانے سے زیادہ پتھروں سے بنی عمارتوں سے زیادہ بھارت واسیوں کی حفاظت اور بھائی چارہ اور دیش کی بھلائی زیادہ عزیز ہے۔

دیش مضبوط ہو طاقتور بنے آنے والی نسلیں اسے ہم شانتی اور دیش پریم سے اسی تاریخ رقم کریں جو خونی نہ ہو۔

وامن مشرام

قومی صدر بام سیف و بھارت مکتی مورچہ نئی دہلی

لوکمت سماچار

(آر ایس ایس کے سربراہ نے ایک بیان دیا جس سے کانگریس اور آر ایس ایس کے تعلقات کی حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے۔اخبار کی اس خبر کا ترجمہ دیا جارہا ہے)

کانگریس مکت بھارت راجنیتک نعرہ ہے سنگھ کا اس سے کوئی تعلق نہیں

آر ایس ایس پر امکھ بھگوت نے کتاب کی رسم اجراء کی تقریب کہا (پونا یکم/اپریل لوک سیوا)

آر ایس ایس کی تاریخ پر زور دیتے ہوئے اس کے پرامکھ بھگوت نے کہا کانگریس مکت جیسے نعرہ سیاسی محاورے ہیں نہ کہ سنگھ کی بھاشا کا حصہ ہے آر ایس ایس کی سیاسی ونگ بی جے پی کے سرکرہ قائدین نے اگر کانگریس مکت بھارت کا نعرہ دیا ہے۔

بھگوت نے ایک کتاب کی رسم اجراء میں کہا یہ سیاسی نعرے ہیں آر ایس ایس کی زبان نہیں ہے مکتب لفظ سیاست میں استعمال کیا جاتا ہے ہم کسی کو چھانٹنے کی زبان استعمال نہیں کرتے ہم ملک کو بنانے کی کوشش میں سب ہی لوگوں کو شامل کرتے ہیں ان لوگوں کو بھی جو ہماری مخالفت کرتے ہیں۔

فروری میں پارلیمنٹ میں نریندر مودی نے کہا یہ مہاتما گاندھی کے کانگریس مکت بھارت کے خواب کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں دیش کی سب سے پرانی پارٹی پر اقتدار میں رہنے کی دوران دیش کی ترقی کی قسمت پر گاندھی خاندان کو جو اعزاز بخشنے کا الزام لگایا تھا 1983 کے بیاچ کے بھارتیا سفارتکار دھیا نشور مولے کے چھ کتابوں کی رسم اجرائم کرنے کے لیے یہاں آئے تھے مولے سفارتی محکمہ کے ایک افسر ہیں۔

(Counselor, Passport, Visa and Overseas Indian Affairs)

آر ایس ایس صدر نے بدلاؤ لانے کے لیے مثبت پہل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا جو منفی سوچ رکھتا ہے ایسا شخص ملک کی تعمیری کام میں کارآمد ثابت نہیں ہوتا انہوں نے کہا ہندوتوا کو دیکھنے کا ایک طریقہ اپنے آپ اور اپنے خاندان اور دیش پر فخر کرتا ہے اگر کوئی اپنے آپ پر اپنے خاندان پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ جامع قومی ترقی اور استحکام میں ملک کے لیے کام کرسکتا ہے۔

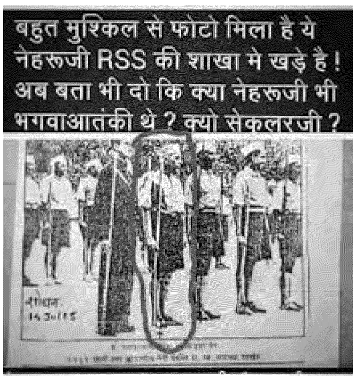
☆☆☆

کانگریس اور آر ایس ایس کے تعلقات کی منہ بولتی تصویریں



In a remarkable coincidence, irrefutable evidence of 'the RSS connection' with Gandhi's assassination surfaced in recent years - just as it was about to claim the Gandhian heritage.

The WIRE(in website)





Jawaharlal Nehru in boy scout uniform? Was he at RSS camp?
A narrative popularised along that picture suggests the first PM too had participated in a Sangh shakha.

(India today website reference)



حوالہ جات

1. Puraney itihaas va sanskrutikosh, late doctor shri d. kulkarni, P-32
2. Mahatma Gandhi-A Biography, late B.R nanda, P223
3. Congress ka itehas, late patthabhi seetaramaiya, hindi anuvadharibhav upadhyay,P27: (samskaran 2009) sasta sahithya mandal, new delhi.
4. Mahatma phule samagr vaadmai, P552, aavruthi 6 wa samskaran-2006
5. Sampoorn gandi vaadmai, khand 53, P284
6. Uparokth, Pg 285
7. Uparokth, Pg 272
8. Bara bhashaney, shripad A.dangay, P124
9. Dr. keshav baliram hegdewar , late rakesh sinha, P27, pratham samskaran 2003, prakashhan vibhag, suchna aur prasaran mantralay
10. Uparokth, P89
11. Uparokth, P61
12. Uparokth, P74
13. Uparokth, P90
14. Uparokth, P8
15. Parampoojyaneeya Dr. hedgewar pathroop vyaktidrshan, sangraahak-n.h.palkar, Pg18, prakashak bharatiya vichar sadhna pune..

16) UPAROKTH, Pg 91

17) CONGRESS KA ITEHAS, LATE DR.B.PATTHABHI SEETARAMAIYA,Pg 561

18) SAMPOORN GANDI VADHMAI, KHAND 89, Pg 199

19) UPAROKTH, Pg 241

20) UPAROKTH, Pg 216

21) UPAROKTH, Pg 217

22) SAMPOORN GANDI VADHMAI, KHAND 90, Pg 47-48

23) UPAROKTH, Pg 263

24) SAMTA AUR SAMPANTA-RAM MANOHAR LOHIYA, SAMPADAK - OMKAR SHARAD, Pg 208-209

25) BEYOND THE LINES :AN AUTO BIOGRAPHY KA HINDI ANUVAAD , ANUVAADAK- YUGAANK DHEER , Pg 70; DUSRA SAMSKARAN 2014,RAJKAMAL PPAKASHAN, NEW DELHI

26) LETS KILL GANDI, LEKHAK- TUSHAAR GANDI (MARATHI SAMSKARAN), Pg127

27)PATROOP SHRI GURUJI,(MARATHI) PRAKASHAK-BHARATIYA VICHAR SADHNA, PUNE, Pg 568

28) SARDAR PATEL, CHUNA HUA PATRVYAVHAAR, KHAND 2,Pg 291, NAVJEEVAN PRAKASHAN, A. NAGAR

29) UPAROKTH, Pg 295

30) PATROOP SHRI GURUJI, Pg 592

31) UPAROKTH, Pg 573

32) SARDAR PATEL- CHUNA HUA PATRVYAVHAAR, KHAND 2,Pg 352

33) UPAROKTH, Pg 587

34)SHRI GURUJI JEEVAN PRASANGH, SANKALAN KARTA-RADHESYAM BANKA, Pg 137; LOKHITH PRAKSHAN, LUCKNOW 2003

35)SARDAR PATEL- CHUNA HUA PATRVYAVHAAR, KHAND 2,Pg 510

36) BEYOND THE LINES :AN AUTO BIOGRAPHY KA HINDI ANUVAAD , ANUVAADAK- YUGAANK DHEER , Pg 398-399

37) SHRI GURUJI JEEVAN PRASANGH KHAND 7, Pg 109

21 JULY 1956 KA UMAKAANTH TRIVEDI, DALLI KO GOLVALKAR KA KHAT.

38) UPAROKTH, Pg 111

39) GANDHI YOUG KE EK JANGAM VIDHYAPEETH MEIN, LEKHAK - RAVINDRAVINDRA KELKAR, Pg 63-64 PRAKASHAN - 1989

40) BEYOND THE LINES :AN AUTO BIOGRAPHY KA HINDI ANUVAAD , ANUVAADAK- YUGAANK DHEER , Pg.175

41)SHRI GURUJI JEEVAN PRASANGH, SANKALAN KARTA-RADHESYAM BANKA, Pg 62

42) SHRI GURUJI JEEVAN PRASANGH KHAND 8, Pg 70

43) UPAROKTH, Pg 88-89

44) UPAROKTH, Pg 236

45) SAMPOORN MAHATMA GANDI VADHMAI, KHAND 90, Pg176

46) UPAROKTH, Pg 143

47) UPAROKTH, Pg 143

48) Meri khani, pandit jawahar lal Nehru,Pg.442

49). Sardar patel-chuna hua patrvvavhaar, khandan2, Pg 408-409

50) Uparokth, khand 2, Pg 247

51) Uparokth, khand 2, Pg 251

52) Adhunik bharat ke nirmata: kaka sahib kalelkar, late ravinder kelkar, Pg 594-595, krakshan vibhag, soochna aur prasaran mantralay, bhrat sarkar

53) Shri guruji jeevani prasangh, sankalan karta radheshyam banka, Pg 72-73

54) Beyond the lines: an autobiography ka hindi anuvaad, anuvadak-yu gaank dheer, Pg 399.

☆☆☆